BIN TERY SANAM

Writen by Laiba Sami

شاہ واپسی پر آئس کریم کھائیں ہم زرینہ نے شاہ کی جانب دیکھا یار ویسے بھی تم نے اتنی شوپنگ پہلے ہی کی ہے اور اب بھی تمہاری خواہشیں ختم نہیں ہو رہی شاہ نے چڑتے ہوئے کہا۔ بھئی اب تو ساری زندگی اپنے میرے نخرے اٹھانے ہیں زرینہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ ہاں بھئی اب کیا ہو سکتا ہے ایک ہفتے کے بعد مجھ بیچارے سے میری آزادی چھین جائے گی اور تم چڑیل میرے سر بندھ جاؤ گی شاہ نے مصنوعی اداسی دیکھاتے ہوئے کہا۔ اچھا اب میں چڑیل ہو گئی زرینہ تو اس بات سے سہی کی تپ گئی۔ ارے ارے مزاق کر رہا ہوں میری جان تم ناراض نہ ہو شاہ نے زرینہ کہ گال کینچھے آآ ابولا بھی ہے میرے گال مت کھینچے تکلیف ہوتی ہے مجھے اسنے شاہ کی طرف غصے سے دیکھا۔ بھئی مجھے مزا آتا ہے تمھارے گال کینچھنے میں شاہ نے پیار سے اسکی جانب دیکھا۔ اچھا اچھا اب ڈائلاگ بازی بند کریں اور چلیں گھر وہ رخ دوسری جانب کر کے بیٹھ گئی۔ اور آئس کریم کون کھائے گے شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔ کوئی نہیں مجھے نہیں کھانی آپ نے کھانی ہے تو کھائیں۔ زرینہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ یار مزاق کر رہا ہو شاہ نے گاڑی آئس کریم پارلر کے آگے روکی اور دو ونیلہ فلیور لینے چلا گیا۔ زرینہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کتنی محبت ہے انکو مجھ سے یقیناً میں بہت خوشنصیب ہو اسنے سوچا اور مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

شاہ اور زرینہ کی منگنی بچپن میں ہی طے ہو گئی تھی۔زرینہ کی گریجویشن مکمل ہو گئ تھی اور اب انکی شادی تھی ایک ہفتے بعد۔زرینہ شاہ کی ماموں کی بیٹی تھی۔شاہ نے بچپن سے ہی صرف زرینہ سے محبت کی تھی۔زرینہ اشفاق احمد اور ربینہ کی اکلوتی اولاد تھی۔۔۔۔۔۔۔شادی کے پانچ سالوں کے بعد اللہ نے انھیں اپنی رحمت سے نوازا تھا۔اشفاق احمد اسکی ہر خواہش پوری کرتے اسلیے زرینہ تھوڑی ضدی تھی۔جبکہ صغریٰ اور فیزان کے تین بچے تھے تیمور سب سے بڑا تھا اسکی شادی۔انھوں نے اپنی نند کی بیٹی پر حنہ سے کی تھی اور انکی ایک سالہ بیٹی انزیلا تھی۔پھر زینیہ اور شاہ جڑواں تھے۔زینیہ کی منگنی ہو چکی تھی۔

شاہ بہت صابر اور خوش اخلاق لڑکا تھا۔تبھی اشفاق احمد کا دل مطمئن تھا کے وہ انکی پھول جیسی بیٹی کو خوش رکھے گا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

سائیں اپنے بلایا تھا۔طاہر نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔وہ جو ہاتھ میں سگریٹ لیے کھڑکی کی جانب رخ کیے کھڑا تھا۔یکدم اسکی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔آنکھیں لال انگارا ہوئ تھی۔ایک نظر طاہر پر ڈالی اور دوبارہ کھڑکی جانب رخ کیے کھڑا ہو گیا۔اور ایک دل جلانے والے مسکان کے ساتھ سگریٹ زمین پر پھینک کر پاؤں سے مسلی۔ہاں طاہر تم اچھی طرح جانتے ہو میں نے تمھیں کیوں

بلایا ہے اسنے اسکی جانب رخ کیا اور اہستہ اہستہ اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔ سائیں وہ

میں سائیں مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں مجھے۔ طاہر اسکے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگا۔

جس پر اسنے ایک طنزیہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی۔ تمہیں شاید اپنی زندگی عزیز

نہیں تبھی تو تم نے خان کے ساتھ غداری کا سوچا وہاں کھڑا تابش کمال غرایا اور ایک نظر

خان پر ڈالی جہاں چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ خان اللہ کا واسطہ معاف کر دیں مجھے

میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ تمہیں عیسیٰ سارم خان سے غداری سے پہلے سوچنا تھا۔

تابش پھر بیچ میں بول پڑا۔ سارم نے اپنے پاؤں سے اسے دھکا دیا اور بنا کچھ بولے کھڑکی کی جانب دو

بارہ آگیا۔ جسکا مطلب تھا کہ لے جاؤ اسکو۔ اب تو نے اشارہ سمجھ لیا ہو گا سارم خان کا

غداری کی معافی نہیں ہوتی۔ سائیں میں مجبور تھا میرے بچے انکے پاس ہیں سائیں میں

مجبور تھا میرے ساتھ ایسا نہ کرے طاہر کی آوازیں گونج رہی تھی لیکن وہ چہرے پر بغیر کوئی

تاثر دیے وہیں کھڑا رہا اور سگریٹ پیتا رہا۔ تابش ایک رعبدار آواز کمرے میں گونجی اسکو بلیک

روم میں رکھو میں اس سے اکیلے بات کرنا چاہتا ہو اسنے حکم سنایا تابش نے سر ہلا دیا۔ اور

اسکے گھر والوں کے بارے میں پتا کرو کیا وہ سچ میں منظور خان کے پاس ہیں یا صرف کوئی چال

ہے اسکی۔ تابش نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔ سارم سگریٹ پھینک کر کمرے سے نکل

گیا۔ ارے اب اسکو کونسی ہمدردی جاگ رہی ہے اچھا خاصا پلان جا رہا ہے اب کیا کروں میں تابش نے دل ہے دل میں سوچا۔

شاہ کال اٹھائیں زرینہ نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا۔ ہو سکتا ہے کوئی اہم میٹنگ میں ہو بیٹا تم رضیہ کے ساتھ چلی جاؤ ربینہ بیگم نے کہا۔ مام اپکو معلوم بھی ہے کہ میں نہیں جاؤ گی رضیہ کے ساتھ پھر بھی آپ ایسا بول رہی ہیں زرینہ نے چڑتے ہوئے کہا بیٹا اس میں برائی کیا ہے تم رضیہ کے ساتھ جیولری شاپ چلی جاؤ فضول میں تم شاہ کا وقت ضائع کرو گی ربینہ نے خفگی سے کہا۔ مام بھئی میں اکیلے جا رہی ہوں اب ہر جگہ میں رضیہ کو اپنے ساتھ لیکر نہیں پھر سکتی وہ غصے سے کہتے ہوئے اپنا بیگ اور کیز اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ عجیب لڑکی ہے اشفاق نے اسکو سر چڑھا رکھا ہے۔ میں تو کہتی ہو تھوڑی سختی کریں لیکن کہتے ہیں میری شہزادی ہے جو مرضی ہوتی ہے کرنے دو۔ ربینہ نے سرد سی آہ بھری اور لاونج کی جانب بڑھ گئی۔ ایک تو مام بھی ہر جگہ کہتی ہیں رضیہ کو لے جاؤ جیسے رضیہ میری ساس ہے پتہ نہیں ملازموں کو اتنا کیوں سر چڑھا رکھا ہے عجیب وہ غصے میں بڑبڑاتی ڈرائیو کر رہی تھی۔ اور

یہ محترم انکی طبیعت تو میں درست کروں گی بھلا ایسا کونسا کام ہے جو مجھ سے زیادہ ضروری ہے

اسنے ایک نظر غصے سے فون پر ڈالی اور گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کردی

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

سارم آج چوھدری مظفر تم سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تابش نے کہا۔ ہمم کیوں کوئی وجہ اسنے سگریٹ جلا کر منہ سے لگائی۔ ہاں وہ اپنا بزنس کراچی میں کرنا چاہتے ہیں اسلیے وہ چاہتے ہیں کہ تم انکے ساتھ۔ پارٹنر شپ کرنا چاہ رہے ہیں تابش نے کہا۔ ہمم ٹھیک ہے افس بلالو۔ اسنے مختصر جواب دیا۔ااوہ آفس میں ملاقات نہیں چاہتے۔ ہم انسے قریب ہی ایک مال ہے وہاں ملاقات کرلیتے ہیں۔ تابش نے کہا۔ کیوں؟ سارم نے اپنی آئی بروز اچکاتے ہوئے پوچھا۔ وہ چاہتے ہینں اس ملاقات کی خبر کسی کو نہ ہو اور سب نارمل لگے کیونکہ انکے بہت سے دشمن انکے پیچھے ہیں وہ نہیں چاہتے کسی کو اس بات کی بھنک بھی پڑے۔ اواچھا کیا مال میں کسی کو پتا نہیں چلے گا کیا اس نے جلی ہوئی مسکان تابش کی جانب اچھالی۔ تابش نے سر جھکا دیا۔ وہ اکیلے وہاں آئیں گے بنا کسی سکیورٹی کہ بھیس بدل کر تابش نے ایک سانس میں کہا اچھا ٹھیک کب تک ملنا ہے سارم نے پوچھا وہ دوپہر دو بجے کا کہہ رہے تھے۔ ابھی ڈیڑھ بج رہا ہے آدھے گھنٹے بعد ملنا ہے اس لیے ابھی نکلنا ہوگا۔ تابش نے تفصیلی جواب دیا۔ جب تم نے سب فکس کرہی لیا ہے تو مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو سارم نے طنز کیا۔ جس پر تابش نے نظر جھکالی۔ پتا نہیں اپنے آپ کو کیا

سمجھتا ہے منحوس تابش منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ہاں کچھ کہا تم نے سارم سگریٹ پھینک کر

پاؤں سے مسلتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوا۔ننن نہیں تو چلیں میں گاڑی نکال لیتا ہو تابش نے

جانے میں عافیت جانی۔وہ بھی مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے چلا گیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

آہ تبھی میں شاہ کے ساتھ جانے کا بول رہی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کونسی جیولری لوں ایک تو

میں ہمیشہ اتنی کنفیوز رہتی ہوں کچھ سمجھ ہی نہیں آتا۔شاہ دل تو چاہ رہا آپکا فون توڑ دوایسے فون کا کیا

فائدہ کہ ضرورت پڑنے پر کوئی کام ہی نہ آئے۔وہ منہ بناتے دل ہی دل میں بولے جا رہی تھی۔میم آپکو

یہ والا ہار دیکھاؤ۔نہیں آپ ایک کام کریں یہ اور سیٹ ڈن کر دیں اس نے کہا اور کاؤنٹر کی

جانب بڑھ کر بل ادا کیا۔یار بہت بھوک لگ رہی ایک کام کرتی ہو کچھ کھا لیتی یہاں سے ویسے

بھی گھر سے ناراض ہو کر آگئی تھی بنا کچھ کھائے اس نے منہ بنا کر بولا اور مال میں موجود

ریسٹورنٹ کے جانب رخ کیا۔وہاں اس نے برگر لیا اور کھانے لگی پھر جوس لیکر باہر گاڑی

جانب بڑھنے لگی۔فون میں مصروف تھی ایک نمبر پر بار بار کال ملانے مصروف تھی ہاتھ

میں جوس لیے آگے بڑھ تھی ایک دم سے ایک پہاڑ جیسے وجود سے ٹکرا گئی۔وہ جو اپنی دھن میں چل

رہی ایک زمیں پر گر پڑی ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر زمین پر گرا اور جوس کپڑوں پر گر گیا اسکا

فیورٹ سوٹ جوس گرنے کی وجہ سے برباد ہو چکا تھا۔اسنے اپنی آنکھیں کھول کر سامنے

کھڑے شخص کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس پاس کے موجود لوگ بھی انہیں دیکھ رہے تھے وہ کھسیانی

ہوئی اور زمین سے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑے یہ کیا طریقہ دیکھ کر نہیں چل سکتے وہ اس

پر غصہ کرنے لگی لیکن سامنے والے کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور وہ چہرے پر سرد تاثر لیے وہ

دھر دیکھ رہا تھا دیکھیں محترمہ ہٹیں مجھے جانا ہے اسنے اسنے سرد سا لہجہ اختیار ' ادھر ا

ہٹ جاؤ اپنے میری ڈریس خراب کر دی۔ !...... کیا۔ ہاں

تابش بھی پیچھے آ گیا تھا۔ اپ دیکھ کر نہیں چل سکتے ہاں میری عزت کا تماشا بنا دیا۔

اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ غلطی آپکی ہے آپ فون استعمال کر رہی تھی۔ اس نے سرد مہری

اس کا غصہ بڑھ گیا۔ زرینہ نے جوس جو آدھا اسکے کپڑوں پر گر گیا تھا !سے کہا۔ ارے۔۔۔

اسنے غصے میں ادھا جوس سارم کی طرف اچھالا جس سے اسکی وائٹ شرٹ

بدتمیز لڑکی یہ کیا تم نے وہ غصے سے چینخا۔ اب آپ کو احساس ہو گا !خراب ہو گئی۔ ارے۔۔

مجھے کیسا فیل ہو رہا تھا وہ اتنا کہتی اپنے بالوں کو جھٹکا دے کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ سارم وہ اتنا کچھ

چلو اس نے !کہہ کر چلی گئی تجھے تابش نے اسکی جانب دیکھا۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔

اسکی جانب دیکھا کہاں۔ تابش نے ناسمجھی سے دیکھا میٹنگ کینسل کر دو وہ اتنا کہتا آگے بڑھ

گیا۔ عجیب نفسیاتی انسان تابش نے اسکی جانب دیکھ کر منہ پھیر گیا اور فون پر نمبر ملاتے

ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ایک تو ویسے ہی دن خراب تھا اوپر سے اس نمونے کا ٹکرانا ضروری تھا۔ میرا سوٹ زرینہ نے آ گئی !رونی صورت بنائی اور سیٹ پر رکھے فون کی جانب دیکھا جہاں ایک نمبر جگمگا رہا تھا۔ ہا۔۔۔ محترم کو میری یاد کہ انکی ایک عدد منگیتر بھی ہے اور کچھ دن بعد بیوی بن جائے گی اسنے اپنی نظریں گھماتے ہوئے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور اٹھا کر کان سے لگایا۔ کہاں ہو زرینہ اتنی دیر ہو گئی ہے تمھیں معلوم ہے مجھے تمھاری کتنی فکر ہو رہی ہے اوپر سے اکیلی گئی ہو اور دیر بھی ہو گئی ہے شاہمیر نے ایک سانس میں سوال کر ڈالے۔ صبر آرام سے ایک ساتھ اتنے سوال زرینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم رضیہ کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی آگے سے سوال ہوا۔ رضیہ میرا منگیتر نہیں ہے اس نے منہ بنا کر جواب دیا اس میں منگیتر والی کونسی بات ہے بھئی شاہ نے چڑتے ہوئے کہا۔ کیا اب یہ اچھا لگے گا کہ میں شادی کی شوپنگ منگیتر کی بجائے ملازمہ کے ساتھ کروں اسنے منہ بنا کر خفگی سے کہا اچھا بھئی سوری۔۔ بس اب یہ بتاؤ کہاں ہو تم۔ گھر پہنچ چکی ہو اور اب آپ سے بات کر رہی ہوں۔ کونسا ایسا ضروری کام تھا جسکے لیے میرا فون نہیں اٹھایا اپنے ۔زرینہ نے طنز کیا۔ ارے یار میرا فون گاڑی میں رہ گیا تھا اور میں سمجھا کہ گم ہو گیا۔ اب جب گاڑی میں کسی کام سے آیا تو مل گیا دیکھا کہ اس پر تمہاری مسز کال تھی تو میں نے پریشانی میں تمہیں کال کر دی لیکن تم کال نہیں اٹھا رہی تھی تو پھوپو کو کال کی تو انہوں نے تمہارے بارے میں

بتایا تبھی مجھے تمھاری فکر ہو رہی تھی۔ تم نے کال کیوں نہیں اٹھائی تھی؟ شاہ نے تفصیلی جواب دیا اور ساتھ ہی سوال کیا۔ زرینہ کے دماغ میں صبح کا منظر جاگا۔ زرینہ نے یہ بات شاہ کو بتانا مناسب نہیں سمجھی اس لیے بات گھمادی۔ ارے اسکو چھوڑیں یہ بتائیں میٹنگ کیسی رہی؟ ہاں بہت زبردست تم بتاؤ کھانا کھایا تم نے شاہ نے کہا

نہیں برگر کھالیا تھا شوپنگ کے بعد چلیں میں فون رکھ رہی ہوں مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے اور مام سے ملاقات بھی نہیں کی سیدھا کمرے میں آگئی ہو۔ میں صبح انسے ناراض ہو کر چلی گئی تھی۔ زرینہ نے منہ بنا کر بولا۔ اچھا چلو کوئی بات نہیں سوری بول دینا پھوپو کو شاہ نے اسے کہا۔ ہمم جواب مختصر سا دیا گیا۔ اللہ حافظ۔۔ زرینہ کال کاٹ کر فریش ہونے چلی گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سارم کا منہ غصے سے لال ہو گیا تھا سارے راستے گاڑی میں خاموشی رہی تابش تمسخر اڑاتی نظروں سے کھڑکی اس پار دیکھتے سارم کو دیکھ رہا۔ اچھا ہوا کہ اسکی آج اتنی بے عزتی ہوئی اور وہ بھی ایک لڑکی کے ہاتھوں تابش کمینگی سے مسکرایا۔ پھر سارم سے مخاطب ہوا سارم۔۔ گھر پہنچ چکے ہیں اتنا کہہ کر وہ گاڑی سے اترا اور سارم بھی ساتھ اتر گیا۔ یہ ایک خوبصورت بنگلہ تھا گرے اور وائٹ کلر میں جہاں صرف تین لوگ رہتے تھے تابش سارم اور بی جان۔ تابش سارم کا خالہ زاد بھائی تھا۔ سارم کی خالہ اور انکا بیٹا تابش سارم کے بنگلے۔ میں۔ رہتے۔ تھے۔ سارم کی

خالہ ہادیہ بیگم کے شوہر نے ملک باہر دوسری شادی کر کے ہادیہ بیگم کو طلاق دے دی تھی

جس کے بعد وہ سارم کے کہنے پر سارم کے ساتھ رہ رہی تھی۔ تابش شروع سے ہی سارم سے حسد

رکھتا تھا جو اب نفرت میں بدل گئی تھی۔ لیکن سارم اس بات سے بے خبر تھا۔

سارم غصے سے تیزی سے قدم بڑھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ بی جان نے اسے یوں

جاتے ہوئے دیکھا تو پریشانی سے سامنے آتے تابش پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ارے ارے اماں جان

صبر رکھیں آرام آرام سے پوچھیں تابش نے اپنی ماں کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے لاونج میں رکھے

صوفے پر بٹھایا۔ ارے ہوا کیا میرے بچہ اتنے غصے میں کیوں تھا انہوں نے پریشانی۔ میں سوال

کیا۔ کچھ نہیں امی بس ایسی ہی میٹنگ کینسل ہو گئی ہے تبھی غصہ دکھا رہا ہے خود ہی ٹھیک ہو جائے گا

آپ یہ۔ بتائیں اپنے دوائی کھائی اور کھانا لگوا دیں بہت بھوک لگ رہی ہے تابش نے بات

بدلی جس میں وہ کامیاب بھی رہا۔ ہاں بیٹا کھائی تھی انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کھانا لینے

💕💕💕😍😍😍💕💕💕💕💕💕💕💕💕 چلی گئی۔

سارم نے کمرے کا دروازا غصے بند کر تا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔ کمرہ نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا

ہوا تھا کالا اور سفید رنگ کا فرنیچر بیڈ کے سامنے ایک کھڑکی تھی جہاں سے باہر لگی درخت اور

پھول نظر آتے تھے کھڑکی کے ساتھ ایک خوبصورت جھولار کھا ہوا تھا اور سامنے میز رکھی گئی تھی

۔بیڈ کے سائیڈ میں ایک بڑا سا صوفہ بچھا ہوا تھا۔ ایک دیوار سے لگی سنگھار میز تھی

جہاں طرح طرح پرفیوم سجے ہوئے تھے۔ کمرہ سارم کی خوبصورت پسند کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ وہ غصے سے جھٹ سے کھڑا ہوا اور سنگھار میز کی جانب بڑھا آنکھوں میں غصہ صاف تھا۔ شیشے کے۔ سامنے کھڑے ہو کر اسنے اپنی سفید شرٹ کو دیکھا جس پر جوس کا نشان واضح تھا آنکھوں میں غصہ مزید اترا اور اپنا غصہ شرٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اتر اگیا اسکی ہمت کیسے ہوئی عیسیٰ سارم خان پر جوس پھینکنے کی غصے سے چینخا اور سنگھار میز پر موجود ساری چیزوں کو دیوار پر دے مارا۔ ایک کانچ کا ٹکڑا اسکے ہاتھ میں بھی لگا اور خون بہنے لگا۔ بہت شوق ہے نہ تمہیں بہادر بننے کا تمہارا سارا شوق نکالوں گا میں اسنے غصے سے اپنی ھاتھ کے جانب دیکھا اتنی آسانی سے نہیں جانے دوں گا تمہیں۔ پھر ساری زندگی یاد رکھو گی کہ سارم خان کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت کی تھی۔ بہت خطرناک انجام ہو گا تمہارا در در کی ٹھوکریں جب کھاؤ گی تب عقل ٹھکانے آئے گی یہ کہتا ہوا وہ ایک نظر اپنے آپ پر ڈالی اور جلا سا مسکرا کر واشرم کی جانب بڑھ گیا۔ بلیک شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہننے وہ یقیناً شہزادہ لگ رہا تھا۔ لمبا قد، گندمی کلر چہرے پر بڑھی ہوئی شیوا سے مزید خوبصورت بناتی چہرے پر دائیں گال کی جانب بنتا گڑھا جب وہ مسکراتا تو نمایا ہوتا۔ سرخ ہوتی آنکھیں جن میں کئی راز چھپے ہیں بلاشبہ اسکی سیاہ آنکھوں کی گہرائی میں کوئی بھی ڈوب سکتا تھا۔ آواز میں ایک روعب کے سننے والا اسکی آواز کا اسیر ہو جائے یقیناً وہ کسی ملک کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنا فون اٹھاتا نیچے کی جانب آیا بی

جان لاونج میں بیٹھی چاۓ پی رہی تھی۔ اسکو نیچے آتے دیکھ کر فورن اسکے قریب آئی۔ یہ تمھارے ہاتھ میں کیا ہوا بیٹا اسکے ہاتھ میں پٹی دیکھ کر پریشانی سے بولی۔ ارے میری بی جان بس کانچ لگ گیا ہاتھ میں شکیلہ سے کہیں صفائی کر دے میرے کمرے کی۔ وہ پرفیوم گر گیا ہے مجھ سے چہرے پر محبت لیئے سارم نے ایک نگاہ بی جان پر ڈالی۔ اچھا میں کہ دیتی ہو چاۓ پیو گے بی جان نے اسکا گال تھپتپایا۔

شاہ کل ہماری مایو ہے تو پلیز آج کہیں باہر چلتے ہیں نہ کل سے تو پھر قید ہو جائیں گے زرینہ نے منہ بناتے ہویۓ کہا۔ ایک تو تمہارے قدم گھر میں نہیں ٹک سکتے اگر امی کو معلوم ہوا کہ میں تمھیں مایو سے ایک دن پہلے باہر لایا ہو تو وہ میرا گلا دبا دیں گی اور تم بیوی بننے سے پہلے بیوہ ہو جاؤ گی شاہ نے شرارت سے کہا۔ شاہ یہ کیسی فضول باتیں کر رہے ہیں آپ سنجیدگی زرینہ کے لہجے میں واضح تھی

یار مزاق کر رہا ہو شاہ نے ماحول ہلکا کرنا چاہا مگر مقابل نے بس اتنا کہہ کر فون رکھ دیا۔ ایسا مزاق نہیں ہوتا شاہ آئندہ آپکے منہ سے ایسی باتیں نہ سنو۔ ہیلو ہیلو ارے میری بات تو سنو شاہ نے بولنا چاہا مگر سامنے کال کاٹی جا چکی تھی۔ ارے شاہمیر میاں اب مناؤ اپنی ملکہ کو یہ کہہ کر وہ اپنی کیز اور والٹ لیکر باہر کی جانب بڑھا۔ لاونج کوئی موجود نہیں تھا اسلیے

باہر آنے میں آسانی ہوئی۔ سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو ایسی باتیں کون کرتا ہے وہ بھی اپنی ہونے والی دلہن سے

مرنے مرانے کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی انہیں وہ منہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی

سڑھیاں اترتی نیچے آئی ربینہ بیگم جو کچن سے فارغ ہوئی تھی سامنے آتی زرینہ جو غصے سے لال ہو رہی تھی

اسکے پاس آئی۔ بیٹا اتنی دھوپ میں باہر کہاں جا رہی ہو ربینہ بیگم نے پریشانی سے انکی

جانب دیکھا مام میں کلثوم کی طرف جا رہی ہو اسنے مجھے بلایا ہے کوئی ضروری کام ہے شاید اسنے

اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے کہا۔ اچھا لیکن شام میں چلی جانا ابھی مت

جاؤ ربینہ بیگم کا دل میں عجیب سی بے چینی۔ تھی۔ مام میں نے کہا نا کوئی ضروری کام ہے اسے ابھی

شام میں جا کر کیا کرو گی اس نے لہجے کو نارمل رکھنے کی ناکام کوشش کی۔ بیٹا اچھا اکیلے نہ

جاؤ شاہمیر کو بلا لو میرا دل گھبرا رہا ہے بہت ربینہ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات

ابھر آئے۔ کم ان مام لہجہ تیز تھا میں کوئی بچی نہیں ہو جو مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت ہو میں

اپنا خیال خود رکھ سکتی ہو یہ کہتی ہوئی وہ تیزی سے لاونج سے باہر نکل ائی۔ زرینہ کو لاڈ پیار نے بدتمیز

بنا دیا تھا وہ کسی کا ادب نہیں کرتی تھی اور غصہ ہر وقت اسکی ناک پر رہتا۔ اور یہی اسکی بری

عادت تھی۔ یہاں سبکو پنچائیت ہے یہاں نہ جاؤ یہ نہ کرو وہ نہ کرو ڈرائیو کرتی وہ منہ

منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ آہ اب آ گئی ہو تو کہاں جاؤ کلثوم تو اسلام آباد گئی ہے اب کہا جاؤ اسے یاد آیا

کہ کل ہی تو کلثوم نے اس سے بات کی تھی اور بتایا تھا کہ وہ شادی میں نہیں آئے گی کیونکہ اسے اسلام

آباد جانا ہے زرینہ نے سر پر ہاتھ مارا گھر واپس جاؤ گی تو امی کے سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔وہ

گاڑی کو سائڈ پر روکے سوچ رہی تھی کہ اسے یاد آیا کہ کچھ چیزیں رہتی ہیں شادی کی تیاری میں تو اسے جا کر

لے لینی چاہیے کیونکہ یہی آخری حل ہے کیونکہ وہ گھر نہیں جا سکتی ورنہ مام نے اسے باتیں

سنانی ہیں اسنے اپنی گاڑی کا رخ مال کی جانب کر دیا۔❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تابش مجھے وہ لڑکی چاہئے اسکا پتا لگواو کہاں رہتی ہے کیا کرتی ہے سب سارم نے کہا اور کال

کاٹ دی اتفاقاًوہ بھی اسی مال کے جانب آئی جہاں تابش اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ عجیب یار بھول

جائے نہیں خود تو چین سے بیٹھ کر یہاں حکم چلا رہا ہے جیسے اسکے باپ کا نوکر ہو میں تابش

منہ بناتے ہوئے بولا۔ اور جیولری شاپ کی جانب بڑھا اسے بی جان کے لیے گفٹ لینا

تھا وہ ہمیشہ اپنی سالگرہ میں اپنی بی جان کے ضرور کچھ نہ کچھ لیتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ستنیں یہ رنگ دکھائیں اسنے سامنے رکھی نازک سی رنگ دیکھی تو ماں کا خیال آیا اس کو

احساس ہوا کہ اس نے اپنی ماں سے بہت بدتمیزی کر بیٹھی تھی اسلئے انکے لیے کچھ تحفہ لینا تو

بنتا تھا تاکہ وہ انہیں منا سکے اسلیے پہلے اسنے اپنی مام کے لیے ڈریس لیا اور اب جیولری لے رہی

تھی تاکہ وہ اس پر زیادہ غصہ نہ ہو۔ کاؤنٹر پر بل ادا کر کے وہ شاپ سے باہر نکلی تو سامنے سے آتے

تابش کا ہلکا سا کندھا اس سے ٹچ ہوا جسکی وجہ سے اسکے ہاتھ سے بیگ نیچے گر گیا۔ آئی ام سوری

تابش نے زمین سے بیگ اٹھا کر اسکی جانب بڑھانے لگا تو نظر اسکے چہرے پر پڑی

تابش کو یاد آیا یہ تو وہی لڑکی جس نے سارم کے شرٹ پر جوس پھینکا تھا۔اٹس اوکے تابش کے

ہاتھ سے بیگ لیکر اس نے اپنی راہ لی۔وہ تابش کو پہچان نہ سکی لیکن تابش بلاشبہ اسے پہچان

چکا تھا۔اس نے فورن کال سارم کو ملائی جو پہلی ہی رنگ میں اٹھالی گئی۔ہاں بولو تابش وہ

مصروف انداز میں بولا سارم وہ لڑکی یہاں موجود ہے تابش کی بات پر اسنے ہاتھ میں پکڑی فائل

ٹیبل پر رکھی اور اسکی جانب متوجہ ہوا۔کہاں ہو تم ابھی اور وہ کہاں ہے سوال کیا گیا۔میں مال

میں ہو اور وہ میرے سامنے مال میں بنے فوڈ ایریا کی جانب گئی ہے دیکھو تابش وہ جا نہیں پائے

کہیں بھی تم اسکا پیچھا کرو اور موقع ملتے ہی اسکو اٹھا کر بلیک روم لے جاؤ باقی باتیں بعد میں ہونگی یہ

کہہ کر کال کاٹ دی گئی۔ارے میری بات تو سنو تابش نے کچھ بولنا چاہا مگر کال کٹ

چکی تھی۔عجیب یار اس نفسیاتی مریض کی وجہ سے مجھے کہیں جیل نہ ہو جائے اچھی بھلی زندگی

چل رہی تھی لیکن یہ واقعہ ہونا ضروری تھا کیا یہ تو میرے ہی گلے کا کانٹا بن گیا تابش نے

پیشانی مسلتے ہوئے سوچا۔اب تو کرنا پڑے گا ہی تابش میاں۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ جب سے مال سے باہر آئی تھی اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ کسی کہ نظروں کے حصار میں لیکن اپنا وہم

سمجھ کر زہن جھٹکا اور گاڑی کھول کر اندر سامان رکھا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور اپنے گھر کی

جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر تک اسنے نوٹ کیا کے ایک بلیک کار اسکا پیچھا کر رہی ہے پھر اسنے تصدیق کے لیے کہ اسکا وہم درست ہے یا نہیں گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی تو پیچھے آتی کار کی سپیڈ بھی تیز ہو گئی اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے۔ ڈر کی وجہ سے اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی لیکن گھر دور تھا اس سے پہلے کوئی ایسی بات زرینہ کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی۔ یا اللہ میری مدد کریں جتنی قرآنی آیات اسے آتی تھی اپنے اوپر پڑھ کر پھونکنے لگی۔ یا اللہ مدد کریں مجھے بچا لیں کسی طرح انسے وہ مسلسل دعا کر رہی تھی گاڑی میں اے سی چلنے کے بعد بھی اسکا چہرہ پسینے سے بھیگا تھا۔ وہ بار بار آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی روڈ بلکل سنسان تھا جہاں ایکا دکا گاڑیاں ہی نظر آرہی تھی۔ اسے یاد آیا کہ ماموں کا گھر یہاں سے قریب ہی ہے اسنے وہاں جانے میں عافیت جانی اور گاڑی ماموں کے گھر کی جانب بڑھائی مگر وہ بلیک کار اب اسکی کار سامنے آچکی تھی۔ اور کار میں تابش سمیت دو اور افراد نکلے سب کا منہ ڈھپا ہوا تھا رمال سے وہ اسکی جانب ہی آرہے تھے زرینہ کے چہرے کا رنگ سفید پڑنے لگا۔

ہیلو بیٹا۔۔۔ شاہمیر حیا غصے میں کہیں چلی گئی ہے مجھ سے کہہ کر گئی تھی کہ وہ کلثوم سے ملنے جا رہی ہے ضروری کام ہے اسے کوئی لیکن جب میں نے کلثوم کو کال کی تو اسنے بتایا وہ تو کل رات سے اسلام آباد میں ہے مجھے فکر ہو رہی ہے نا جانے کہاں ہو گی میری بچی ربینہ بیگم نے روتے ہوئے

پر روتے ہوئے جواب آیا 12:30 کہا۔ پھوپو۔۔۔۔۔وہ کب نکلی تھی گھر سے شاہ نے سوال کیا۔ یہی کوئی اب دو بجنے کو آئے ہیں نجانے کہاں ہو گی وہ۔ ربینہ مسلسل روئے جا رہی تھیں۔ انہوں نے اشفاق احمد کو بھی کال کر دی تھی جو بزنس کے سلسلے میں لاہور گئے ہوئے تھے اور آج انکو واپس آنا تھا۔ اشفاق احمد بھی پہلی فلائٹ سے ہی گھر کے لیے نکلے۔

پھوپو۔۔۔ پہلے آپ رونا بند کریں میں زرینہ سے ملنے کے لیے ہی نکلا تھا کہ اچانک میری راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اسلیے میں یہاں مکینک کے پاس لیکن آپ فکر نہ کریں میں جلد از جلد زرینہ کو ڈھونڈ کر اپکو کال کرتا ہو لیکن پلزززز آپ رونا بند کریں اور ٹینشن نہ لے شاہ نے فکر مندی سے کہا۔ ہمم جواب مختصر سا دیا گیا اور کال رکھ دی گئی۔ کیا یار زرینہ کیسے بچوں جیسی حرکت کی ہے تم نے شاہ نے پاس کھڑی کار پر زور سے ہاتھ مارا۔

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

سارم بلیک روم کی جانب آیا جہاں طاھر بند تھا۔۔۔۔۔۔۔ سارم طاہر سے بات کرنے کے لیے اسی وقت کا انتظار تھا۔ جب اسکے پاس تابش نہ موجود ہو۔ کیونکہ اسے شک تھا تابش طاہر کو پسند نہیں کرتا اور اسکی نیت میں بھی فریب ہے۔ تبھی تابش سے وہ زیادہ بات نہیں کرتا اور اسکے خلاف سارم کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں تھا جس سے تابش کی حقیقت سامنے آئے۔ لیکن بی جان کی وجہ سے وہ اسے برداشت کر رہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں

ایک روشندان کے علاوہ کچھ بھی نہیں وہ کمرہ بلکل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسکی نظریں سامنے پڑے ہوش و ہواس سے بیگانے طاہر پر پڑی جو بے سدھ ہو کر زمین پر پڑا تھا کپڑوں پر گرد جمی ہوئی تھی بال مٹی سے اٹے ہوئے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ریگستان میں کسی طوفان کا سامنا کر کے آیا ہے۔ سارم کے قدم وہیں جم گئے بچپن کا ایک منظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔ بابا آپ طاہر انکل پر اتنا ٹرسٹ کیوں کرتے ہیں دس سالہ سارم نے اپنے باپ کی جانب دیکھا اور معصومیت سے سوال کیا۔ طاہر جو سامنے صفدر خان کی کرسی کے برابر میں کھڑا تھا اسکے سوال پر مسکرایا۔ وہ 30 سالہ خوبصورت نوجوان تھا . میرے پیارے بیٹے طاہر صرف میرے منیجر نہیں بلکہ یہ میرے چھوٹے بھائی کی طرح ہیں جن پر میں آنکھ بند کر کے اعتبار کر سکتا ہوں۔ صفدر نے فخر سے طاہر کی جانب دیکھا جسکی آنکھوں میں نمی تھی اور لب مسکرا رہے تھے۔ او تو یہ بھی منظور چاچو کی طرح ہے سارم کی آنکھوں میں چمک ابھری ہاں میرے بچے صفدر نے اسے (حال) بوسا دیا سارم بھاگ کر طاہر کے گلے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھوں میں نمی اتری وقت نے سب بدل دیا بابا اب طاہر چاچو وہ نہیں رہے۔ آنکھوں میں اتری نمی کو صاف کیا۔ اور طاہر کے جانب قدم بڑھانے لگا۔ قدموں کی آہٹ سے طاہر نے ہلکی سی آنکھ کھولی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اٹھنا چاہا مگر آٹھ نہیں سکا۔ تبھی سارم نے انکا ہاتھ پکڑا اور بٹھایا مجھے معاف کر دیں میرے اس رویے کے لیے۔ بیٹا مجھے معاف کر دو میں نے بچپاس

سال کا بنایا بھروسہ ایک پل میں توڑ دیا طاہر کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔ میں مجبور تھا بیٹا میں تمہاری کمپنی کے ساتھ غداری نہیں کی انکو وہ راز نہیں بتائے جنسے کمپنی کو زیادہ نقصان پہنچے لیکن پھر بھی میں نے جو کیا میں اس سے شرمندہ ہو۔ کمپنی کے ہر راز طاہر کے پاس ہی تھے ہر معاملہ طاہر ہی دیکھتا رہا تھا صفدر کی موت کے بعد۔ مجھے بتائیں ایسی کیا مجبوری تھی کہ اپنے یہ قدم اٹھایا لہجہ سرد تھا میری بیٹیوں کو ان ظالموں نے اغوا کیا ہے اور مجھے بلیک میل کر رہے تھے کہ اگر انکا ساتھ نہ دیا تو وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر طاہر بوڑھے ہاتھ اسکے سامنے جڑ گئے سائیں میری بچیوں کو بچا لیں ورنہ میں مر جاؤ گا طاہر چاچو نہیں آپ ایسا نہیں کریں میں انکو بچا لونگا۔ سارم نے گلے سے لگایا طاہر کو۔ سوچ کر تو وہ آیا تھا کہ وہ ان کو معاف نہیں کرے گا سزا دے گا لیکن ہر چیز اسکی سوچ سے الٹ ہوئی اور وہ بنا کچھ کہے سارا غصہ جھاگ کی طرح ختم ہو گیا۔ سارم نے انہیں وہاں سے نکال کر پہلے ہاسپٹل کی جانب بڑھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سبھی کی عمریں پچیس چھبیس کے لگ بھگ تھی وہ اسکے قریب آنے لگے اور گاڑی کا شیشہ توڑ کر دروازا کھولا شیشہ ٹوٹنے کی وجہ سے زرینہ کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا لگا اور خون بہنے لگا۔ زرینہ رونے لگی مجھے چھوڑ دیں میں نے کیا بگاڑا ہے آپکا چھوڑیں۔ مجھے۔ یا اللہ میری مدد کریں۔ شاہ۔۔۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔ مام ۔۔۔۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ وہ حلق کے بل چیخنے لگی۔ جب ایک لڑکے نے زناٹے دار تھپڑ زرینہ کے من پر

رسید کیا وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور زمین پر گر گئی۔ چپ ایک آواز نہیں اب کی بار

تابش بولا۔ میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے چہرے پر تماچے کا نشان واضح تھا۔ وہ ٹاپ اور جینس

پہنی ہوئی تھی اور بال بھی کھلے ہوئے تھے جو چہرے پر آ رہے تھے چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اللہ کا واسطہ

مجھے چھوڑ دیں۔ تابش اسے بازو سے پکڑ کار کی جانب بڑھا۔ اللہ میری مدد کریں اسنے دوبارہ دعا کی اور

اسکی دعا سن لی گئ۔ سامنے سے آتی پولیس کی گاڑی نے تینوں کے ہوش اڑا دیے تابش نے زرینہ کا

بازو چھوڑا اور اپنی جان بچانے کے لیے کار کی جانب بڑھا اور تینوں دیکھتے ہی دیکھتے فرار ہو گئے۔

زرینہ وہاں بے ہوش ہو گئی تھی۔ پولیس کی گاڑی جب قریب آئی تو زرینہ کی گاڑی کو دیکھا جسکا شیشہ ٹوٹا

ہوا تھا اور دروازا کھولا ہوا تھا۔ اور اس سے کچھ آگے زرینہ بے ہوش پڑی تھی۔ شاہ نے پولیس کو کال کی تھی

شاہ کا بچپن کا دوست حمزہ وہاں کا ایس پی تھا۔ پولیس زرینہ کو ہی ڈھونڈ رہی اور ساتھ شاہ بھی تھا

شاہ نے جب زرینہ کو اس حال میں دیکھا تو اسکے قریب آیا اور اسے گود میں اٹھا کر گاڑی

میں بٹھایا جو اس نے اپنے ڈیڈ سے کہہ کر منگوائی تھی اور اسے ہاسپٹل لیکر روانہ ہوا پولیس نے

اس جگہ کی تلاش شروع کی تاکہ مجرم کا کوئی سوراغ ملی اور انہیں مجرم کو پکڑنے میں آسانی ہو۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

جب زرینہ کو ہوش آیا تو خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر پایا ساتھ ہی شاہمیر آنکھیں موندے بیٹھا تھا

۔اسکو ہوش میں آتا دیکھ ربینہ بیگم جھٹ سے اسکے پاس آئی اور ماتھے پر بوسہ دیا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ میری بچی کیسی ہے روتی ہوئی آواز میں میں سوال ہوا۔ ماں کی جانب دیکھ کر آنکھوں میں آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا آنکھوں میں شرمندگی واضح تھی۔ اسنے بس سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اشفاق صاحب اور شاہمیر بھی وہیں اسکے پاس آگئے جبکہ فیضان صاحب باہر پولیس کے ساتھ تھے اور صغریٰ بیگم وہیں انکے ساتھ کمرے میں موجود تھیں۔ بیٹا یہ سب کیسے۔ ہوا بتاؤ ہمیں اشفاق صاحب نے سوال کیا جبکہ شاہمیر اسے خاموشی سے گھور رہا تھا۔

بابا مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔۔ وہ لوگ کون تھے۔۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے اپنے ساتھ لیکر جانا چاہتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت آہستہ بول رہی تھی اشفاق احمد اور وہاں موجود لوگ بامشکل سن پائے۔ اتنے میں نرس کمرے شاہ کے پاس آئی۔ یہ کچھ انجیکشن ہیں آپ جا کر لے آئے اور یہ کہتی ہوئی وہ زرینہ کے آئی ۔۔ شاہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

آپ یہاں آرام کریں میں کچھ دوائیں لے آؤڈاکٹر نے کہا جلدی ڈسچارج کر دیں گے سارم نے طاہر سے کہا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ سارم نے میڈیسن لیکر واپسی طاہر کے پاس جانے کے لیے مڑا جب کسی کی آواز نے سارم کے قدم روک دیے۔۔ مسٹر سارم خان سارم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ شاہمیر فیزان کھڑا تھا۔۔ شاہمیر سارم کے پاس آیا اور مصافحہ کرنے لیے ہاتھ بڑھایا۔ جی مسٹر شاہمیر سارم نے شاہ کی جانب دیکھا۔ آپ یہاں

خیریت شاہ نے سوال کیا۔جی کسی قریبی رشتے دار کی طبیعت ناساز تھی تو انکی عیادت کے لیے

آیا تھا۔اسنے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔جی اللہ بہتر کرے شاہ نے کہا۔جی آمین

سارم نے مختصر جواب دیا۔سارم نے اپنی راہ لی۔اور سیدھا چلتا چلا گیا جبکہ شاہ اسکی

پشت تکتا رہا۔اور اپنی اس بے عزتی پر زیر لب سارم کو صلواتیں سنائی۔

زرینہ کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔جبکہ شاہ زرینہ سے ناراض تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ شاہ

زرینہ سے ناراض ہوا ہو ہمیشہ زرینہ ہی اس سے ناراض ہوتی تھی۔شاہ کیا گیا ہو گیا ہے اب مان

بھی جائیں زرینہ شاہمیر کے پیچھے پیچھے چھت پر چلی آئی۔زرینہ نے پیچھے سے شاہ کو آواز دی لیکن

نے مڑ کر نہیں دیکھا۔زرینہ تیز تیز قدم اٹھاتی شاہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔کیا ہو گیا

ہے کب سے دیکھ رہی آپ مجھے اگنور کر رہے زرینہ نے شکوہ کیا۔جبکہ شاہ خاموش رہا۔

بتائیں نہ زرینہ نے شاہ کا بازو پکڑا۔شاہ نے اپنا بازو چھڑوایا کچھ نہیں آرام کرو تم ابھی اس بارے

میں کچھ بات نہیں ہو گی یہ کہتا ہوا وہ وہاں سے جانے لگا اس سے تو اچھا وہ لوگ مجھے اغوا کر لیتے

اپکو میری قدر تو ہوتی پھر اس نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔شاہ اسکی یہ بات سن کر

شاہ کے قدم جم گئے اور مڑ کر اسکی جانب دیکھا یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم اب آواز

میں غصے اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے شاہ نے زرینہ کا بازوں دبوچا اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو

سوچا ہے کہ میرا کیا ہوتا وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا تھا۔ شاہ کی آنکھوں میں محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جو زرینہ صاف دیکھ سکتی تھی۔ شش۔۔۔۔۔ شاہ آواز کہیں دور کھائی سے آتی سنائی دی آنکھوں میں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔ شاہ نے زرینہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اپنی گرفت ہلکی کی اور آنسوؤں کو اپنے پوروں میں چنا۔ شاہ مجھے معاف کردیں آئندہ کبھی کہیں نہیں جاؤں گی اکیلے۔ اور کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولوں گی اسنے روتے ہوئے کہا۔ اچھا بس اب رونا بند کرو۔ شاہ نے پیار سے کہا تو زرینہ نے۔ بھی ہلا کر رہ گئی۔

تابش آفس میں موجود تھا جہاں سارم سامنے کرسی بیٹھا تھا اور ہاتھ میں سگریٹ تھی۔ میں نے تم کچھ کام کہا تھا سارم نے اپنی نظریں تابش پر مرکوز کی۔ ہم نے اپنا کام مکمل کر ہی لیا تھا مگر اچانک پولیس آگئی تو ہمیں وہاں سے نکلنا پڑا تابش نے نظریں جھکا کر کہا۔ تم سے ایک کام کا کہا تھا وہ بھی نہیں کر پائے تم دفعہ ہو جاؤ یہاں اپنی شکل گم کرو اور میرے سامنے نہیں آنا سارم نے ٹیبل پر موجود گلاس کو پھینکا جو چکنا چور ہو گیا۔ تابش نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اب دیکھ کیا رہے ہو جاؤ یہاں سے جاؤ وہ غصے سے چینخا تو تابش نے وہاں سے کھسکنے میں عافیت جانی۔ پتا کن گدھوں کو میں نے کام پر رکھا ہے ایک کام ہو جو درست کرلے سارم سگریٹ پھینک کر

غصہ تو ایسا کر رہا ہے جیسے کہ کوئی پروفیشنل کڈنیپر .پاؤں سے مسلی اور کھڑکی کی جانب کھڑا ہو گیا

ہوتابش نے منہ بنا کر گاڑی کا دروازہ کھولا آفس سے باہر نکل گیا۔

ڈھولک کی تھاپ پورے لاونج میں گونج رہی تھی آج اشفاق احمد کی اکلوتی بیٹی کی مایوں تھی۔ دونوں کی مایو

کمبائین کی گئی تھی تو شاہ بھی وہیں موجود تھا۔ شاہمیر نے پیلے رنگ کا کرتا اور سفید پاجامہ پہنا

تھا۔ لمبا قد گورا رنگ بھوری آنکھیں اور کالے بال اور چہرے پر ہلکی داڑھی اسے نظر لگنے کی حد

تک خوبصورت بنا رہی تھی۔ زرینہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ اسنے بھی پیلے رنگ کا جوڑا

پہنا تھا جس پر بہت نفیس کام ہوا تھا

گندمی رنگت کھڑی ناک گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ کالے بال۔ آج وہ ایک پیاری سی پری کی

مانند لگ رہی تھی۔ اسکو بھی نیچے لاونج میں لایا گیا جہاں شاہ پہلے ہی موجود تھا۔ اسکو دیکھ کر شاہ

اپنی نظر ہٹانا بھول گیا۔ لیکن زینیہ کے کہنے پر ہوش میں آیا کیو بھائی آج تو بھابھی چاند سے

اتری کوئی پری لگ رہی ہے زینیہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ہاں بھئی آخر پسند کس کی ہے شاہ

نے کالر جھاڑے۔ زینیہ کا اس بات پر حیرت سے منہ کھول گیا۔ بھائی کچھ شرم ہوتی ہے

حیا ہوتی ہے۔ وہ تم لڑکیوں پر ہی اچھی لگتی ہے شاہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ زینیہ اپنے بھائی کی

ڈھٹائی کو حیرت سے تک رہی تھی۔ شاہ میر بیٹا سارم خان آئے۔ فیزان شاہمیر کی

جانب آئیے۔ کون سارم خان شاہ نے سوالیہ نظروں سے فیزان صاحب کو دیکھا۔ وہی جن

سے ہم نے بزنس کی پارٹنر شپ کرنی ہے۔ وہ یہاں آئے ہیں شاہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ ہاں بیٹا میں

بھی حیران ہو کہ کیسے وہ ادھر آ گئے۔ میں نے تو سوچا تھا شاید وہ یہ پارٹنر شپ نہیں کریں

گے لیکن آج انکی یہاں موجودگی نے تھوڑی مثبت سوچ دی ہے۔ اگر وہ راضامند ہو گئے تو پھر دبئی میں

اپنا بزنس اسٹارٹ کریں گے یہ کہہ کر وہ سارم کی جانب بڑھے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

سارم کی نظر اسٹیج پر بیٹھی دلہن پر پڑی جسکو وہ دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اوہ تو یہ محترمہ یہاں

چھپی بیٹھی ہیں۔ اسکو یقین نہیں آرہا تھا جسکو پورے شہر میں ڈھونڈوایا وہ اسکے سامنے ایسے آئے گی۔

ہنس لے جتنا ہنسنا ہے اب تو نظر لگے گی تمہاری خوشیوں کو اپنی ایک غلطی کی قیمت بہت بھاری

پڑے گی تمہیں۔ جسکے آگے پیچھے ساری دنیا عزت کرتی ہے اور آگے پیچھے پھرتی ہے اسکی بے

عزتی کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے تم نے۔ یہ کہہ کر زیر لب

مسکرایا۔ سامنے سے آتے شاہمیر اور فیزان پر نظر پڑی جن کہ چہرے پر پسندیدہ چیز ملنے کی

خوشی تھی۔ آ گئے لالچی باپ بیٹے وہ زیر لب بڑبڑایا۔ مسٹر سارم خان مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا کہ آپ

یہاں آئے ہیں۔ شاہمیر نے چہکتے ہوئے کہا۔ جی وہ طاہر صاحب نے بہت اصرار کیا تو مجھے آنا

پڑا سارم زبردستی سا مسکرایا۔ چلیں اب میں چلتا ہوں اجازت دیں یہ کہتا ہوا وہ اٹھا۔

آپ ابھی تو آئے ہیں فیزان صاحب نے کہا۔ہاں ضروری کام آگیا ہے اسلیے جانا پڑرہا ہے معاف کیجیے گا یہ کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم کوئی بھیک مانگ رہے ہیں اسکے سامنے شاہمیر نے چڑتے ہوئے کہا۔ بیٹا ضرورت میں تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے ابھی اسکا وقت ہے تبھی اڑ رہا ہے۔ وقت آنے دو چن چن کے حساب لونگا فیزان۔ صاحب نے کہا۔۔۔۔۔۔

شاہ اور زرینہ کی رسم کی گئی اور اب ایک طرف زرینہ کو مہندی لگائی جارہی تھی اور وہاں موجود کچھ لڑکیاں مہندی کے گیت گا رہی تھی۔

مہندی لگی ہے ہاتھوں میں۔۔۔۔۔۔

رخساروں پر ہیں گل کھلے۔۔۔۔۔

شادو آباد تم رہو۔۔۔۔۔۔۔

آنگن میں پھول کھلے۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ شاہ اور انکی فیملی گھر جاچکے تھے۔ بارات ایک دن کے بعد طے پائی تھی۔ دونوں گھروں میں خوشیاں اپنے پر پھیلائے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔۔ سبھی کے چہرے مکراہٹ سے کھل اٹھے تھے۔ خوشیاں ایسی محسوس ہوتی کہ تپتے صحرا میں بارش کی ٹھنڈی پھوار کے مانند۔۔ اشفاق احمد اور ربینہ کے چہرے پر خوشی اور اداسی کے ملے جلے تاثرات تھے خوشی اپنے فرض کی ادائیگی کی اور

دکھ یہ کہ ایک دن بعد انکی لخت جگر کسی دوسرے گھر کی ہو جائے گی۔یقیناً ماں باپ کے لیے بہت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔جب وہ اپنی جان سے پیاری بیٹی کو کسی دوسرے کے گھر بھیج دیں۔اور یہ تکلیف اس بیٹی کے لیے بھی ہے جس گھر میں وہ پلی بڑھی ہے اسے چھوڑ کر ایک انجان گھر میں انجان لوگوں کے بیچ رہنا۔اسان نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

فجر کا وقت تھا۔باہر مدھم سی روشنی تھی۔گھر میں سبھی کمروں کی بتی بجھی ہوئی تھی سوائے ایک کمرے کے جہاں سے مدھم سی روشنی دیکھ رہی تھی۔بیڈ پر بیٹھا ایک وجود جس کے ہاتھ میں سگریٹ تھی آنکھیں لال انگارا ہو رہی تھی۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ رات بھر سویا نہیں۔کمرے میں سگریٹ کا دھواں ہر جگہ پھیلا ہوا تھا۔ایسا معلوم ہوتا کہ اس نے ساری رات ہی سگریٹ کو ہونٹوں سے لگائے رکھا۔ہونٹ زیادہ سگریٹ پینے کی وجہ سے گہرے جامنی ہو گئے تھے۔۔۔آنکھیں میں نمی تھی وہ رو رہا تھا شاید۔۔۔۔ہاتھ میں ایک تصویر لیے ایک نظر تصویر پر ڈالی اور پھر لبوں سے دھواں چھوڑا۔آج کا دن تھا نہ جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔آنکھوں میں آنسوں بے اختیار بہہ نکلے۔اور رونے میں شدت آگئی۔لوگ کہتے ہیں مرد روتے نہیں ہیں لیکن میں تو رو رہا ہوں اور وجہ صرف تم ہو سائرہ۔۔میری ہر تکلیف اور درد کی وجہ تم ہو۔۔کیا مرد انسان نہیں ہوتے کیا انہیں درد نہیں ہوتا۔ہوتا بہت درد ہوتا لیکن حد تو یہ ہے کہ یہ درد بیان نہیں کر سکتے رو نہیں سکتے کیونکہ ہم مرد ہیں۔۔۔کون سوچتا ہوگا کہ دن کی روشنی

میں جو عیسیٰ اتنا مضبوط اور طاقتور دکھائی دیتا ہے رات کی تنہائی میں وہ اتنا کمزور اور بے بس ہوگا جو اس طرح روتا ہے۔ سب کچھ بدل گیا آنکھیں موندے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔۔

ایک دن ہوا کی تیزی سے بیت گیا۔ آج بارات کا دن تھا۔ اشفاق احمد کے گھر میں اج بہت چہل پہل تھی۔ سب کسی نا کسی کام میں مصروف تھے۔ زرینہ جلدی کرو پارلر بھی جانا ہے۔ ربینہ کی آواز پر اس نے انکی طرف دیکھا۔ مام پریشان کیوں ہو رہی ہیں آپ اتنی۔۔۔ اسنے ربینہ کی حالت دیکھ ربینہ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے۔ بیٹا کیسے پریشان نہ ہوں اتنے کام ہیں۔ اچھا آپ فکر نہ کریں میں چلی جاؤ گی ڈرائیور کے ساتھ پارلر آپ بس اپنا خیال رکھے اسنے پیار سے ربینہ بیگم کے گال کھینچے۔ میری پیاری بیٹی یہ کہہ کر ربینہ بیگم کی آنکھ میں آنسو آگے ارے مام کہیں دور تھوڑی جا رہی آپ کے بھائی کے گھر ہی جا رہی ہو جب دل چاہے مل لینا زرینہ نے آنسو صاف کرتے شرارت سے کہا۔

پاگل۔۔۔۔ ربینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ پارلر سے نکلے اور شادی ہال جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ کیا ہوا گاڑی کیوں روک دی زرینہ نے ڈرائیور کو دیکھا۔ لگتا ہے کوئی مسلہ ہو گیا ہے اوہو آنے سے پہلے چیک نہیں کر سکتے تھے۔ زرینہ نے غصہ دیکھایا۔ بی بی جی چیک کیا تھا سب ٹھیک تھا اب اچانک پتا نہیں کیا ہوا۔ اوہو ایک تو سو بہانے ہوتے تم لوگوں کے ایک کام ہو جو ڈھنگ کا کر لیا ہو زرینہ نے چڑ کر کہا۔ اب شکل

کیا دیکھ رہے ہو جاؤ دیکھو کیا ہوا ہے زرینہ نے غصے سے کہا۔ جی بی بی جی ڈرائیور نے یہ کہہ کر کھسکنے میں عافیت جانی۔ ایک تو اتنا سناٹا ہے کہیں کوئی چور چکا نہ آجائے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے زرینہ کے ساتھ پہلے جو ہوا تھا وہ اس سے اب تک خوفزدہ تھی۔ یا اللہ حفاظت کرنا میری اسنے اللہ سے دعا کی۔ ڈرائیور کو باہر نکلے بہت دیر ہو گئی تھی۔ ارے ابھی تک نہیں آیا کہاں چلا گیا ہے اے سی بھی بند ہے مجھے تو گرمی لگ رہی ہے زرا باہر کھڑے ہو کر کھلی ہوا میں سانس لینی چاہیے اسنے سوچا۔ لیکن اگر باہر ڈرائیور نہ اور وہ لوگ پھر سے آگئے تو اسنے سوچا۔ نہیں مجھے نہیں جانا چاہیے تھوڑا انتظار کر لیتی ہو۔ وہ بیٹھ گئی۔

ہاں کیا وہ لڑکیاں منظور خان نے وہی جنگل میں ایک پرانی کوٹھی میں قید کی ہیں سارم نے خاور سے کہا جو منظور خان کے لوگوں میں شامل تھا اور سارم کو سبھی خبریں دیتا تھا۔ جی وہیں ہیں صبح وہ ان لڑکیوں کو وہاں سے نکال کر اپنے فارم ہاؤس پہنچانے کا کہا ہے اور یہ ڈیوٹی مجھ سمیت ایک اور بندے کی ہے۔ چہیتا ہے وہ منظور کا۔ ہمیں کل ہی آزاد کروانا ہوگا انہیں ورنہ تو پھر ہم شاید کبھی نہیں چھڑوا پائیں خاور سنجیدگی سے کہتا گیا۔ اور سامنے والے کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرے۔ ٹھیک میں وہاں پہنچ جاؤ گا اگر مجھے آنے میں دیر ہو جائے تو یہ کام تم انجام دے دینا یہ کہہ کر سارم نے الوداع کہہ کر فون رکھ دیا۔

زرینہ کو وہاں بیٹھے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا مگر ڈرائیور ابھی تک نہیں آیا تھا اسے خوف آنے لگا۔ اب کی بار وہ گاڑی سے باہر نکل کر جانے کا فیصلہ کیا۔ ڈیڈ کو کال کر دیتی ہو فون کو دیکھا مگر فون موجود نہ تھا او ہو میں کہیں گھر تو بھول نہیں آئی۔ اففف۔۔۔ اس نے کھڑکی کھول کر باہر جھانکا جہاں سوائے چند گاڑیوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ دروازا کھول کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ دلہن کا جوڑا پہنے وہ روڈ پر سنبھال سنبھال کر قدم رکھنے لگی۔ او ہو حسینہ کہاں جا رہی ہو اکیلے اکیلے زرینہ کے پشت سے آواز آئی۔ اسے لگا جیسے اسکے پاؤں سے زمین نکل گئی قدم وہی جم گئے جس کا ڈر تھا وہی ہوا ایک بار پھر وہ اسی صورتحال میں پھنس چکی تھی۔ جس سے وہ ڈر رہی تھی۔ نام تو بتاتی چلو ظالم حسینہ ایک اور غلیظ آواز اسکے کانوں میں پڑی مگر اسنے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ اسنے اپنی ہیل اتاری اور ان دو لڑکوں کی جانب پھینکی جو سامنے والے لڑکوں میں سے ایک منہ پر اپنا چھاپ چھوڑ گئی۔ زرینہ نے اندھا دھند بھاگنا شروع کیا وہ دونوں بھی اسکے پیچھے بھاگے پکڑو اسکو بھاگ نہ پائے یہ۔ مغرب کی اذان ہو چکی تھی ہر جانب نیم اندھیرے پھیلا ہوا تھا اور وہ ننگے پاؤں سنسان سڑک پر بھاگ رہی تھی۔

بھاگتے بھاگتے وہ ناجانے کہاں پہنچ چکی تھی ہر طرف لمبے لمبے درخت تھے وہ شاید کوئی جنگل تھا۔ اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں اب کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ ان سے بچنے کامیاب ہو گئی لیکن ایک اور مصیبت جہاں وہ بھاگ کر چلی آئی تھی اسکا اسے نہیں معلوم۔ تھا اور واپسی جانے کا راستہ بھی

نہیں معلوم تھا۔ کیونکہ اسکو معلوم نہیں چلا کہ وہ کہاں آ گئی ہے۔ وہ وہیں اس درخت کے پاس

بیٹھ گئی۔ اور رونے لگی۔ اندھیرے میں وہ درخت اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔ یا اللہ میری مدد کریں

مجھے بچالیں روتے ہوئے اسنے دعا کی۔۔۔ جب اس پر کوئی چیز درخت سے نیچے گری۔۔ یا اللہ وہ زور

سے چیخی وہ کہیں سانپ تو نہیں تھا۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کون ہیں وہاں ایک مردانہ

آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ اسکے چہرے پر پسینے کی ننھی منی بوندے نمودار ہوئیں۔ کوئی شخص جھاڑیوں کو

پھلانگتا ہوا اسکی جانب آ رہا تھا۔ کاش میں اکیلے نہ آتی کاش کہ میں گاڑی سے باہر نہیں

جاتی۔ آنکھوں میں آئی یہاں تو قدم قدم پر بھیڑئے ہیں جو مجھے نوچ ڈالیں گے۔ یہ کہتی وہ دوسری

جانب بھاگی۔ مگر وہ شخص اسکے پیچھے آیا۔ رکیں۔۔۔ ایک اور آواز آئی جس پر اسکے قدم جم گئے۔

اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا بلیک جیکٹ اور بلیک پینٹ پہنے وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ میں اپکو کوئی

نقصان نہیں پہنچاوگا۔ آپ اس طرح نہ ڈریں سامنے کھڑے شخص نے کہا۔ جس پر اسنے

ناچاہتے ہوئے بھی یقین کر لیا۔ اور وہ وہیں جم گئی سامنے کھڑا شخص اھستہ اھستہ قدم بڑھاتے وہ اسکی

جانب آیا۔ آپ کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے آپ بھاگ کر آئی ہیں شادی سے اس نے زرینہ کو

دیکھا۔ جو بامشکل کھڑی تھی۔ نہیں میں بھاگ کر نہیں آئی۔ اس نے سامنے کھڑے شخص کی

جانب دیکھا۔ پھر سوال کیا گیا۔ تو اسنے اپنے پر گزری تمام داستان سنائی۔ آپ مجھے

میرے گھر چھوڑ دے اللہ کے واسطے میں بہت ڈری ہوئی ہو میری آج شادی ہے لیکن میرے

ساتھ ایسا سب کچھ ہو گیا۔ وہ لوگ کہیں یہ نہ سوچیں کہ میں بھاگ گئی ہو۔ پلیز میری مدد کریں۔ کون ہے خاور ادھر سامنے ایک اور شخص آیا۔ جب نظر زرینہ پر پڑی تو بے اختیار منہ سے نکلا یہ ایٹم کون ہے اور اپنی غلیظ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ اپنی اوقات میں رہ منظور خان کی جاننے والی ہیں انہوں نے ادھر بھیجا ہے اسے۔ خاور نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ ایسے دلہن کے روپ میں۔ مجھے نہیں معلوم لیکن انہوں نے کہا ہے صبح ان لڑکیوں کے ساتھ اسکو بھی فارم ہاؤس پہنچا دے۔ اور اسکی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو منظور خان آنکھیں نکال پھوڑ دے گا یہ کہہ کر وہ زرینہ کو لیے آگے بڑھا میں اپکو ابھی نہیں لے کر جا سکتا میں صبح اپکو آپکے گھر چھوڑ آوو گا۔ اسنے رازداری سے کہا۔ تو زرینہ نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

ربینہ زرینہ کا پتا کرو کہاں رہ گئی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صغریٰ بیگم نے پریشانی سے کہا۔ بھابھی معلوم نہیں میں بھی کب سے کال ملا رہی ہوں چہرے پر پریشانی واضح تھی۔ ارے اب تک تو اسے آجانا چاہیے پارلر سے نکلے تو بہت وقت ہو چکا ہے میں نے کی تھی پارلر والی کو کال اسنے بتایا مجھے صغریٰ عام سے لہجے میں بولی۔ بھابھی ہمیں اشفاق سے بات کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آٹھ بجنے کو آئے ہیں اور اس لڑکی کا کہیں آتا پتا نہیں ربینہ کے چہرے پر پریشانی تھی۔ میں اشفاق بھائی کو بلا کر لاتی ہوں۔ صغریٰ بیگم وہاں سے چلی گئی جبکہ ربینہ پاس پڑی کرسی پر ڈھے گئی۔

تیاری سب مکمل ہے نہ سارم کی آواز کال پر ابھری۔۔۔جی مگر ایک بات ہے خاور نے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔کیا بات۔۔۔۔سارم کی جانب سے سوال کیا گیا۔۔۔۔۔وہ ایک لڑکی اور بھی ہے خاور نے جلدی سے بولا۔۔۔۔۔۔کون۔۔۔۔۔۔مقابل نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔تو خاور نے ساری داستان یک سانس ہو کر سنادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمارے لیے پہلے طاہر صاحب کی بیٹیوں کو وہاں سے نکالنے میں مشکل تھی اب تم ایک اور عجوبہ اٹھالائے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم کے لہجے میں خودغرضی واضح تھی۔۔۔۔۔۔سر وہ مشکل میں تھی اور مجھے لگا اسکی مدد کرنی چاہیے اسی لیے میں نے یہ قدم اٹھایا خاور نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔ایک تو تم میں جو یہ بلاوجہ دوسروں کی مدد کرنے کا جنون ہیں نہ یہی تمہیں ایک دن ڈوبوں دے گا۔۔۔۔۔۔۔سارم کا لہجہ تلخ تھا۔۔۔۔۔۔۔

سر دوسروں کی مدد کر کے جو دلی سکون ملتا ہیں نہ وہ کہیں نہیں خاور کا لہجے میں نرمی آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔میں بھی تم جیسا ہی تھا۔۔جب تک اس دنیا کی حقیقت میرے اپر آشکار نہیں ہوئی تھی لہجے میں ایک درد تھا جو شاید سارم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا یہ بات چھوڑو دھیان رکھنا کہ ان لڑکیوں کو کوئی تکلیف یا نقصان نہ پہنچے میں نے طاہر صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ انکی بیٹیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔۔۔۔۔۔۔۔سارم نے یہ کہہ کر کال رکھ دی۔۔۔۔

دوسروں کی مدد تم بھی تو یہی کرتی تھی لیکن اس ظالم دنیا نے تمہارے ساتھ کیا کیا زیر لب

کہا گیا۔۔۔۔۔۔اور لبوں پر زخمی سی مسکان آئی۔۔۔۔۔جو شاید طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

وہ دلہن کا جوڑا پہنے ایک کمرے میں موجود تھی۔۔۔دماغ مسلسل سوچوں میں غرق تھا۔۔۔۔۔

آٹھ بج رہے ہیں گھر میں سب پریشان ہونگے کاش میں انہیں بتا پاتی کے میرے ساتھ کیا

ہوا ہے۔۔۔اگر انہوں نے کچھ غلط سوچ لیا میرے بارے میں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔اگر ایسا ہوا تو میں

کہیں کی نہیں رہوں گی۔۔۔۔۔۔اور اگر شاہ نے مجھے چھوڑ دیا تو نہیں وہ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں ایسا کچھ

نہیں ہوگا۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے اپنی سوچ کو جھٹکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے ان سے فون

لیکر گھر کال کرنی چاہیے لیکن اگر کچھ غلط ہو گیا تو مسلہ ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ویسے بھی میرے غلط

فصیلوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔۔۔۔اور یہاں میرے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تو

بہتر یہی ہے کہ میں بھی خاموش رہو۔۔۔۔۔۔اسنے ایک بار پھر غلط فصیلہ لیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیند تو آنکھوں سے دور تھی اور بھوک اسکی پہلے ہی غائب ہو چکی تھی اسلیے وہ

ادھر اُدھر ٹہلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھوپو وہ کہاں جا سکتی ہے سوال تیمور کی جانب سے کیا گیا۔۔۔۔۔۔آپ پھوپو سے کیا پوچھ رہے

ہیں انہیں کیسے معلوم ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔پرخہ نے تیمور کو ٹونکا۔۔۔۔۔جس پر سبکی نظروں کا رخ پرخہ کی

جانب ہوا۔۔۔۔۔جس پر وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے ہمیں ڈرائیور کو کال کرنی چاہیے

پرخہ نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں بھابھی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔اب کی بار زینیہ بولی

۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد نے ڈرائیور کو کال ملائی۔۔۔نمبر بند جا رہا ہے اشفاق احمد نے کہا۔۔۔افف

یہ لڑکی کبھی اپنا دھیان نہیں رکھتی مجھے اسے اکیلے بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا ربینہ بیگم نے رونا

شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔رو نہیں ربینہ صغریٰ بیگم بولی۔۔۔۔پتا نہیں میری بچی کس حال

میں ہو گی۔۔۔روتے ہوئے کہا گیا۔۔۔۔آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو گا ہو سکتا ہے کہ گاڑی

خراب ہو گئی ہو۔۔۔انکی۔۔۔پرخہ بولی۔۔۔۔۔۔قاضی آچکا ہے سب نکاح کا منتظر ہیں اب ایسے موقع

دلہن کا موجود نہ ہونا کتنی شرمندگی کا باعث ہے اب کی بار فیضان صاحب بولے۔۔۔۔۔۔ہم انتظار

کرتے ہیں تھوڑا ہو سکتا ہے پرخہ بھابھی کی بات درست ہو زینیہ نے کہا۔۔۔ہم ایسے ہاتھ پر ہاتھ

دھرے بیٹھے نہیں رہ سکتے ہو سکتا ہے زرینہ مشکل میں ہو۔ہمیں اسے ڈھونڈنا چاہیے اب کی۔بار

شاہ کی آواز برائڈل روم میں گونجی۔۔۔ڈیڈ آپ باہر جا کر لوگوں کھانا کھلوا دیں اور لوگوں سے معزرت

کر لیں کے آج نکاح نہیں ہو سکتا دلہے کی طبیعت اچانک خراب ہونے کے باعث میں مزید

کوئی تماشہ نہیں چاہتا شاہمیر نے لہجہ نارمل رکھنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔۔۔اور کہتے ساتھ

ہی پچھلے دروازے سے زرینہ کو ڈھونڈنے کی غرض سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے بارہ بج چکے تھے زرینہ کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔۔۔۔زرینہ جس گاڑی میں گئی تھی وہ ایک

روڈ سے مل چکی تھی مگر نہ ڈرائیور کا کچھ پتا تھا نہ زرینہ کا۔وہ سب گھر کے ڈرائنگ روم

میں موجود تھے سب کے چہروں پر پریشانی واضح تھی۔ ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے پچھلی بار زرینہ کو آغوا

کرنے کی کوشش کی تھی اسکے پیچھے بھی وہی لوگ ہوں تیمور نے اپنی بات رکھی۔۔۔ تو پھر ہمیں پولیس کو

اطلاع کر دینی چاہیے۔۔۔ شاہمیر نے مشورہ دیا۔۔۔۔ نہیں بیٹا معاملہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے فیزان

صاحب نے شکی انداز میں کہا۔۔۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے بھائی ربینہ بیچ میں بول

پڑی۔۔۔۔۔۔ میری بیٹی کی تربیت ایسی نہیں کہ وہ ایسا کوئی قدم اٹھائے ربینہ غصے سے جل اٹھی اور

بھائی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تو فیزان صاحب نے نظریں چرا لیں۔۔۔۔۔۔۔

صاحب پپو مل چکا ہے باہر سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا جس نے گارڈز کی وردی زیب تن کی ہوئی تھی

۔۔۔ اسکی اس بات سے سب کے جسم میں کرنٹ سا دوڑ گیا۔۔۔ کہاں ہے وہ اشفاق احمد

جھٹ سے اس وردی میں ملبوس شخص کے قریب آئے وہ نیچے باغیچہ میں خستہ حال کھڑا

ہے گارڈز کے جواب پر سب نیچے باغیچے کی جانب بھاگے۔۔۔۔۔ کدھر ہے میری بچی اشفاق احمد

نے پپو کا گریبان اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔ پپو پچیس سالہ لڑکا تھا۔۔۔ جو انکے پرانے ڈرائیور کا بیٹا تھا

۔۔۔ صاحب مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہے راستے میں اچانک گاڑی خراب ہو گئی تھی تو

میں آس پاس کسی مکینک کو ڈھونڈنے نکلا کیونکہ مجھے گاڑی کی خرابی کا سمجھ نہیں آرہا تھا

جب میں واپس آیا تو بی بی جی وہاں موجود نہیں تھی البتہ یہ ملی ہے بس مجھے اسنے ہیلز کو آگے

بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ یہ تو میری بچی کی ہیلز ہیں ربینہ نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ

کہاں ہو گی کہیں کسی مصیبت میں تو نہیں میری بچی ربینہ بیگم نے کہا اور اشفاق احمد کی جانب نظریں گڑھا دی۔۔۔ اشفاق احمد نے ایک گھونسا پپو کے منہ پر جڑا جسکی وجہ سے وہ دور جا کر گرا۔ زلیل انسان تو میری بچی کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیا ہاں۔۔۔۔ اگر گاڑی میں کچھ مسلہ تھا تو پہلے اطلاع کرنی تھی۔۔۔ وہ مارنے کے لیے پپو کی جانب بڑھے۔۔۔۔۔

تو تیمور اور شاہ نے انہیں روکا پپو اپنی اس بے عزتی پر جل اٹھا۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔ پپو ہونٹ کے کنارے سے خون صاف کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اتنی کوئی پارسا تھی تمہاری بیٹی شادی کے دن اگر لڑکی غائب ہو جائے تو وہ کیوں غائب ہوتی ہے سب جانتے ہیں۔۔۔ ارے بھاگ گئی ہو گی اپنے کسی عاشق کے ساتھ۔۔ اسکی اس ڈھٹائی پر سب حیران رہ گئے۔۔۔ تم پنچ زات بتاؤ گے اب ہمیں ہاں اشفاق احمد چینخے چھوڑو مجھے میں اسکو اسکی اوقات یاد دلاؤ۔۔ تو مجھے اوقات یاد دلائے گا جسکی خود کی بیٹی اسکی عزت دو کوڑی کی کر گئی۔۔۔ پپو نے بے شرمی حدیں عبور کیں۔۔۔۔ اوئے۔۔۔ شاہ چیخا۔۔۔ اب ایک لفظ بھی کہا نہ تو زبان گدی سے کھینچ لونگا۔۔۔۔۔ لہجے میں صاف وارننگ تھی جو پپو کو ڈرنے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔ تم اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے دفعہ ہو جاو اس سے پہلے کے تم میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ۔۔۔۔ شاہ نے دانت بیچے اور کہا۔۔ تو پپو بھی وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔۔۔ تم نے اسے جانے کیوں دیا ہم اسکو پولیس کے حوالے کر دیتے۔۔ انہوں نے شاہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔ کیا کر لیتی پولیس ہاں سہی تو کہہ کر گیا ہے وہ فیزان صاحب نے جلے پر نمک

چھوڑ کنے کا کام کیا۔۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔۔شاہ نے افسوس بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔کیا ڈیڈ وہ لڑکی ہم سب کے منہ پر کالک پوت کر چلی گئی اور تم اب بھی اسکے دیوانے ہوئے پھر رہے ہو۔۔۔۔شاہ کو لگا جیسے اسکے سر سے کسی نے آسمان چھین لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی ربینہ بیگم بیچ میں آئی اور ایک چماٹ اپنے بھائی کے منہ پر رسید کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اگر تم میرے چھوٹے بھائی نہ ہوتے تو میں تمہاری زبان کھینچ لیتی انہوں نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔سب کے سامنے یوں بے عزت ہونے پر فیزان آپا کھو بیٹھے۔۔۔اس بد چلن لڑکی کے لیے تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔ باجی آج سے ہمارے درمیان کے سارے تعلق ختم وہ اتنا کہہ کر وہاں سے نکل گئے اور انکے ساتھ ہی باقی گھر والے بھی اہستہ اہستہ وہاں سے ان دونوں پر ایک ہمدردی بھری نگاہ ڈال کر چلے گئے۔۔۔۔۔۔اب باغیچے میں صرف اشفاق احمد اور ربینہ تنہا رہ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد زمیں پر گر گئے جیسے انکو کسی نے دھکا دیا ہو اور آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔۔۔۔۔ربینہ بھی انکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ایسا محسوس ہوتا کہ ان سے انکا سب چھین لیا ہو کسی نے۔۔۔۔۔میری بیٹی ایسا نہیں کر سکتی ربینہ نے اپنی نظریں اشفاق احمد کے چہرے پر گاڑھی۔۔۔۔پر وہ ایسا کر چکی ہے ہماری عزت نیلام کرنے والی اور کوئی نہیں ہماری لخت جگر بیٹی ہے جو ہماری عزت کی چادر کو ایک آندھی کا روپ لیے اڑا کر لے گئی۔۔۔اور ہمیں خالی ہاتھ کر دیا۔۔۔اشفاق احمد نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور آنسو انکی ہتھیلی پر آگرے ۔۔۔۔۔۔ربینہ حیرانی سے انکی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔ایسا محسوس ہوتا جیسے انہیں کسی نے

جلتی آگ میں چلنے کا کہہ دیا ہو۔۔۔۔۔۔وہ کیا کرتی حالات سارے زرینہ کے خلاف تھے سبھی سے اسکے رشتے ٹوٹ گئے اسکی ایک غلطی کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔ربینہ بیگم بھی اسکی بدنصیبی پر آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فجر ہونے میں کچھ ہی وقت تھا وہ بھی بیڈ پر بیٹھے بیٹھے نجانے کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے خود بھی محسوس نہ ہوا۔۔۔۔۔ آنکھ کھلی تو دروازے پر کوئی زور سے دستک دے رہا تھا وہ ڈر کر اٹھی اور دروازے کے جانب آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ککک کون آواز لگائی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دروازہ کھولیں میں وہی ہوں جو اپکو یہاں لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے جھٹ سے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔زرینہ نے سوال کرتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔وہ جلدی چلیں ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا ابھی۔۔۔۔خاور نے جلدی سے کہا۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔اگر مگر کا وقت نہیں ہے چلیں میں آپکو آپکے گھر نہیں چھوڑ سکتا اپکو خود جانا ہوگا میں آپکو راستہ بتا دونگا۔۔۔۔۔۔۔مجھے یہاں اپنے ایک فرض کی ادائیگی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔پریشانی خاور کے چہرے پر واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اس نے سر ہلا اسکے پیچھے جانے میں عافیت جانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خاور کوٹھی پچھلے گیٹ پر لے آیا جہاں سے راستہ سیدھا مین روڈ کی جانب جاتا تھا۔۔۔۔۔۔ میں آپکو اسلیے گھر نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ وہ لوگ جان چکے ہیں کہ تم منظور خان کی طرف سے نہیں بھیجی گئی تھی۔۔۔۔۔وہ لوگ تم تک پہنچ جائے اس سے پہلے تم

یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ یہ بھیڑیئے تمہیں نوچ ڈالے گئے۔۔۔۔۔خاور نے اسکی جانب دیکھا اور کہا۔۔۔۔زرینہ نے اسپر تشکّر بھری نگاہ ڈالی۔۔اگر زندگی میں دوبارہ ملاقات ہوئی تو تمہارا یہ احسان ضرور اتاروں گی یہ کہہ کر وہ پچھلے گیٹ سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔۔اور خاور نے اسے نظروں سے اوجھل ہونے تک اسکی پشت تکتا رہا۔۔۔۔۔۔

وہ اپنا لہنگا پکڑے جھاڑیوں کے بیچ سے بھاگ رہی تھی ایک دم اسکا دوپٹہ ایک کانٹے دار جھاڑی میں الجھا تو اسنے دوپٹہ چھڑوانے کی کوشش کی نیٹ جھاڑیوں میں الجھا ہوا تھا۔۔۔اوئے وہ لڑکی بھاگ رہی ہے کسی کی آواز اسکے کانوں ٹکرائی اسکے پیروں سے زمین نکل گئی۔۔۔۔اس کے زہن میں خاور کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے۔اسنے وہ حصہ پھاڑ ڈالا جو الجھا ہوا تھا اور بھاگنے میں تیزی لے آئی ننگے پاؤں ہونے کے باعث پاوں میں کانٹے چبھے مگر وہ کوئی پرواہ کیے بغیر بھاگے جا رہی تھی۔۔۔اسے بس اپنی عزت ان درندوں سے بچانی تھی جو اسکے پیچھے آرہے تھی۔۔۔۔چہرہ پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔۔۔آنکھیں آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔مگر وہ بھاگ رہی تھی اور بھاگتے بھاگتے وہ مین روڈ پر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسمان میں نیم اندھیرا تھا ہر جگہ اذانیں شروع ہو چکی تھی فجر کی اذان کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔موذن کی آواز اور ازان اسکے جسم میں ایک الگ کیفیت پیدا کر رہے تھے آنکھوں سے آنسو روانی میں بہہ رہے تھی کانٹوں کی وجہ سے پاؤں بھی چھلنی ہوا تھا اور خون رس رہا تھا اور وہ روڈ پر بھاگ رہی تھی جیسے اس ڈور کے بعد اسے سکون کی نوید

سنائی جائے گی۔۔۔ دل عجیب کشمکش میں مبتلا تھا۔۔۔ کیا یہ اسکا گناہ تھے جو اسے بے

چین کر رہے تھے یا ان لوگوں کا ڈر اسکو معلوم نہ تھا وہ فجر میں زندگی میں پہلی بار جاگ رہی

تھی۔۔۔۔۔۔ مگر اسے یہ احساس ابھی کیوں ہو رہا ہے اسکی زندگی کیا بدلنے والی تھی۔۔۔ یہ پھر وہ

ان میں سے ہو جائے گی جن کی طرف اللہ کی کلام قرآن مجید پہنچا مگر انہوں نے اس پر عمل

نہیں کیا اور گمراہ ہو گئے۔۔۔ سامنے سے اتی گاڑی کی روشنی اسکی آنکھوں سے ٹکرائی امید کی کرن

نظر آئی تو وہ اس روشنی کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔ اسے سامنے دلہن کے لباس میں ملبوس

ایک لڑکی نظر آئی جو اسی کی جانب بھاگ کر آرہی تھی اسے خطرے کا احساس ہوا تو گاڑی

روک دی۔۔۔۔ سامنے آنے والی لڑکی بھی اسی کی جانب آئی اور اسکی گاڑی کا کہ شیشہ پر اپنے چوڑیوں سے

بھرے ہاتھوں سے کھٹکھٹانے لگی بال سارے کھل چکے تھے اور منہ پر آرہے تھے چہرے پر ڈر اور۔

خوف کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور گندمی رنگت مٹی کی اور پسینے کی وجہ سے تھوڑی میلی لگ

رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اسنے شیشہ نیچے کیا۔۔۔ اور اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ مجھے اللہ کے واسطے بچا لیں

ورنہ یہ بھیڑیئے مجھے نوچ ڈالیں گے آواز مسلسل رونے کی وجہ سے تھوڑی لڑکھڑا رہی تھی۔۔۔۔

ایک دل تو کیا کہ وہ اسے چھوڑ کر آگے بڑھا دے گاڑی مگر اسکی حالت قابلِ رحم جو اس پتھر

دل میں رحم لا گئی وہ دروازا کھول کر باہر کی جانب آیا جہاں اسکی نظر اسکے لباس پر پڑی جسکا

ڈوپٹہ ایک کونے سے بے دردی سے پھاڑ گیا تھا اور نظریں پاؤں پر گئیں جو خون آلود

تھے۔۔۔۔۔۔۔۔آسمان میں ہلکی روشنی ہوئی سورج کی کرنیں اندھیرے کو چیر کر باہر ائی۔ہر طرف فضا ہلکی مہکی ہوئی تھی چڑیوں چہچہاہٹ کانوں میں رس گھولنے جیسے تھی مگر وہاں جو خوف کا سماں تھا وہ قدرت کے اس حسین نظاروں کو نہ دیکھ سکا۔۔۔۔۔۔۔۔اپ کون ہیں۔۔۔۔۔سارم نے سوال کیا۔۔۔مجھے بچا لیں یہ لوگ بہت برے ہیں اللہ کے واسطے مجھے بچا لیں۔۔۔۔۔۔سوال نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔تو پیچھے تین لڑکے اچکے تھے آوو۔۔۔۔۔ہیرو لڑکی کو ہمارے حوالے کر دے ورنہ ۔۔۔۔۔۔۔یہ ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں رکھ دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم نے زرینہ کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا اور انکی جانب بڑھا۔۔۔۔او تو لڑکی کے سامنے ہیروگری دکھائے گاہاں۔۔۔ان میں ایک بندہ سارم کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔تو سارم نے ایک گھونسا اسکے منہ پر جڑ دیا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور دوبارہ اٹھ نہ سکا شاید جبڑا ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔۔دوسری جانب سے دوسرا بندہ اسکی جانب آیا تو سارم نے گردن سے دبوچ کر زمین پر پٹخ دیا۔۔۔۔سامنے کھڑے شخص کی ٹانگیں کپکپانے لگی۔۔۔آااااافیسرررر عیسیٰ۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پایا۔۔۔۔۔اور وہاں سے بھاگ اٹھا بنا مڑے وہ سیدھا بھاگتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی کے لبوں سے مسکراہٹ چھو کر گزری ۔۔۔۔لگتا ہے نئے آئے ہو وہ ان دونوں کے پاس بیٹھا جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے۔۔۔۔۔۔چچچ ۔۔۔۔یہ منظور خان بھی نہ کیسے لوگ رکھے ایک گھونسا برداشت نہیں کر پائے کیا لڑیں گے۔۔۔ وہ اس شخص کو دیکھ کر پہچان گیا تھا کہ وہ منظور خان کے آدمی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑتا ہوا واپس گاڑی کے جانب آیا جہاں وہ فرنٹ سیٹ پر ہی بیٹھی تھی۔۔۔
چہرے پر ڈر واضح تھا اس نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔بال
چہرے پر سے اب ہٹ چکے تھے جو کان کے پیچھے اڑسے گئے تھے۔۔۔مدھم سی روشنی تھی زرینہ نے
سارم کی جانب دیکھا۔۔۔سارم کی نظر جب چہرے پر پڑی تو اسے ایک منٹ نہ لگا
پہچان کرنے میں۔۔۔۔چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے آنکھوں میں نمی اب تھی۔۔۔اسے
یاد آیا کہ کل۔وہ بارات میں نہیں گیا تھا مگر معلوم ہوا تھا کہ بارات نہیں ہوئی تھیں۔۔۔دلہے کی
طبیعت اچانک خراب ہونے کے باعث لیکن اسے یہاں دیکھ کر معاملہ کچھ اور ہی لگ رہا
تھا۔۔۔۔زرینہ اسے پہچان نہ سکی۔۔۔شاید صورتحال ہی ایسی تھی کہ وہ کچھ سوچ ہی نہیں پارہی
تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے کہ تم نے ایسا کچھ نہیں کیا زرینہ شاہ اپنے کمرے میں بیٹھا تھا پورا کمرا
پھولوں کی مہک سے معطر تھا۔۔۔جہازی سائز بیڈ ایک سائیڈ پر الماری اور اسکے سامنے ہی
سنگھار میز تھی جبکہ بیڈ کی دائیں جانب واشرم تھا۔۔اور ایک جانب میز اور سنگل دو
صوفے تھے۔۔۔۔۔۔تم یقیناً مصیبت میں ہو میں تمہیں بچالونگا زرینہ تمہارا شاہ آئے گا تمہیں
بچانے۔۔۔مجھے کسی کی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا میں جانتا ہو تم صرف میری اور مجھ سے

محبت کرتی ہو۔۔ شاہ نے کہا اور میز پر رکھے گلدان کو زمین بوس کر دیا۔۔۔۔۔ اور پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو اسے مریض سمجھ بیٹھتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے حیرت سے آنکھیں !اترو۔۔۔۔۔۔۔ سرد مہری سے کہا گیا۔۔۔ کیا۔۔۔ پھاڑی۔۔۔۔ تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا۔۔۔۔۔ مجھے اپنی بات دھرانا پسند نہیں۔۔۔۔۔ وہ لفظ چبو کر بولا۔۔۔۔ مم مگر میں کہاں جاؤں گی۔۔۔ آواز میں خوف واضح تھا۔۔۔۔۔۔۔ جہاں بھی جاؤ میری بلا سے۔۔۔۔ لاپرواہی واضح تھی لہجے میں۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے یہاں کا راستہ نہیں معلوم آپ مجھے میرے گھر تک چھوڑ دیں۔۔۔۔۔۔ اس نے کہا تو سامنے بیٹھے شخص نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔ نہ تو میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں اور نہ ہی تم میرے لیے اتنی اہم ہو۔۔۔۔۔۔ نہ ہی تمہارا اور میرا کوئی تعلق ہے۔۔۔۔۔ جو میں تمہارے حکم کی تکمیل کرو۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ہر لفظ زور دے کر بولا۔۔۔ سامنے بیٹھے شخص کی اس خود غرضی پر اسے حیرانی ہوئی ۔۔۔۔۔ کیا اسے اسکے حال پر رحم نہیں آرہا تھا۔۔۔ آخر اتنا بھی کیا گھمنڈ اپنے اپر۔۔۔ اسکے دل نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ میں مجبور ہو۔۔۔۔۔ انسانیت کے لیے ہی میری مدد کر دیں۔۔۔ لہجے میں لرزش واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا انسانیت انسانوں میں ہوتی ہے۔۔۔ لیکن میرے اندر موجود

انسان مر چکا ہے بہت سال پہلے۔۔۔اب اس پتلے سے کوئی امید نہ رکھنا۔۔۔۔میں تمہاری مدد کر بھی دیتا اگر تم وہ نہ ہوتی۔۔۔جس نے میری بے عزتی کی تھی۔۔۔۔۔لہجے میں طنز تھا۔۔۔۔۔۔بے عزتی۔۔۔۔۔سوالیہ نظروں سے دیکھا گیا۔۔۔۔۔۔ہاں یاد ہے تمہیں جو سب پھینک کر تم نے میرے ملازموں کے سامنے میری عزت کی دھجیاں اڑا دیں تھی۔۔۔۔۔اسکی نظریں زرینہ پر گڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔اسکے یاد دلانے پر منظر آنکھوں کے سامنے گھوما۔۔۔۔۔۔اسنے اپنا سر ہاتھوں میں دے دیا۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔۔۔۔آسمان سے گر کر کھجور میں اٹکی وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔۔۔۔۔۔۔اپکو اس وقت یہ باتیں سوچ رہی ہیں گڑھے مر دے نہ اکھاڑے۔۔۔آپ اسکا بدلہ بعد میں لے لیجئے گا ابھی فلوقت میری مدد کر دیں۔۔۔۔۔لہجے میں افسوس نا ہونے کہ برابر تھا۔۔۔۔۔سارم کی تیوری چڑھی تھی اس لڑکی کی ڈھٹائی پر۔۔۔۔۔آو تو رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم نے طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کار سے اترا اور دروازا کھول کر زرینہ کو باہر کھینچا۔۔۔۔۔یو نو واٹ۔۔۔۔۔۔۔تمہارے ساتھ جو ہو رہا ہے نہ وہ تمہاری اسی زبان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔۔اور اچھا ہی ہو تا وہ تمہیں اٹھا لے جاتے۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔باہر کھڑی زرینہ کی آنکھوں کے سامنے ایک دم اندھیرا چھیلا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ زمین پر بے سدھ پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔افففف کیا مصیبت ہے یہ کہتا ہوا وہ اسکی جانب آیا۔۔۔۔نبض

چیک کی جو چل رہی تھی۔۔۔۔۔ چلو زندہ تو ہے یہ کہہ کر اسے بازوں سے پکڑ کر گاڑی میں بٹھایا

۔۔۔۔۔۔۔ اور خاور کو کال ملائی۔۔۔۔۔۔ پولیس فورسز وہاں پہنچ چکی ہے بہت جلد ہی بازیاب کروالیا

جائے گا ان لڑکیوں کو۔۔۔۔۔ تم جب تک نظر رکھو ان پر اور پل پل کی خبر دو آفیسر حمزہ۔۔ کو

۔۔۔۔۔۔ میں نہیں آؤ گا۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ وہ عجوبہ جو تم اٹھا لائے تھے وہ اب بھی وہیں موجود

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ سارم نے سوال کیا۔۔۔ خاور نے ساری روداد سنا دی۔۔۔ جو ہوا۔۔۔۔۔ سر

مگر آپ یہ کیوں پوچھ رہیں ہیں خاور نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ عجوبہ اب میرے سامنے

بیٹھی ہے بے ہوش۔۔۔۔۔۔ سارم نے طنز کیا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔۔ کال کاٹ

دی گئی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

فجر قضا ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھی۔۔۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا

۔۔۔۔ گھڑی بارہ کا ھندسہ بجا رہی تھی۔۔۔ پورے گھر میں۔ ایک خاموشی کی لہر تھی۔۔۔۔

شاہ کل رات سے گھر میں موجود نہیں ہیں۔۔۔ صغریٰ بیگم کی آواز نے لاونج میں موجود خاموشی

کو توڑا۔۔۔۔۔۔ تیمور بھی ساتھ ہے کیا اسکے۔۔۔ فیضان صاحب نے صغریٰ بیگم کی جانب

دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔ نہیں نا جانے وہ کہاں چلا گیا ہے۔۔۔۔ پریشانی سے کہا گیا

۔۔۔۔۔۔ پریشان نہ ہو بچہ نہیں ہے جو گم ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ فیزان صاحب نے کہا

۔۔۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔۔۔بسسس فیزان کی آواز گونجی صغریٰ بیگم کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ

گئے۔۔۔۔کوئی بات نہیں ہوگی اس متعلق۔۔۔۔۔۔۔فیزان صاحب نے تحکم بھرے ہوئے

لہجے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔باقی سب اپنے کمروں میں تھے۔۔۔اور تیمور باہر کسی کام سے گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسکو ہوش آیا تو بیڈ پر موجود تھی۔۔۔۔سامنے نرس کھڑی تھی۔۔۔۔۔میں یہاں کیسے آئی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سوال کیا۔۔۔۔۔اپکو عیسی سارم خان یہاں لائے ہیں۔۔۔۔۔۔نرس نے جواب

دیا۔۔۔۔۔عیسی۔۔۔۔۔اس نے زیر لب دھرایا اور سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔کیا ابھی وہ یہاں موجود ہیں

سوال کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں وہ تو چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جواب دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے ڈسچارج

کب تک کیا جائے گا۔۔۔۔۔سوال کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی ابھی تھوڑی دیر میں نرس اتنا کہہ کر

باہر چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اشفاق یہ لیں چائے۔۔۔۔۔۔ربینہ کی آواز گونجی۔۔۔۔۔۔۔زہر لا دو مجھے۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد نے کہا۔۔۔۔۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ اشفاق۔۔۔۔۔۔۔۔۔ربینہ کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔اور کیسی باتیں کروں۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں

۔۔۔۔۔۔اب عزت بھی نہیں بچی جو برسوں کی کمائی ہوئی تھی۔۔۔۔اشفاق نے۔۔۔سر کو ہاتھوں دے

دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے جیسا ہم سوچ رہے ہوں ایسا نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمیں ایک بار پولیس کو اطلاع دے دینی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاید ہماری کوئی مدد ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔ربینہ نے اشفاق کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔تم اب یہ چاہتی ہو کہ جو بچی کچی عزت ہے وہ پولیس کے پاس جا کر بیچ آوو۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد نے کہا۔۔۔۔۔۔۔تو ربینہ کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ ہاسپٹل سے نکل کر گھر کی جانب رکشہ میں روانہ ہوئی۔۔۔بالوں کو جوڑے میں قید کیا۔۔۔تھا۔۔۔

وہ جب وہاں پہنچی تو گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔وہ اتری اور۔۔۔۔گارڈز کو رکشے والے کو پیسے دینے کا بول کر اندر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔اندر بلا کی خاموشی تھی۔۔سب ملازم اسے ایسے تک رہے تھے۔۔۔جیسے۔وہ کوئی غیر ہو۔۔۔۔۔یا اسے پہلی بار دیکھ رہے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے نظر انداز کرتے ہوئے قدم مام اور ڈیڈ کے کمرے کی جانب بڑھائے۔۔۔اور دروازے پر دستک دی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ہاں کام ہو گیا نہ۔۔۔۔۔۔۔سارم کی آواز کال پر گونج اٹھی۔۔۔۔۔جی سر۔۔۔۔۔۔۔۔سب بہت اچھے سے ہو گیا۔۔۔۔منظور خان کہ کچھ آدمی گرفتار بھی ہو گئے اور طاہر صاحب کی بیٹیاں بھی با حفاظت انکے گھر پہنچا دی گئی۔۔۔۔خاور نے یک سانس ہو کر کہا۔۔۔۔۔۔۔سر ایک بات

پوچھوں۔۔۔۔۔۔۔خاور نے جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔ہاں کہو۔۔۔سارم نے اجازت دی۔۔۔۔۔۔سر

۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔لڑکی۔۔۔۔۔خاور نے پوچھنا چاہا مگر سارم نے بیچ میں بات کاٹ

دی۔۔۔۔۔۔وہ سہی ہے اور یہ تمہاری سوئی اس لڑکی پر ہی کیوں اٹک گئی ہے ہاں سارم نے غصے سے

کہا۔۔۔۔۔سوری سر خاور نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے

کل سے کام پر آجاؤ تم ادھر۔۔۔۔۔۔۔سارم نے کہا اور کال کاٹ دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مام وہ آگے !دروازا ربینہ نے کھولا سامنے زرینہ کو کھڑا دیکھ حیرت سے کہا زرینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بڑھ کر انکے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔۔۔انسوؤں میں روانی آئی۔۔۔۔اشفاق احمد بھی اسی جانب آگئے

۔۔۔۔۔اشفاق صاحب کو دیکھ کر وہ انکے قریب آئی مگر وہ دو قدم پیچھے ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ

۔۔۔۔۔۔اس نے زبان سے لفظ ادا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے کہو کہ جہاں سے آئی ہے وہیں لوٹ جائے

۔۔۔۔۔اشفاق احمد نے روبینہ کو دیکھا۔۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔اسنے اشفاق احمد کو

دیکھا تو اشفاق احمد نے ایک زناٹے دار تھپڑ زرینہ کے منہ پر رسید کیا۔۔۔۔۔۔۔۔دفعہ

ہو جاؤ یہاں سے ورنہ یہ نہ ہو کہ میں تمہارا قتل کر دوں۔۔۔۔۔زرینہ کے سر سے

آسمان کھینچ گیا اسے ایسا محسوس ہوا۔۔۔۔آج تک اشفاق احمد نے اونچی آواز میں اس سے

بات تک نہیں کی تھی۔۔۔۔۔مگر آج تو انہوں نے اسپر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔مام آپ بولیں

نہ ڈیڈ کو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔وہ ربینہ بیگم کے پاس گئی۔۔۔۔ربینہ نے روتے ہوئے

گردن نفی میں ہلائی۔۔۔۔۔۔میں بے قصور ہوں میرا یقین کریں وہ چینخی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر بیکار رہا

۔۔۔۔۔اشفاق احمد اسے گھسیٹتے ہوئے باہر مین گیٹ کی جانب لائے اور باہر پھینک دیا اسے۔۔۔۔یہ

گھر کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہیں تمہارے لیے اب اپنی شکل بھی نہیں دیکھانا

ہمیں۔۔۔۔۔۔۔وہ یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔۔۔۔۔۔مام وہ دوبارہ ربینہ کی جانب بھاگی مگر اسنے

اسے ہاتھ سے رک جانے کا اشارہ کیا اور وہ بھی اندر چلی گی۔۔۔۔۔۔وہ وہیں بیٹھ کر اپنے بد نصیبی پر آنسو

بہانے لگی۔۔۔۔۔۔مام ڈیڈ میں کہاں جاؤ گی میرا یقین کریں میری بات تو سن لے ایک

دفعہ وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔روتے ہوئے اسے شاہ کا خیال آیا۔۔۔۔۔۔شاہ اپکی۔زرینہ مشکل میں

ہے۔۔۔۔۔۔اکیلی ہے آئیں۔۔وہ رو رہی تھی۔۔۔اسنے پھر ماموں کے ہاں جانے کا

فیصلہ۔کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

بی بی ٹکٹ۔۔۔۔۔بس کا کنڈکٹر اسکی سیٹ کی جانب آیا۔۔۔۔۔۔میرے پاس پیسے نہیں

ہیں۔۔۔۔اس نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔آپ بنا ٹکٹ کے بس میں نہیں بیٹھ

سکتی۔۔۔۔۔اتریں۔۔۔۔کنڈکٹر نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ساتھ ایک عورت بیٹھی تھی۔۔۔۔اے

کیوں معصوم بچی کو اترنے کا بول رہا ہے۔۔وہ عورت بولی۔۔۔۔ماسی اسکے پاس پیسے نہیں ہیں ٹکٹ کے بنا

ٹکٹ کہ یہاں نہیں بیٹھ سکتی یہ۔۔ کنڈکٹر نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لو اتنی

سی اے لے میں دے دیتی ہوں پیسے بچاری کہاں اتنا بھاری جوڑا اٹھائے۔۔ باہر دھکے کھائے گی۔۔۔

اس عورت نے ٹکٹ کے بیس روپے ادا کیے۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے شکریہ کہا۔۔۔بیٹا

اس میں شکریہ کی کیا بات۔۔۔۔اپ کہاں جارہی ہیں۔۔۔زرینہ نے سوال کیا۔۔۔۔

میں تو اپنی ایک پرانی دوست سے ملنے جارہی تھی۔۔۔راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تو بس

میں چلی آئی۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے بھی ایک عمر گزری ہے بسوں میں سفر کرتے ہوئے۔۔۔وہ تو

اب میرا بیٹا مجھے اکیلے سفر کرنے نہیں دیتا۔۔۔۔ کہتا رہتا ہے۔۔۔بی جان اکیلے مت

جائیں ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں۔۔۔۔۔۔کبھی یہ کر لیں کبھی وہ۔۔۔۔۔عورت نے کہا۔۔۔۔۔

تم کہاں جارہی ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔ماموں کے ہاں اسنے جواب دیا۔۔۔۔۔۔پاؤں میں

سفید پٹی پر نظر پڑی تو عورت پوچھ لیا یہ کیا ہو گیا۔۔۔۔۔اسنے اپنے پاؤں دیکھے آنکھوں سے ایک

آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔۔۔۔۔اے پتر۔۔۔۔ تو رو رہی ہے۔۔۔ عورت نے اسکی جانب

دیکھا۔۔۔۔۔ نہیں۔اس نے جھٹ سے آنسو صاف کیے۔۔۔وہ بس درد کی وجہ سے شاید

اس نے جھوٹ کا سہارا لیا۔۔۔بیٹا ٹھیک ہو جائے گا۔۔ فکر نہیں کر۔۔۔۔اس۔بوڑھی

عورت نے زرینہ کے ہاتھ پر ہاتھ۔رکھا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے بھی سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ نے پاگلوں کی طرح پورا شہر چھان مارا۔۔۔ لیکن زرینہ نہ ملی وہ کل رات سے ہی شہر میں اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ بال بکھر گئے تھے کپڑوں پر جگہ جگہ مٹی کے نشان تھے۔۔۔۔ آنکھیں نہ سونے کی وجہ سے سرخ تھی۔۔۔ اب وہ گاڑی ایک جگہ روکے کھڑا تھا۔۔ سیٹ سے پشت لگائے اسنے آنکھیں موندلیں۔۔۔۔۔۔ وہ بہت تکلیف میں تھا۔۔۔ اسکی محبت اسکے ہونے سے پہلے ہی کہیں گم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جس پل کا اسنے بچپن سے انتظار کیا تھا۔۔۔ وہ پل اسے نصیب ہونے سے پہلے ہی اس سے ناراض ہو گیا۔۔۔۔۔۔ اس نے کار کا ریڈیو کھولا اس غرض سے شاید اسکا دماغ تھوڑا پر سکوں ہو جائے۔۔۔۔۔۔ اخر کہاں جا سکتی ہو تم زرینہ اسنے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔۔ ریڈیوں میں ایک گانہ چلا۔۔ جسکے اشعار کچھ ایسے تھے۔۔۔

کیوں یہ زخم آنکھوں میں بھر گئے۔۔۔۔۔۔۔

میرے خواب کیسے بکھر گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی مجھے تو بتا۔۔۔۔۔۔۔۔

کس جرم کی مجھے دی سزا۔۔۔۔۔۔۔۔

جانے میرا قصور کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

جانے میرا قصور کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(Fatima Gul ost)

اسے یہ اشعار اپنی زندگی کی کہانی لگے آنکھوں سے آنسوں نہ چاہتے ہوئے بھی گرا۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے آنکھوں سے آنسوں صاف کیا۔۔۔اور ریڈیو بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہ اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اس نے دروازے پر دستک دی دروازا گارڈز نے کھولا۔۔۔۔اپکو صاحب نے آنے سے منع کیا ہے ۔۔۔۔۔گارڈز نے سر نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔کیا۔۔۔تم پاگل ہو گئے ہو ہٹو میرے راستے سے۔۔۔۔ زرینہ نے گارڈز کو غصے سے دیکھا۔۔۔۔بی بی جی۔۔۔ہمیں مجبور مت کریں کہ ہم اپکے ساتھ بد تمیزی کریں ایک گارڈ بولا۔۔۔ہاں۔۔تم جانتے بھی ہو تم کس سے بات کر رہے ہو زرینہ نے چڑ کر کہا ۔۔۔اور اسے دھکا دیتی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔ماموں جان۔۔۔۔اس نے آواز لگائی۔۔۔۔ماموں جان کہاں ہیں۔۔۔وہ ایک ملازم کے پاس ائی۔۔۔اسکی آواز پر صغریٰ اور زینیہ کمرے سے باہر آگئ۔۔۔ پرخہ بھی باہر آگئی۔۔۔ماموں جان اسنے دوبارہ آواز لگائی۔۔۔تو فیزان صاحب ڈرائینگ روم سے باہر آئے ۔۔۔تمہیں اندر کس نے آنے دیا۔۔۔فیضان صاحب اسکی جانب بڑھے۔۔۔۔ماموں جان آپ سمجھائے نہ ڈیڈ کو۔۔۔وہ انکے پاس آئی۔۔۔۔۔شاہ کہاں ہے اسنے صغریٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔شاہمیر کا خیال دماغ سے نکال دو فیزان صاحب بولے تو اس نے حیرت سے

انھیں دیکھا۔۔۔۔۔ماموں آپ بھی۔۔۔۔۔۔الفاظ منہ سے بامشکل ادا ہوئے۔۔۔۔۔۔تو تمھیں کیا اب بھی یہی لگتا ہے کہ میں تم جیسی بے ہودہ اور بے شرم لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی رچاؤ گا۔۔جو شادی والے دن گھر سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔اس پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔۔۔۔۔۔زبان بولنے سے انکاری ہو گئی۔۔۔۔وہ یک ٹک اپنے ماموں جان کو دیکھ رہی تھی جو اب اسکی عزت کی دھجیاں اڑا رہے تھے اپنے الفاظوں کے تیر سے۔۔۔۔۔گارڈز نے اسے بازوؤں سے دبوچا اور لے جانے لگے۔۔اس نے مزاحمت نہیں کی لگتا ایسا تھا جیسے۔۔اسکے پیروں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا ۔۔۔ماموں کے کہے گئے الفاظ اب بھی کان میں گونج رہے تھے گارڈز نے اسے باہر کیا اور دروازا بند کر دیا۔۔۔۔وہ زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔اب آنکھوں سے آنسوں نہیں نکل رہے تھے۔۔۔وہ اکیلی ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔۔کس کے پاس جاتی کیا کرتی کیا نہ کرتی۔۔۔وہ مرے قدموں سے سڑک پر چلنے لگی۔۔۔اب اسکا گولڈن اور ریڈ لہنگا بھی گندہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔۔ منزل کا معلوم نہیں تھا۔۔پھر بھی وہ چلے جا رہی تھی۔۔۔سر جھکائے اسکا دل چاہ رہا تھا کسی کے گلے لگ کر بے تحاشا رو دے۔۔۔وہ اس قدر خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔۔۔سایہ بھی اسکا ساتھ چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔کاش میں پیدا ہوتے ہی مر جاتی اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔اسے خود سے نفرت ہونے لگی تھی۔۔۔اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود سے کہیں دور بھاگ جائے۔۔۔اپنا آپ اسے برا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چلے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیفیت سب سے خطرناک ہوتی ہے جب انسان اتنا تنہا ہو جائے کہ اسے اپنی موجودگی بھی بوجھ لگے۔۔۔۔۔خود سے نفرت ہو جائے تو ایسے شخص کی تمام خواہش ختم ہو جاتی ہیں وہ۔۔۔خالی ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔اور یہی کیفیت ابھی زرینہ کی تھی۔۔۔۔۔۔اسے اپنے کئے گئے غلط فیصلوں کی کتنی بڑی قیمت ادا کی ہے یہ بس وہی جانتی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اپنی دھن میں چل رہی تھی جب ایک بلیک رنگ کی پراڈو اسکے پاس رکی۔۔۔۔۔زرینہ کے قدم رک گئے۔۔۔۔۔۔

ڈرائیور نے اتر کر گیٹ کھولا تو سامنے بیٹھی عورت کو دیکھ کر وہ چونک اٹھی۔۔۔وہ تو وہی بس والی عورت تھی۔۔۔۔۔۔اے میرا پتر۔۔۔۔اتنی دھوپ میں پیدل کہاں جا رہی ہے۔۔۔۔۔اجا میں تجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے اس عورت کو دیکھا تو آنکھ میں آنسو آیا۔۔۔۔اے پتر تو رو رہی ہے ۔۔۔۔۔۔سامنے بیٹھی عورت پریشانی سے گاڑی سے باہر نکل آئی۔۔۔۔وہ عورت اسے فرشتہ لگی جو اسکی مدد کرنے کو آئی۔۔۔۔۔۔۔آجا آجا سعدیہ بیگم نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔کیا ہوا تم روکیوں رہی ہو سعدیہ بیگم نے پوچھا۔۔۔۔تو اس نے اپنے پر گزری تمام داستان سنادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور رونے لگی تو سعدیہ بیگم نے اسے گلے سے لگالیا تو وہ اور رونے لگی۔۔۔۔نہ میرا پتر رو نہیں۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسکے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔۔۔میں کہاں جاؤ ۔۔۔۔۔مجھے۔نہیں معلوم میرا کوئی ٹھکانہ نہیں مجھے تو میرے اپنوں نے ہی دھتکار دیا۔میں کیا کرو میرا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔کہاں جاؤ میں۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔

سعدیہ بیگم کو یاد آیا کہ انکو بھی تو کسطرح اپنوں کی خود غرضی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔۔وہ اسکی حالت سمجھ سکتی تھیں۔۔۔۔پتر۔۔۔تم میرے ساتھ میرے گھر چلو۔۔۔۔۔انہوں نے زرینہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔میں آپکے گھر کیسے۔۔۔جا سکتی ہوں زرینہ نے سعدیہ بیگم کو دیکھا۔۔۔۔۔۔بیٹا جب اپنا دھوکہ دے جائیں تو غیر اپنے بن جاتے ہیں ۔۔۔۔۔تم جوان جہاں لڑکی کہاں جاؤ گی بیٹے۔۔۔یہ دنیا تمہیں جینے نہیں دے گی تم میرے گھر چلو میری بیٹی بن کر رہو۔۔۔۔۔۔میں کیسے آپکا شکریہ ادا کروں بیٹا تم میری بیٹی ہو اور بیٹیاں ۔۔۔شکریہ ادا کرتے ہوئے اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔۔سعدیہ بیگم نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو زرینہ۔کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکان ڈور گئی۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے آج سے بی جان کہہ کر پکارنا ۔۔۔میرے دونوں بیٹے مجھے بی جان کہتے ہیں سعدیہ بیگم نے اس سے پیار سے کہا تو اس نے بھی سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔بی جان نے اسے گیسٹ روم میں آرام کی غرض سے بھیج دیا تھا ۔۔۔۔۔۔اور راستے میں بی جان نے اسکے لیے کچھ کپڑے بھی خرید لیے تھے تاکہ وہ لہنگا جو اس نے پہنا تھا۔۔۔۔۔وہ اس بھاری کام والے لہنگے سے آزاد ہو کر کچھ ایزی ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔تو کچھ دیر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔وہ کبھی اتنا نہیں چلی تھی جتنا وہ کل

چلی تھی۔۔پاؤں میں درد کی شدت تھی۔۔۔جو اسے اب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔پاؤں میں کانٹے

چبھے تھے تو درد اپر سے پیدل چل کر ننگے پاؤں دھوپ میں اسکی حالت بری ہو چکی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اسے ایک منٹ بھی آرام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔۔اور حالات بھی ایسے تھے کہ

آرام کرنے کا جواز ہی نہیں بنتا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے احساس ہوا کے ہلکی سے زکام ہو جانے پر بھی اسکے ماں باپ اسے بیڈ سے اٹھنے نہیں دیتے تھے

لیکن حالات نے اسے ایسے موڑ پر کھڑا کر دیا تھا۔۔ کہ اسکی کوئی تکلیف اور درد انہیں دیکھائی

نہیں دیا یا وہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اٹھی اور فریش

ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔فریش ہو کر جب وہ باہر آئی تو اسنے جامنی رنگ کی کمیز پہنی تھی جس پر

گولڈن رنگ کا کام ہوا تھا۔۔۔۔دوپٹہ اور پاجامہ بھی اسی رنگ کے تھے۔۔۔۔۔۔اسنے زندگی میں

پہلی بار پوری آستین والے کپڑے پہنے تھے ورنہ وہ ہمیشہ سلیف لیس ہی کپڑے پہنتی۔۔۔اور آج

تک اسنے کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے تھے۔۔۔۔۔جس کے باعث وہ تھوڑی نا آرام دہ لگ رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ ہی سے ویسٹرن ڈریس پہنتی آئی تھی۔۔۔۔۔اسنے اپنی زندگی میں کبھی دوپٹہ نہیں

لیا۔۔۔۔۔۔۔اور نہ ہی اسکی فیملی میں کوئی ایسی سختی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک لبرل فیملی سے

تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔۔اور اسے جس ماحول میں رکھا گیا تھا وہاں کے لوگ اسلامی تعلیمات سے

بہت دور تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

شاہ جب گھر آیا تو سیدھا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔ فیزان صاحب نے سبکو منع کر دیا تھا کہ وہ زرینہ کی یہاں آنے کے بارے شاہ کو کچھ نہ بتائیں۔۔۔۔۔ مگر زینیہ کو بھائی کی تکلیف دیکھی نہیں گئی تو وہ بھی شاہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔ دروازے پر دستک دی گئی شاہ نے تھوڑا سا دروازا کھولا۔۔۔ جی بھائی۔۔۔۔۔ زینیہ تم۔۔۔ آؤ اسنے دروازا پورا کھولا اور اسے اندر کی جانب بلایا۔۔۔۔ تو وہ بھی اندر آ گئی۔۔۔۔۔۔ بھائی مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ تمہیں اب مجھ سے بات کرنے لیے پرمیشن کی ضرورت ہے ۔۔۔۔ شاہ نے حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔۔ وہ بھائی۔۔۔۔ زرینہ۔۔۔۔ شاہ نے زرینہ کا نام سنتے ہی مکمل اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ کیا ہوا زرینہ کو۔۔۔۔ اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔ بھائی وہ زرینہ ادھر آئی تھی مگر اسے ڈیڈ نے باہر نکال دیا گھر سے۔۔۔۔ اسنے یک سانس ہو کر کہانی بتائی۔۔۔۔۔۔ واٹ۔۔۔۔۔ حیرانی اور اداسی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔ مجھے ڈیڈ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔۔ تم لوگوں کو روکنا چاہیے تھا اس نے زینیہ کی جانب دیکھا ۔۔۔۔۔۔ بھائی ہم کیسے روکتے انہیں ڈیڈ نے ایک منٹ کے لیے بھی۔۔۔ وہاں رہنے نہیں دیا۔۔۔۔۔ شاہ نے اپنا ہاتھ سر پر مارا۔۔۔۔۔۔ اور کمرے سے باہر جانے لگا۔۔۔ بھائی۔۔۔۔ آپ باہر نہ جائیں۔۔۔۔۔ ڈیڈ نے منع کیا تھا کہ اس بات کا علم آپکو نہ ہو۔۔۔۔۔ اگر آپ ان سے بات

کریں گے تو مجھے ڈانٹ پڑ جائے گی اس نے خوف سے شاہ کو دیکھا۔۔ تو شاہ پیر پٹختا ہوا اندر

آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں گئی ہے شاہ کی آنکھوں میں امید آئی مگر

زینیہ نے نفی میں سر ہلا کر اس امید پر بھی پانی پھیر دیا۔۔۔۔ شاہ نے غصے سے گلاس اٹھا کر

زمیں پر پھینکا تو زینیہ بھی ڈر گئی۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ زینیہ نے اسے دیکھا چلی جاؤ ابھی یہاں سے

تم زینیہ۔۔۔۔۔ جاؤ اب کی بار لہجہ سخت تھا تو زینیہ بھی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔ وہ

بیڈ کے گرد بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور اپنے بال کو جکڑ لیا۔۔۔ اہ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ زور سے چینخا۔۔۔۔۔ اور پھر

رونے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زینیہ بھی کمرے کے باہر سے بھائی کو روتا دیکھ کر آنسو صاف کرتے اپنے

کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ اسے بتانا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔ اسنے دل میں سوچا۔۔۔

مگر اب کیا فائدہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری غفلتوں کو کہاں خبر۔۔۔۔۔۔۔۔

میری اداسیاں عروج پر ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سارم آچکا تھا وہ وہاں سے طاہر صاحب کے گھر گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اب رات ایک بجے

گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔ ملازمہ سے اسنے چائے منگوائی اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

زرینہ کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ شاید سو رہی تھی۔۔۔۔۔ ملازمہ چائے لے آئی اور سارم کو

دی۔۔۔۔۔وہ بی جان آپکو بلا رہی ہیں۔۔۔۔ ثمرہ نے کہا۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔ اسنے آئی برو اچکائی۔۔۔۔جی ملازمہ نے جواب میں کہا۔۔۔۔۔۔ سارم نے اسے جانے کا کہا۔۔۔۔۔ ثمرہ بھی سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔ خیریت بی جان اس وقت بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ بنا چاپئے پیے انکے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔ کیونکہ وہ تو اس وقت تک سو جاتی ہیں۔۔۔۔ وہاں پہنچ کر اسنے دستک دی تو بی جان نے بھی اجازت دی اور وہ اندر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔جی بی جان اپنے بلایا۔۔۔۔ہاں میرے بچے۔۔۔۔۔۔ بی بی جان نے پیار سے کہا۔۔۔ آؤ بیٹھو مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ چہرے پر سنجیدگی واضح تھی۔۔۔۔۔۔ وہ بھی بیڈ پر جا بیٹھا۔۔۔۔۔۔ بیٹا میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے بی جان نے آنکھیں سارم پر مرکوز کیں۔۔۔۔۔۔ اور کہا۔۔۔۔۔۔جی بی جان کہیں۔۔۔ سارم نے انکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔ بیٹا تم میرے بڑے بیٹے ہو اور میری سگی اولاد سے بڑھ کر تم مجھے عزیز ہو۔۔۔بی جان نے کہا۔۔۔۔۔۔بی جان۔۔۔۔۔۔ سارم کی نگاہوں میں بہت سے سوالوں میں پناہ لی۔۔۔۔۔۔۔ بیٹا اگر تم مجھے عزیز سمجھتے ہو تو میری ایک بات مانو گے۔۔۔۔۔ بی جان نے اپنی نظریں سارم کی جانب ہی رکھی تھی۔۔۔۔۔جی بی جان بس آپ حکم کریں۔۔۔۔۔۔ سارم نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔ بیٹا اگر میں تمہاری زندگی کا کوئی فیصلہ لوں تو تم اسپر عمل کرو گے۔۔۔۔۔۔۔۔ بی جان ایسی کیا بات ہے جسکے لیے آپکو اتنی تمہید باندھنی پڑ رہی ہے۔۔۔۔۔۔ سارم کی نظروں میں تجسس واضح تھا۔۔۔۔۔۔ بیٹا میں چاہتی

ہوں تم نکاح کر لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔بی جان۔۔۔۔۔سارم حیرانگی کے تاثر لیے کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔بیٹا میں کب سے سوچ رہی تھی کہ تم سے یہ بات کروں مگر ہمت ہی نہیں ہوئی۔۔۔۔بیٹا مجھ سے تمہارا یہ اکیلا پن دیکھا نہیں جاتا۔۔۔۔کیا مجھے نہیں معلوم کہ تم کس ازیت کا شکار ہو۔۔۔۔تم کچھ نہ کہو لیکن میں تمہاری ان آنکھوں کو دیکھ کر بتا سکتی ہوں۔۔۔۔۔کہ تم کتنے ٹوٹے ہوئے ہو۔۔۔۔۔۔۔بی جان مگر آپ جانتی ہیں کہ میں شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔میں کسی کی زندگی ازیت میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔۔۔آنکھوں میں درد واضح تھا۔۔۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔تم سائرہ کو بھول کیوں نہیں جاتے۔۔۔۔وقت بیت چکا ہے تمہیں اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا چاہیے۔۔۔۔بی جان اسکے قریب آئی۔۔۔۔۔۔بی جان میں نے کوشش کی مگر میں ناکام رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔آپ یہ فضول کی ضد چھوڑ دیں۔۔۔۔۔اتنا کہہ کر وہ جانے لگا۔۔۔ جب بی جان کی آواز نے اسکے قدم روک دیئے۔۔۔۔۔۔اگر میری جگہ فزہ ہوتی تو تب بھی تمہارا یہی جواب ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے اپنی بی جان سمجھتے ہی نہیں اسلیے میرا کوئی جواز نہیں بنتا اس گھر میں رہنے کا۔۔۔۔میں ابھی اسی وقت یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔اللہ کی زمین بہت بڑی ہے کہیں بھی پناہ مل جائے گی۔۔۔۔۔۔وہ یہ کہتے ہوئے اٹھی۔۔۔۔۔۔بی جان ۔۔۔۔اسنے اداسی سے انکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔بی جان نہ کہو۔۔۔۔مجھے تم۔۔۔۔۔کوئی بی جان نہیں ہیں تمہاری۔۔۔بی جان نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔سائرہ تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہے

نہ۔۔۔تو میں تمہیں نہیں روکوں گی۔۔۔روتے رہوں تم اسکی یادوں میں۔۔۔۔۔۔۔بی جان یہ کہتی ہوئی الماری کی جانب بڑھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے فیصلے پر اٹل رہیں گی اسلیے سارم نے گھٹنے ٹیک دیئے۔۔۔۔۔۔۔بی جان میں تیار ہوں۔۔۔۔۔لہجے میں درد تھا وہ یہ کہتا ہوا ایک منٹ بھی نہیں رکا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم سے ایک کام بولا تھا وہ بھی ڈھنگ سے نہیں ہوا تم سے۔۔۔سامنے بیٹھا شخص چلایا۔۔۔۔۔بوس وہ اچانک وہاں پر پولیس آگئ تھی۔۔۔وہ شخص بامشکل بول پایا۔۔۔کس نے خبر دی تھی۔۔۔انکو۔۔۔۔۔وہ شخص پھر چینخا۔۔پتا نہیں بوس۔۔۔انہوں نے سب کو قید کر لیا۔۔۔مگر میں انکے نظروں سے چھپ کر یہاں آگیا۔۔۔۔۔۔تو تم کیوں بچ گئے۔۔۔تم جیسے ناکام لوگوں کی ضرورت نہیں مجھے۔۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھے شخص نے اسکا گریبان پکڑا۔۔۔سر میں نے وہاں عیسیٰ کو دیکھا۔۔۔وہ بامشکل بول پایا۔۔۔۔۔عیسیٰ۔۔۔۔۔وہ اسکا گریبان چھوڑ کر پیچھے ہوا۔۔۔۔۔تو اتنے سالوں بعد تم پھر سامنے آنے کی جرت کر رہے ہو۔۔۔۔۔مگر ابکی بار تمہیں سر اٹھانے سے پہلے تمہاری گردن دبوچ لونگا ۔۔۔۔۔۔۔اس شخص کی آنکھیں زہر اگل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اپکو ایک بار تو زرینہ کی بات سن لینی چاہیے تھی۔۔۔۔ ربینہ بیگم نے کہا۔۔۔۔۔۔ ربینہ میں اسکی بات کیا سنتا۔۔۔ کیا اسکے واپس آجانے سے میری عزت واپس آجائے گی۔۔۔ ہاں وہ باتیں جو لوگوں کے دل پر تھیں تم چاہتی ہو کہ اب وہ میرے منہ پر یہ باتیں بولیں۔۔۔ نہیں ربینہ نہیں میں ایسا نہیں ہونے دونگا۔۔۔۔ لیکن آپ کا یقین اتنا کچا تھا کہ ایک جھٹکے نے اسے توڑ دیا۔۔۔ اگر ہماری بیٹی بے قصور ہوئی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بسس آگے اور نہیں اب کوئی بات نہیں ہوگی اس بارے میں یہ بولتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ ربینہ بیگم اپنی بد قسمتی پر آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔ انہیں دکھ تھا کہ وہ ایک بار اسکی بات سن لیتی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی انسے مگر وہ مجبور تھیں۔۔۔۔۔۔ شاید زندگی میں کبھی ایسے حالات بھی آتے ہیں جب ہمیں فیصلے اپنی مرضی اور خوشی کے خلاف لینے پڑتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ یہ مشکل حالات بھی انسان کو یہ سکھاتے ہیں کہ انسان تو اپنے پر بیٹھی ایک مکھی کو ہٹانے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ وہ ہو کر رہتا ہے جو ہمارے اللہ نے ہمارے نصیب میں لکھا ہے۔۔۔۔۔ مخالف کتنا ہی طاقتور کیوں نہ مگر وہ اپکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔۔۔ پوری دنیا بھی آپکو اگر کوئی خوشی دلانے میں لگ جائے تو نہیں دے سکتی۔۔۔ صرف اتنی جتنی اللہ نے آپکے نصیب لکھی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصیبت کے وقت صبر اور خوشی ملنے پر شکر ادا کیا کرو زندگی آسان ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مگر یہ ہی سب سے مشکل ہے انسان مصیبت میں

بے صبرا اور سکھ ملنے پر ناشکری کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور چاہتا ہے کہ کاش ایسا ہو جاتا تو اور اچھا ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غصے سے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔اور سامنے رکھا چائے کا کپ زمین بوس کیا۔۔۔۔۔۔بی جان۔۔۔۔آپ کیوں زبردستی کے رشتے کو باندھنا چاھتی ہے۔۔۔۔۔۔میرے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کی بھی زندگی جھنم بنا دینگی آپ۔۔۔۔۔بیڈ پر پڑا بلینکٹ اٹھا کر زمین۔پر پھینکا۔۔۔۔۔۔بی جان آپ نے مجھے ایک نئ مصیبت میں ڈال دیا۔۔۔۔وہ بیڈ پر گرا۔۔۔۔یا اللہ مجھے قوت دے کہ میں یہ برداشت کر سکوں یہ کہہ کر اس نے آنکھیں موندلیں۔۔۔۔۔۔۔وہ بول تو آیا تھا کہ اسے یہ فصیلہ منظور ہے کیا۔۔۔وہ خود ان سب چیزوں کے لیے تیار تھا۔۔۔۔۔۔اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔۔۔اور بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کی جانب آیا۔۔۔۔اور پاس پڑے جھولے پر ڈھیر ہوا۔۔۔ سگریٹ نکال کر لبوں سے لگائی۔۔۔۔اور پھر لائٹر سے سگریٹ جلائی۔۔۔۔۔۔۔۔محبت تو ہر کسی سے نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔محبت تو ایک سے ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔تو میں کیسے وہ مقام کسی اور کو دے دوں جو مقام تمہارا میرے دل میں ہے۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ بے وفائی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔تم سے۔۔۔۔۔۔میں کسی کو تمہارے علاوہ اپنا شریکِ حیات بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔لیکن بی جان کی ضد نے مجھے یہ قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم کہ کبھی اب زندگی میں تم سے ملاقات ہو گی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔۔شاید تم زندہ ہو بھی یا نہیں۔۔۔۔مگر مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔یہ یاد رکھنا میری زندگی کی پہلی اور آخری محبت صرف تم ہو۔۔۔۔۔۔۔وہ والٹ میں رکھی تصویر سے یہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے تصویر میں لڑکی گورے رنگ اور تیکھے نقوش کی مالک تھی۔۔۔۔۔وہ بلا کی خوبصورت تھی۔۔۔۔۔جیسے زمین پر کوئی پری کی مانند۔۔۔۔۔۔۔۔

سارم کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔۔اسنے لبوں سے دھواں چھوڑا۔۔۔۔۔۔۔اور آنکھوں میں آتی نمی کو اندر کی جانب دھکیلا۔۔۔۔کاش اس دن تم نہ جاتی۔۔۔۔۔۔تو آج تم اور میں ساتھ ہوتے ۔۔۔۔۔ایک سرد سی آہ بھری اسنے اور دوبارہ آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ خاص تو ہے اس شخص یادوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔

ورنہ ہر بار اسکے زکر پر آنکھیں یوں نم نہ ہوتیں۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

فجر کی اذان کا وقت تھا۔۔۔۔۔۔ہر سو سکون ہی نظر آتا تھا۔۔۔۔۔پرندوں کی چہچہاہٹ کانوں میں رس گھولنے والی تھی۔۔۔۔صبح ہونے کہ منظر میں بھی اللہ نے کتنی خوبصورتی رکھی ہے۔۔۔ہر طرف ایک سکون سی خاموشی ہوتی ہے۔۔۔۔ہوا جو ہر گندگی سے پاک ہوتی ہے اس میں گہرے سانس بھرنا۔۔۔اور اس منظر کو آنکھوں میں اتارنا جو جسم کے پور پور میں سکون دیتا

ہے۔۔۔۔۔۔جب یہ دنیا میرے اللہ نے اتنی حسین بنائی ہے تو سوچو وہ جنت کتنی خوبصورت

ہو گی۔۔۔جسکا وعدہ ایمان والوں سے کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔بی جان کے کمرے کا دروازہ اہلکا کھلا ہوا تھا

۔۔۔۔وہ جاگ چکی تھیں۔۔۔۔زرینہ نے اپنے قدم انکے کمرے کی جانب

بڑھائے۔۔۔۔۔اور دروازے کے قریب پہنچ کر ہلکی دستک دی۔۔۔۔ تو بی جان نے بھی اجازت

دی۔۔۔۔وہ اندر کمرے میں داخل ہوئی جہاں بی جان قرآن مجید پڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔بیٹا۔۔۔

کیسے آنا ہوا کچھ چاہیے کیا۔۔۔۔انہوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔ تو زرینہ نے نفی میں

گردن ہلا دی۔۔۔۔۔ میں نے سوچا آپ سے کچھ دیر بات کر لوں۔۔۔۔ دراصل میرا کسی چیز

میں دل نہیں لگ رہا۔۔۔۔اسکی نگاہیں زمین پر مرکوز تھی۔۔۔۔۔ بیٹھو مجھے تم سے ایک

ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔بی جان نے کہا تو اس نے بھی حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔اور بیٹھ

گئی۔۔۔۔۔جی بولیں۔۔۔۔زرینہ نے اب بھی نگاہیں زمین پر گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔مجھے معلوم ہے کہ

تم ابھی بہت تکلیف میں ہو یہ بات کرنا مناسب نہیں ہو گا۔۔۔ مگر میں نہیں چاہتی کہ کوئی

بھی تمہارے کردار پر کیچڑ اچھالے۔۔۔۔یا تم پر الزام لگائے۔۔۔ تبھی میں چاہتی ہوں کہ ایک مضبوط

رشتہ تمہارے پاس ہو تا کہ کوئی تمہارے کردار پر تہمت نہ لگا سکے۔۔۔۔۔اور ایسا مظبوط رشتہ

صرف نکاح سے بن سکتا ہے۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میری بہو بن جاؤ۔۔۔۔۔بی جان نے اپنی

بات رکھی لیکن سامنے والے کا چہرہ کسی بھی جزبات سے عاری تھا۔۔۔۔۔۔۔جیسا آپکو بہتر

لگے بی جان۔۔۔ویسے بھی آپکے مجھ پر بہت سے احسان ہیں اور اب آپ مجھ جیسی لڑکی کو جسکو اسکے

گھر والوں نے دھتکار دیا۔۔۔اسے اپنے گھر کی عزت بنانا چاہتی ہیں تو یہ تو ایک اور احسان ہے

جو آپ مجھ پر کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔لہجہ نارمل تھا مگر آخری بات پر آنکھیں بھر گئی اور آنسوں

ٹوٹ کر ہتھیلی پر آیا اب نظریں گود میں رکھے ہاتھوں کی طرف تھی۔۔۔جنہیں وہ بے دردی سے

مسل رہی تھی۔۔۔۔۔۔بیٹا تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے میری چاند اگر تم نہیں چاہتی تو۔۔۔۔ایسا

کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔نہیں بی جان میں کیوں منع کروں گی اپنے میرے لیے میری بھلائی ہی سوچی ہے

۔۔۔۔اب منع کرنے جواز ہی نہیں بنتا۔۔۔۔۔کیونکہ مجھے میرے گھر سے بھی نکال دیا گیا ہے اور اس

گھر سے بھی جہاں مجھے رخصت ہو کر جانا تھا۔۔۔۔۔۔وہ لہجہ بھی ہر جزبات سے عاری

تھا۔۔۔ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ بہت تھک چکی ہے۔۔۔زندگی سے اور اب خود کو حالات کے

حوالے کر دیا ہے۔۔۔۔۔جہاں حالات اسے لے جائیں۔۔۔۔۔کیونکہ اسکے غلط فہم فصیلوں کی

وجہ سے ہی تو وہ یہاں تک پہنچی تھی۔۔۔۔اب وہ مزید کوئی غلط فیصلے نہیں لینا چاہتی

تھی۔۔۔۔۔۔تو پھر میں چاہتی ہوں کہ یہ نکاح آج ہی ہو۔۔۔۔۔۔بی جان کی یہ بات اسے چونکنے پر

مجبور کر گئی۔۔۔۔۔۔مگر اسنے خود کو کمپوز کیا جی ٹھیک ہے۔۔۔۔اس نے بس اتنا کہا اور کمرے

سے نکل گئی۔۔کچھ درد ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی خاموشی کا سبب بن جاتے ہیں۔۔۔۔پھر وہ چاہ کر بھی

بول نہیں سکتے کیونکہ انہیں اپنا درد بتانے کے لیے الفاظ ہی نہیں ملتے اور یہی کیفیت زرینہ کی

تھی--------

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسنے سفید اور اسکن کلر کا لہنگا پہنا ہوا تھا---وہ تیار ہو چکی تھی---خود پر نظر پڑی تو شاہ کا خیال آیا

-----اگر حالات نہیں بدلتے تو میں آج آپکے ساتھ ہوتی شاہ آپکی شریکِ حیات کی

روپ میں---مگر اب ناجانے میں کس کی زندگی کا حصہ بننے جا رہی ہو مجھے خود نہیں

معلوم-----شاید ہمارا ملنا مقدر میں نہیں تھا شاہ----ورنہ اپنی محبت کی منزل کی اتنے

قریب پہنچ کر کون واپس مڑ جاتا ہے

کچھ مجبوریاں تھیں کچھ قسمت کے مارے تھے-----

وہ بھی چھوڑ گئے جو جان سے پیارے تھے---------

آنکھوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے اسنے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا-----ابھی کچھ پل بعد ہی اسکا

نام کسی اور کے ساتھ زندگی بھر کے لیے جڑ جائے گا----جسے وہ جانتی بھی نہیں تھی--------

دونوں طرف ہی درد کی شدت تھی----شاہ اشفاق❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

احمد کے گھر بھی گیا تھا----مگر انہوں نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا-----وہ اپنے

کمرے میں بند تھا۔۔۔اور اسکے فون پر ایک گانا چل رہا تھا۔۔۔جو اسکے درد کی شدت کی

عکاسی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

تیرے آنے کی خبر نہ آ سکی۔۔۔۔۔۔۔

یاد تیری دل سے بھی نہ جا سکی۔۔۔۔۔

ہو گئے پاگل تیری یادوں میں ہم۔۔۔۔۔

تم چلے آؤ پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

تم چلے آؤ پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

یہ ہوائیں تیرے بن پریشان ہیں۔۔۔۔۔

یہ گھٹائیں تیرے بن حیران ہیں۔۔۔۔۔۔

کر رہی ہے رت بھی تو تیرا ہی غم۔۔۔۔۔

تم چلے آؤ پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔۔۔

تم چلے آؤ پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔۔۔

(Song by Muddassir wadood khan and Shan Khan & Muddassir Wadood Khan)

شاہمیر کی آنکھیں سوج چکی تھی۔۔۔۔آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں سے وہ مریض لگ رہا

تھا۔۔۔۔۔اپنا حالیہ بھی اسنے عجیب کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔شاید اسے وقت لگے گا کچھ سنبھلنے

میں۔۔۔۔مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو زرینہ۔۔ایک سرد سی آہ بھری گئی۔۔۔۔۔۔

میرے پاس واپس آجاو۔۔۔۔۔۔میں تمہیں یاد کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔تمہاری اس ہنسی کو۔۔۔۔

میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔بس ایک بار واپس آجاو۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے

کہا۔۔۔۔۔اور آنکھیں موند لیں جیسے۔۔۔۔کہ جب وہ آنکھیں کھولے گا تو سامنے زرینہ اسے مسکراتے

ہوئے دیکھ رہی ہو گی۔۔۔۔مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔وہ کمرہ بھی اب اسے برا لگنے لگا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہے کیا ہے۔۔۔مگر اپنے مجھے کہا کہ مجھے آج نکاح کرنا ہے تو میں نے اپنی

خواہش کی بجائے آپکی ضد کو اہمیت دی۔۔۔۔سارم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔جسکے جواب پر وہ

خاموش رہیں۔۔۔۔۔وہ قاضی آچکے ہیں۔۔۔تابش نے خبر دی۔۔۔۔۔۔تو بی جان باہر کی

جانب آئی اور زرینہ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔۔۔تابش اور خاور بھی وہیں موجود تھے۔۔۔

سادگی سے نکاح طے پایا تھا۔۔۔تابش اور خاور ابھی تک حیران تھے کہ سارم مان کیسے گیا نکاح کے

لیے۔۔۔۔۔۔دونوں کی ملاقات ابھی تک زرینہ سے نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔وہ لوگ جیسے ہی کمرے

میں داخل ہوئے تو سامنے بیٹھی دلہن کو دیکھ کر تابش اور خاور کے چہرے پر حیرت کے تاثر

ابھر آئے۔۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔تابش کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔تو سب نے اسکی

جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔جس پر وہ جھینپ گیا۔۔۔۔۔۔۔خاور کو دیکھ کر اسکی جان میں جان

آئی۔۔۔۔۔۔وہ جو اتنی ڈری ہوئی تھی۔۔۔۔اتنے انجان چہروں میں ایک اپنا چہرہ نظر آنے پر دل

کو تھوڑا سکون ملا۔۔۔۔۔۔خاور نے سوچا نہیں تھا کہ وہ اسکو یہاں دیکھے گا۔۔۔وہ تو سوچ رہا تھا کہ وہ

اپنے گھر پر ہو گی مگر معاملہ اسکی سوچ کے بلکل بر عکس تھا۔۔۔۔۔سب کے چہروں پر ایک

عجیب سا تاثر تھا۔۔۔۔۔جیسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔طاہر صاحب بھی

اپنی دونوں بیٹیوں کو لیکر وہیں موجود تھے۔۔۔۔۔تابش کے ان سے اختلافات تھے تبھی تابش انکے

سامنے بہت کم ہی آتا۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ عیسی سارم خان کو اپنے نکاح میں قبول کرتی ہیں

۔۔۔۔۔قاضی نے پوچھا۔۔۔۔۔۔تو دل میں عجیب سی ہل چل تھی۔۔۔۔۔اب وہ اپنی زندگی کسی ایسے

شخص کو سونپنے جارہی ہے جسکے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔اس نے تو اپنی زندگی کے خواب

شاہ کے ساتھ دیکھے تھے۔۔۔کیا ایک دم سے وہ چکنا چور ہو گئے۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو آیا مگر

لمبے گھونگھٹ کی وجہ سے کوئی دیکھ نہیں پایا۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہوش

کی دنیا میں واپس آئی۔۔۔۔قاضی نے سوال دھرایا۔۔۔۔۔۔کیا آپ عیسی سارم خان کو

اپنے نکاح میں قبول کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔۔آواز کھائی سے آتی ہوئی معلوم ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔قاضی نے پھر دھرایا۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔۔قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔

اسکی زندگی اب بدل چکی تھی وہ زرینہ اشفاق احمد سے اب زرینہ عیسٰی سارم خان بن چکی

تھی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اب قاضی سارم کے پاس آئے تھے۔۔۔۔ تمام گواہوں کی موجودگی میں کیا آپ زرینہ اشفاق

احمد کو اپنے نکاح میں قبول کرتے ہیں۔۔۔ قاضی نے کہا تو سارم نے ایک نظر بی جان پر ڈالی

تو انکی نظروں میں ایک امید نظر آئی تو سارم نے اپنی نگاہوں کا رخ تبدیل کیا۔۔۔۔۔ قاضی نے

سوال دھرایا۔۔۔۔۔ تمام گواہوں کی موجودگی میں کیا آپ زرینہ اشفاق احمد کو اپنے نکاح میں

قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔ سارم نے ایک گہری سانس لی۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ قبول ہے

۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے کہا اور نظر بی جان پر ڈالی جہاں ایک سکون تھا

۔۔۔۔۔۔ سارم کا نکاح بھی ہو چکا تھا۔۔۔ تابش اسے زرینہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا مگر وہ

دعا کے بعد بنا کسی سے بات کیے بغیر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ نکاح اللہ کا بنایا ہوا سب سے

خوبصورت اور پاکیزہ رشتہ ہے۔۔۔۔ اصل محبت ہی نکاح کے بعد ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ لوگ کہتے

ہیں سچی محبت ادھوری رہتی ہے میں کہتی ہوں کہ سچی محبت ہی وہی ہے جسکی منزل نکاح ہو۔۔۔۔۔ کیونکہ

اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے۔۔۔۔ اور ہم سے بہتر ہمارے لیے اللہ نے سوچ رکھا۔۔۔

ہے جو وقت آنے پر ہم سمجھ جاتے ہیں۔۔۔۔ جب اللہ آپ سے بہتر لیتا ہیں نہ تو آپکو وہ

بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ ہم سے بہتر اللہ جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے حق میں بہتر ہے اور کونسی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمان چلے گئے تھے۔۔۔۔بی جان نے اسے سارم کے کمرے میں بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ کمرے کی ہر چیز پر غور کر رہی تھی۔۔۔۔۔بیڈ پر بیٹھے بیٹھے وہ تھک گئی تھی تبھی وہ بیڈ سے اتر کر پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔۔چلتے چلتے وہ کھڑکی کی جانب پہنچی جسکے بلکل سامنے ہی جھولا رکھا تھا۔۔۔پورے کمرے کی سب سے بہترین جگہ اسے یہ لگی۔۔۔۔۔وہ جھولے پر بیٹھی اور کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔یقیناً وہ بہت خوبصورت منظر تھا۔۔۔۔آسمان کے تاروں نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔۔۔ایک چاند تھا جو بہت ستاروں کے بیچ جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔چاند کو دیکھا تو ایک بات یاد آئی۔۔۔۔۔شاہ کا اسے چاند کہنا۔۔۔۔۔آنکھوں میں نمی آئی۔۔۔۔۔۔تو وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔میں اب چاند کی طرح اپ سے دور ہوں اور اب شاید کبھی مل نہ سکوں۔۔۔۔۔۔۔یہ کہتی وہ ایک میز سے ٹکرائی ایک ڈائری زمین پر گری۔۔۔۔جو کافی پرانی لگتی تھی۔۔۔۔۔لگتا تھا جیسے کوئی خاص لگاؤ ہو کسی کو اس سے تبھی۔۔۔ایک کاغذ تک اس سے جدا نہ تھا۔۔۔۔۔اسکو تجسس ہوا تو ڈائری کھولنی چاہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔فجر ہونے میں کچھ وقت ہی باقی تھا۔۔۔۔وہ رات کے اس پہر گھر میں داخل ہوا تھا اور قدم اپنے کمرے کی

جانب بڑھائے۔۔۔۔۔۔۔وہ دروازے کے قریب پہنچا اور بنا دستک کیے روم میں داخل

ہوا۔۔۔۔۔۔۔اسکی دروازے کی جانب پشت تھی۔۔۔۔۔۔۔نظر کمرے میں آتے ہی اس وجود

پر پڑی۔۔۔۔۔۔۔آہ نیا سر درد۔۔۔۔۔۔۔وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔۔

دروازا کھولنے کی آہٹ سے وہ چونک چکی تھی تبھی ڈائری کو وہیں رکھ دیا جہاں سے گری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی پشت ابھی بھی سارم کی جانب تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم دروازے کے قریب ہی کھڑا

تھا جبکہ وہ کھڑکی کی طرف رخ کیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔سنیں آپ میرے کمرے

میں کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔۔سارم نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔۔تو یہ بات اسے مڑنے پر مجبور

کر گئی۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی غلط روم میں موجود ہو۔۔۔۔۔۔۔وہ

مڑی۔۔۔۔۔۔۔جیسے ہی اسکی نظر عیسی پر گئی باقی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے بھی

اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔اور کمرے میں کچھ منٹ کی خاموشی ہو گئی۔۔۔۔دونوں کو سمجھ نہیں

آ رہا تھا کہ آخر یہ ہوا کیا۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔دونوں کے منہ سے ایک ہی جملہ باہر آیا۔۔۔۔۔۔یا

اللہ جیسا میں سوچ رہی ہوں ایسا نہ ہو۔۔۔۔۔یہ آدمی تو مجھے ایک سیکنڈ کے لیئے بھی برداشت

نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے دل میں دعا کی۔۔۔۔۔۔سارم کے بھی کچھ یہی تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

او تو میرا پیچھا کرتے میرے گھر تک آ گئی تم۔۔۔۔۔۔سارم نے طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ کچھ

بول نہ سکی۔۔۔۔۔دیکھو کوئی خوش فہمی پالنے کی ضرورت ہر گز نہیں ہے تم زبردستی کا طوق ہو جو

میرے گلے میں ڈال دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔بہت جلد اس سے چھٹکارا مل جائے گا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا ہی ہوتا اگر اس دن تم کو نہ بچا تا تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔۔۔۔۔زرینہ کی

اس بات پر تپ چڑھ گئی۔۔۔۔۔۔مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ سے شادی کا آپ بھی زبردستی

میرے گلے پڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔اگر حالات یہ نہ ہوتے تو آج میں اپنے شاہ کی دلہن بنی

ہوتی۔۔۔۔۔۔اس نے غصے سے کہا تو سارم کے چہرے ناگواری ابھر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہاوہی شاہ

نہ جسکو اب تمہاری کوئی خبر ہی نہیں۔۔۔۔۔وہ بھی شکر کرتا ہوگا کہ تم جیسی منحوس اسکے گلے

نہیں پڑی ورنہ وہ تو فاقوں سے مر جاتا بیچارہ۔۔۔۔۔۔۔سارم نے اس کو طنز کیا۔۔۔۔۔

زرینہ بھی پیچھے رہنے والوں میں کہاں تھی۔۔۔۔۔ہاہاہاوہ مصنوعی ہنسی۔۔۔۔۔اب تو تم مر جانا فاقوں

سے یہ منحوسیت نا چاہتے ہوئے بھی تمہارے سر بندھ گئی ہے۔۔۔۔۔۔تو تم نے مان لیا تم منحوس

ہو سارم نے کہا تو اسکے منہ پر چپ آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔سارم نے اسکو بازوں سے پکڑا اور دروازے سے

باہر نکال دیا۔۔۔۔۔۔آئندہ میرے کمرے کے ارگرد بھی دیکھی گئی نہ تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔۔سارم کے

لہجے میں صاف وارننگ تھی۔۔۔۔۔تمہیں پتا ہے میں پہلے ترس کھا رہا تھا نہ جانے

بیچاری کون ہوگی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فضول میں اسکی زندگی جھنم بن جائے گی۔۔۔۔مگر اب سکون ہے

۔۔۔۔۔کیونکہ تم جیسی زبان دراز لڑکیوں سے تو میں نفرت کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔اور ویسے بھی ایک

حساب تمہیں چکانا ہے۔۔۔۔ہاں اب تمہیں تکلیف دینے میں مجھے اور بھی مزا آئے گا۔۔۔۔۔۔

میں نے سوچا تھا چلو معاف کر دیتا ہوں تمہیں کیونکہ کیا ہے نہ میرے ۔پاس تم

جیسی فالتو لڑکی سے الجھنے کا ٹائم نہیں مگر اگر زندگی نے موقع دیا ہے تو اسکا بھر پور استعمال کرنا چاہیے

۔۔۔۔نہ۔۔۔۔۔۔اب دفع ہو جاو تم یہاں سے۔۔۔۔۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر دروازا بند ہو چکا

تھا۔۔۔۔۔۔کاش شاہ یہ سب نہ ہوتا۔۔۔۔تو میں آج آپکے ساتھ ہوتی یہ کہتی ہوئی وہ برابر

والے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔

کیسے کر لیتے ہو بے رخیاں۔۔۔۔۔

رحم نہیں آتا مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

شاہ آفس میں موجود تھا آج آفس میں اسے پہلا دن تھا تبھی اسکا فون رنگ ہوا۔۔۔۔سامنے

ایس پی حمزہ کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسنے کال اٹھا کر کان سے لگائی۔۔۔۔۔۔۔اسلام علیکم خیریت

۔۔۔۔۔۔کال کی تو نے۔۔۔۔۔شاہ نے کہا۔۔۔۔۔۔وعلیکم اسلام۔۔۔۔ہاں یار تجھے معلوم ہوا۔۔۔۔کہ

صفدر گروپ آف کمپنی کے مالک عیسی سارم خان نے شادی کر لی ہے۔۔۔۔۔۔ہیں کیا سچ

میں۔۔۔۔۔شاہ نے حیرت سے کہا۔۔۔۔۔ہاں بہت سادگی سے کی کسی کو دعوت بھی نہیں دی

مجھے تو خاور کے زریعے پتا چلا۔۔۔۔۔حمزہ نے تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔شاہ نے مختصر

سا جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔اور زرینہ کی کوئی خبر ملی تجھے۔۔۔۔۔۔شاہ نے کہا۔۔۔۔۔نہیں یار تلاش

جاری ہے۔۔۔۔۔۔حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔۔پہلے تو دوسروں کے گھر کی۔تاکا جھا کی بند کرے گا تو کام

پر دھیان دے گا نہ شاہ نے طنز کیا۔۔۔۔۔۔جس پر وہ جھینپ گیا۔۔۔۔بعد میں بات

کرتا ہوں حمزہ نے کھسکنے میں عافیت جانی۔۔۔تو شاہ نے بھی فون بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

جو زندہ ہیں بغیر تیرے ہم۔۔۔۔۔۔۔

جھوٹ ہے دکھاوا ہے سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بی جان۔۔۔۔۔۔ایک پچیس سالہ خوبرو نوجوان گھر میں داخل ہوا اس نے بلیک

شرٹ پر بلو جینس پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔کالے خمیدہ بال۔۔۔بھوری آنکھیں وہ مردانہ

وجاہت کا شہکار تھا۔۔۔۔۔۔ارے ہارون بیٹا آج کیسے آنا ہوا۔۔۔۔بہت دن بعد آئے ہو تم۔۔۔۔بی

جان نے کہا۔۔۔۔۔ارے بی جان آپ نے چپکے چپکے سارم بھائی کی شادی کر دی اور بتایا بھی

نہیں۔۔۔۔ہارون نے شکوہ کیا۔۔۔۔۔۔کیا عیسیٰ نے تمہیں نہیں بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔۔

آپ نے عیسیٰ بھائی کو بولا مطلب صاف انکار ہی تھا۔۔۔۔۔بھائی کو بڑا غرور جو ہے اپنے اپر وہ

ناک چھڑا کر بولا۔۔۔۔۔بھئی وہ تو شاید بھول ہی گئے ہیں کہ انکا ایک عدد چھوٹا سا بھائی بھی

ہے۔۔۔۔۔۔۔مجھے جیسے ہی تابش نے بتایا میں تو آج کی فلائٹ سے ہی واپس آگیا۔۔۔۔ہارون نے

کہا۔۔۔۔۔بیٹا آنے دو عیسیٰ کو سہی کے کان کھینچو گی اسکے۔۔۔۔۔۔بی جان اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا وہ

جو بیچاری شکل بنا کر کھڑا تھا کھل اٹھا۔۔۔۔۔۔ بھابھی کدھر ہیں ہماری۔۔۔ وہ صوفے پر

چھلانگ لگا کر بیٹھا۔۔۔۔۔ ارے آرام سے آرہی ہے وہ سو رہی ہوگی۔۔۔۔۔ میں بھیجتی ہوں ثمرہ کو اٹھا

دیگی وہ۔۔۔۔ چچچ کتنی کامچور بہو ڈھونڈی ہے آپ نے بی جان۔۔۔۔۔۔۔ سورج سر چڑھ آیا اور ابھی تک

سو رہی ہے۔۔۔۔ ہارون لڑاکا عورتوں کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔۔۔ جس پر بی جان نے اسکے کان کھینچے

۔۔۔۔ آآآآ بی جان معصوم بچہ ابھی ابھی آیا ہے اس پر اتنا ظلم۔۔۔۔ ہارون نے معصومیت کے ریکارڈ

توڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔ بھابھی ہیں تمہاری خبردار جو اپنی یہ کینچی جیسی زبان ان کے آگے دوڑائی بی

جان نے کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک اور کوئی حکم۔۔۔۔ ہارون بامشکل بول پایا۔۔۔۔ ابھی تو فلحال نہیں۔۔۔ تو یہ

کان چھوڑ دے میرا۔۔۔۔ اس نے بیچارگی سے کہا تو بی جان کا اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہوگیا۔۔۔۔۔

ہارون عیسی کا چھوٹا بھائی تھا جو باہر پڑھنے کی غرض سے گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر پڑھائی مکمل ہونے کے

بعد بھی عیسیٰ نے اسے واپس پاکستان نہیں بلایا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ یہاں آنے کی بات کرتا تو وہ

ڈانٹ کر چپ کروا دیتا۔۔۔ اب وہ اسے بغیر بتائے پاکستان آگیا تھا۔۔۔۔۔ کیا تم بتائے کر

آئے ہو اپنے بھائی کو۔۔۔ بی جان نے کہا۔۔۔۔۔۔ اگر انہیں بولتا تو یہاں نہ آتا بھئی انہوں نے تو مجھے

لندن میں قید کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ آپکو پتا ہے کتنی یاد آتی تھی مجھے آپکی اسنے بی جان کی گود میں

سر رکھا۔۔۔۔۔ بی جان اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔۔۔۔ میرے بیٹے میں نے بھی

تمہیں بہت یاد کیا۔۔۔۔ ہاں بس رہنے دیں مس سعدیہ ہادیہ بیگم آپکے صرف دو ہی بیٹے ہیں

ایک وہ نکارا تابش اور ایک وہ اکڑو سارم بھائی اسنے ناراضگی سے کہا۔۔۔۔بیٹا تم میرے سب سے پیارے والے بیٹے ہو۔۔۔یار بی جان ایک یہ آپکا نام سعدیہ ہادیہ کس نے رکھا ۔۔۔مطلب ایک نام سے بھی کام چل جاتا۔۔۔۔۔اسکے سوال پر بی جان ہنس دی۔۔۔۔۔بڑے ہوگئے ہو مگر دماغ ابھی بھی وہی پانچ سال والے ہارون جیسا ہے سوال پر سوال۔۔۔یہ نام تمہارے۔نانا نے دیا تھا۔۔۔۔سعدیہ اور ہادیہ نام تمہاری نانی نے اب دونوں کی خواہش ہی الگ تھی۔۔۔تو نانی تمہاری مجھے ہادیہ بلاتی اور نانا سعدیہ۔۔۔۔تب سے میرا نام سعدیہ ہادیہ بیگم ہوگیا۔۔۔۔۔۔واہ کیا کہانی تھی آپکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔وہ گود سے اٹھ کر مصنوعی آنسوں صاف کرنے لگا۔۔۔۔۔تو بی جان اسکے کان پکڑنے کو آگے بڑھی۔۔۔لیکن وہ انکی گرفت میں آنے سے پہلے ہی بھاگ نکلا۔۔۔۔۔بندر۔۔۔۔۔۔بی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔اور سارم کی روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔سارم صبح نو بجے آفس جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

عیسیٰ کا چھوٹا بھائی بھی آچکا ہے۔۔۔پاکستان۔۔۔ایک شخص نے آکر کہا۔۔۔۔کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔۔ہارون پاکستان آیا ہے۔۔۔۔منظور خان نے کہا۔۔۔۔۔۔جی وہ عیسیٰ نکاح کر چکا ہے۔۔۔۔۔کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔منظور خان اپنی نشست چھوڑ کر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔تو وہ سائرہ بانو کی جگہ کسی اور دے سکتا ہے مجھے تو حیرت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔سر جھٹکا مجھے بھی لگا تھا مگر یہ سچ ہے۔۔۔۔۔لڑکی کون ہے

جانتے ہو۔۔۔۔مقابل نے سوال کیا۔۔۔۔۔نہیں سر بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اسنے نکاح کر

لیا ہے۔۔۔۔۔اچھا اب جاؤ یہاں سے منظور خان نے کہا۔۔۔اور دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا

۔۔۔۔او تو کیا میرے بھتیجے دوبارہ دل لگا بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔چلو اسکو تو صرف ملک سے باہر بھیجا تھا

۔۔۔اسکو دنیا سے باہر بھیج دونگا۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ کمینگی جھلکتی آنکھوں سے مسکراتا چلا

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

زرینہ زرینہ بیٹا کہاں ہو۔۔۔۔وہ روم میں اسے دیکھنے لگی۔۔۔تو زرینہ نے انہیں دروازے سے

آواز دی بی جان یہاں ہو۔۔۔۔اسنے وہی اپنا پرانا حلیہ کیا ہوا تھا۔۔۔جینز اور شرٹ پہنا

تھا۔۔۔۔۔جو اسنے نکاح کے جوڑے کے ساتھ ہی لیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا میری جان تم

ادھر سے کیوں آرہی ہو۔۔۔۔انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔۔وہ عیسیٰ نے مجھے کمرے سے باہر نکال دیا

تھا۔۔۔۔۔زرینہ نے بی جان سے کہا۔۔۔تو انکے چہرے پر ناگواری ابھر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔میں

اس سے بات کروں گی یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے کیا۔۔۔۔۔کہ اپنی زوجہ کو ایسے در در کی ٹھوکریں

کھانے کو چھوڑ دے وہ۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے بھی سر ہلا دیا۔۔۔۔۔۔آؤ تمہیں کسی سے ملوانا ہے

مجھے۔۔۔۔۔بی جان کمرے سے باہر تو وہ بھی انکے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔ہارون فریش ہو چکا

تھا۔۔۔۔۔اب وہ صوفے پر بیٹھا ملازمہ کا سر کھا رہا تھا۔۔۔اور جوس پی رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ جوس ایسے بنتا ہے کچھ آتا ہے بھی ہے تم کو۔۔۔۔۔۔ تم سے اچھا تو میں بنا لیتا ہوں جوس۔۔۔۔۔۔ وہ منہ بنا کر ملازمہ کے کاموں میں نقص نکال رہا تھا۔۔۔۔۔۔ بیٹا جان بخش دو اسکی۔۔۔ جاؤ تم جا کر چائے بناؤ۔۔۔۔۔بی بی جی کے لیے۔۔۔۔۔ شائستہ کو بی جان فرشتہ لگی وہ فورن وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی اسکی اسپیڈ پر زرینہ کے لبوں پر بھی ہنسی گزری۔۔۔۔۔۔ ہارون نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ تو سامنے زرینہ اور بی جان کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔ او بھابھی جی۔۔۔۔۔۔ وہ کھڑا ہو کر انکی جانب آیا۔۔۔۔۔ مگر زرینہ کو جینز اور شرٹ میں دیکھ کر اسکا منہ کھل گیا۔۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔ تو زرینہ اور بی جان دونوں نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ سوال بی جان نے کیا۔۔۔۔۔ آپ کیا بھائی کے دماغ سے واقف نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔ بیٹا کونسا یہ کہیں جا رہی ہے۔۔۔۔۔۔ اپنے گھر میں تو ہے۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ کو انکی باتیں سمجھ سے بالاتر لگی۔۔۔۔۔۔ تو وہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔ بی جان بھی اسکے برابر والی نشست پر۔ براجمان ہوئیں۔۔۔۔۔۔ جبکہ ہارون سامنے کی جانب بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔ بی جان اب دیکھیے نہ بھائی کی شادی ہو چکی ہے اب میرے لیے بھی کوئی لڑکی ڈھونڈ لے۔۔۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ مجھے زندگی بھر کنوارا رکھے گی آپ۔۔۔۔۔۔ بھابھی آپ ہی کوئی لڑکی تلاش کر لیں۔۔۔۔۔۔ بی جان تو کریں گی نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ زرینہ سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔۔ مگر زرینہ نے جواب میں صرف ہوں کہا۔۔۔۔۔۔۔ تو ہارون نے بھی آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔۔۔ لو بھئی میری تو قسمت میں ڈھنگ والے لوگ ہی نہیں۔۔۔۔

بھابھی سے کچھ امیدیں وابستہ تھیں وہ بھی بھائی کی طرح اکڑو نکلیں ہائے مجھ معصوم کا کیا بنے گا۔۔۔۔۔

اسنے مصنوعی روتی صورت بنائی۔۔۔بڑے آئے تم معصوم۔۔۔۔۔۔بی جان نے کہا تو زرینہ ہنس

دی۔۔۔۔۔۔ارے بھابھی ہنستی بھی ہیں۔۔۔۔۔ چلو شکرورنہ سارم بھائی کی طرح ہمیشہ منہ

پھلائے تو نہیں پھرتی ایسا لگتا ہے جیسے ابھی بولے گے تو منہ سے انگارا نکلے گا۔۔۔وہ منہ بنا کر بولا تو

زرینہ ہنس دی۔۔۔۔سچ میں اب کی بار وہ بولی تو بی جان نے اسے دیکھا۔۔۔۔بھابھی میری ٹیم

میں ہے اب دیکھیں میری ٹیم بھی بن گئی بڑا ساتھ دیتی تھی نہ آپ اپنے اس بیٹے کا۔۔۔۔۔۔

ہارون نے منہ بنا کر کہا تو بی جان اور زرینہ کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہیلو سر ہارون صاحب پاکستان میں ہیں۔۔۔۔کیا۔۔۔۔وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔جی

۔۔۔۔۔اور وہ ابھی گھر میں موجود ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ان پر میں نے مسلسل نظر رکھی ہوئی ہے۔۔۔۔

بجے کے قریب۔۔۔۔۔اور تم مجھے 12 سامنے والے آدمی نے کہا۔۔۔۔۔۔وہ کب آیا تھا۔۔۔۔۔یہی کوئی

اب بتا رہے ہو ہاں۔۔۔۔اس کام کے لیے رکھا ہے میں نے تمہیں وہ چینخا۔۔۔۔۔۔تمہیں معلوم

ہے تمہاری یہ غلطی کتنی بڑی ہو سکتی تھی۔۔۔اگر منظور خان کو پتا چل جاتا تو۔۔۔۔۔۔سر میں نے

آپ کو کال کی تھی مگر آپکا فون سوئچ آف تھا۔۔۔۔۔۔اسنے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔۔تو اسے یاد آیا کہ اسنے

خود ہی فون کو بند کیا تھا۔۔۔دفعہ ہو جاو۔۔۔۔یہ کہہ کر اس نے فون کو دیوار پر دے

مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور غصے سے چینخا تم جانتے ہو کہ تم نے کتنی بڑی غلطی کی ہے یہاں آکر اگر منظور خان نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔۔۔۔نہیں میں ایسا نہیں ہونے دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ گھر پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔۔وہ صوفے پر بیٹھی بی جان اور ہارون سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔نظر اسکے کپڑوں سے ٹکرائی تو غصہ چڑھ آیا وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ کس کام سے گھر آیا ہے۔۔۔۔۔وہ زرینہ کی جانب بڑھا اور اسکو بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے کھڑا کیا۔۔۔۔۔۔زرینہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔بیٹا یہ کیا۔۔۔۔۔بی جان کچھ بولنے ہی لگی تھیں مگر اس سے پہلے ہی وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔بی جان میں نے کہا۔ بھی تھا ہارون نے بی جان کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔تو وہ خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔یہ کیا بے ہودگی ہے ہاں اسنے کمرے میں آکر اسکو زمین پر پٹخ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ کے چہرے پر ڈر واضح تھا۔۔۔ککک کیا مطلب ؟؟؟ اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔یہ بے ہودہ کپڑے آئندہ کے بعد اگر تم نے پہنے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہجے میں وارننگ واضح تھی۔۔۔۔۔۔زرینہ کے ڈر کی جگہ اب غصے نے لے لی تھی۔۔۔۔۔۔وہ زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔تو تو کیا کریں گے آپ ہاں۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔۔۔

میں نہ آپکی غلام ہوں اور نہ ہی آپ کا اور میرا کوئی رشتہ ہے جو میں آپکے دیئے گئے حکم کی تعمیل کروں سمجھے آپ۔۔۔۔۔۔۔وہ غصے میں ناجانے کیا بول گئی اسے خود بھی پتا نہیں چلا۔۔۔۔۔۔بیوی ہو تم میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ قدرے چیخ کر بولا تو وہ تھوڑا سہم گئی۔۔۔۔۔مگر جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی۔۔۔۔۔۔نکاح میں ہو میرے۔۔۔۔بھول گئی کیا۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔اب جب تک تم اس رشتے میں ہو تب تک میرے ہر ایک حکم کی تعمیل کرو گی۔۔۔۔۔۔ابھی اور اسی وقت کوئی انسانوں والا جوڑا پہنو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔آپ سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔۔اور یہ غلط فہمی نکال دیں کہ میں اپنا لباس تبدیل کروں گی۔۔۔۔۔میرا جو دل چاہے گا جب دل چاہے گا میں وہ پہنو گی۔۔۔۔۔آپ کوئی نہیں ہوتے مجھ پر حکم چلانے والے وہ بنا ڈرے اتنا سب کچھ بول گئی۔۔۔۔۔سارم کو مزید طیش آیا۔۔۔۔۔بس بلکل چپ وہ اسکی آنکھوں میں اترتی آگ صاف دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔اگر چاہتی ہو نہ تم کے یہاں خیریت سے رہو تو وہ کرو جو میں کہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔مجھے ہاتھ اٹھانے پر مجبور نہیں کرو تم۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔تو کیا آپ عورتوں پر ہاتھ بھی اٹھاتے ہیں ہاں۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے طنز کیا تو اس نے ڈریسنگ پر پاس رکھی ٹیبل اٹھا کر دے ماری جس کی وجہ سے شیشہ کے ٹکڑے زمین پر گرے اور ایک ٹکڑا عیسیٰ کے ہاتھ میں جا لگا تو اسکے ہاتھ سے خون بہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ یہ کیا کیا آپ نے زرینہ نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔اب اگر تم نے آئندہ زبان

درازی کی نہ تو اگلی بار ٹیبل کی جگہ تم ہو گی۔۔۔۔۔۔اسنے غصے سے کہا۔۔۔۔مگر زرینہ کی نظر تو

ہاتھ سے بہتے خون پر تھی۔۔۔۔۔۔جو بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اسکے سامنے آئی اور اسکا ہاتھ

پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔بہت خون بہہ رہا ہے اس میں عیسیٰ اس نے پریشانی سے اسے

دیکھا۔۔۔۔۔اسکے منہ سے اپنا نام سن کر اسے دھچکا لگا کہ عیسیٰ نام تو بہت کم لوگ استعمال کرتے

تھے اسکا زیادہ تو سارم ہی بولتے تھے۔۔۔۔۔۔زرینہ بیٹا دروازا کھولو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔باہر سے بی جان کی

آواز آئی۔۔۔۔۔تو اسکی آنکھوں سے آنسوں نکلنے لگے۔۔۔۔۔۔اسنے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑوایا

۔۔۔۔۔آئندہ کے بعد کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔۔۔۔ایسے بے ہودہ کپڑے پہنے کی۔۔۔۔۔۔

اسنے بیڈ کی چادر کھینچ کر زرینہ پر ڈالی۔۔۔۔۔ابھی جاؤ اپنے کمرے میں اور انسانوں والے

کپڑے پہنو۔۔۔۔۔اتنا کہہ کر اسنے دروازا کھولا اور باہر چلتا چلا گیا۔۔۔۔۔بیٹا کہیں سارم نے

تم پر ہاتھ تو نہیں۔اٹھایا۔۔۔۔۔۔بی جان فورن کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔اسنے نفی میں سر

ہلایا۔۔۔۔۔۔بی جان عیسیٰ کے ہاتھ پر کانچ لگ چکا ہے۔۔۔اور انکے ہاتھ سے خون بہہ رہا آپ دیکھیں

انہیں۔۔جا کر۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں بھاگی اور بی جان کے دلائے گئے کپڑوں

سے ایک جوڑا نکالا اور چینج کرنے چلی گئی آنسو اب روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔حیا عورت کو مزید خوبصورت بناتی ہے۔۔۔۔۔۔۔❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

حیا کا تعلق ہمارے لباس سے لیکر ہمارے دل تک ہوتا۔۔۔۔۔۔۔جب تک ہماری روح میں

حیا نہیں تب تک ہمارے لباس خواہ پورے ہی کیوں نہ ہو کسی کام کے نہیں۔۔۔۔۔۔ پردہ صرف

یہ نہیں ہے کہ سر پر حجاب باندھ لیا۔۔ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تو ہے

بھرے مجمع میں اپ نے پردہ کر لیا۔۔۔۔۔۔ مگر اصل امتحان تو تنہائی میں ہے آپکی حیا کا

امتحان۔۔۔ کہ آپ کی تنہائی پاک ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ ظاہر میں تو بہت کم ہی گناہ ہوتے ہیں

۔۔۔ تنہائی بتائیں۔۔۔ خود کو تنہائی میں گناہ کرنے سے روکیں۔۔۔۔۔۔۔ ای مگر ظاہر بھی ضروری ہے

۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں دل میں خوف ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ ضروری نہیں حجاب ہو سر پر ہو۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ کیا اللہ نہیں جانتا کہ دل میں خوف کیسا ہوتا ہے۔۔۔ جب تک ظاہری پردہ

نہیں ہوگا دل میں پردہ کیسا آئے گا۔۔۔۔۔۔۔ تنہائیاں کیسے پاک ہونگی۔۔۔۔۔۔ ایک حیادار

عورت۔۔۔۔۔ ہزار بے پردہ عورتوں سے بہتر ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ امام حسین نے فرمایا۔۔ ایک عورت کا

پردہ کرنا شہید کے خون سے بھی افضل ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کو مسلم اور نان مسلم عورتوں کے بیچ

فرق بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ سورۃ الاحزاب

59 آیت نمبر

:ترجمہ

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۹﴾

(ترجمہ: فتح محمد جالندھری)

یہ میرے اللہ نے شناخت بنا دی ہماری۔۔۔ تبھی پوری دنیا میں پردے کا حکم مسلمان عورتوں کو ہے۔۔۔ کیونکہ وہ خاص ہیں۔۔۔ اور یہ ہی عزت کا باعث ہے ہمارے لیے۔۔۔۔۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم بھی خود کو خاص سمجھے اور پردہ کریں۔۔۔۔ کیونکہ میں نے پڑھا ہے۔۔ اگر عورت سے تعلیم چھین لی جائے تو جہالت نسلوں میں سفر کرتی ہے اور تعلیم کے نام پر اگر پردہ چھین لیا جائے تو بے حیائی نسلوں میں سفر کرتی ہے۔۔۔۔ اس لیے یہ دونوں چیزیں ایک عورت کے لیے ضروری۔۔۔ ہیں۔۔۔ اپنی اہمیت کو سمجھیں۔۔۔ دین کو سمجھیں۔۔۔۔۔ کسی شاعر نے بھی خوب کہا ہے

تجھے سجنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔۔

اے بنت حوا۔۔۔۔۔

تجھ پر سجتی ہے حیا بھی کسی زیور کی طرح۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا یہ کیا حرکت تھی۔۔۔۔۔بی جان نے سارم کے ہاتھ پر پٹی باندھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔بی جان آپ کو معلوم ہے اس نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔سارا غصہ اتر چکا تھا اب وہ بی جان کے کمرے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔بیٹا تم اسے آرام سے بھی منع کر سکتے تھے۔۔۔تم نے تو آکر ایسے غصہ نکالا جیسے وہ تمہاری بیوی نہیں تمہاری کوئی دشمن ہے۔۔۔۔۔۔۔بیٹا اب وہ تمہاری زمہ داری ہے۔۔۔۔اب اسکی ہر ضرورت کا خیال ہی تمہیں رکھنا ہے۔۔۔۔۔۔بی جان ایک تو آپ نے میری شادی کروادی اور اب چاہتی ہے کہ میں اسکے نکھرے اٹھاؤ۔۔۔۔۔۔آپکو معلوم ہے وہ کتنی بدزبان ہے۔۔۔۔۔زبان چلاتی ہے کتنی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہر وہ کام کرتی ہے جس سے مجھے چڑ ہے۔۔۔۔۔۔اس نے لہجے نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔اچھا تو تم نے جو کیا وہ ٹھیک ہے کیا۔۔۔۔۔بی جان نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکو اپنے کمرے سے نکال دیا۔۔۔۔ہاں اپنی بیوی کو پہلے ہی دن کمرے سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا۔۔۔۔۔۔تمہیں معلوم ہے ملازموں کو سامنے اسکا تماشہ بنا دیا تم نے۔۔۔۔۔۔بی جان یہ آپکو اس نے بولا ہے اس نے دانت پینچے۔۔۔۔۔۔دیکھو ابھی تم اتنا غصہ کر رہے ہو اسکے سامنے تو پھر نا جانے کونسے انگارے نکالو گے۔۔۔۔بی جان۔۔۔۔۔اس نے انکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔بھئی آپ مجھ سے کوئی خیر کی امید نہیں رکھیں۔۔۔۔۔۔مجھے نفرت ہے اس سے بس۔۔۔۔۔اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو میرے دل میں تھوڑا نرم

گوشہ ہوتا مگر اسکے لیے کوئی امید۔ بھی نہیں ہے۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا۔ وہ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ سارم دیکھو کوئی بھی مسلہ ہو اسے باہر سب کے سامنے تماشہ نہیں بنانا۔۔۔۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپائے رکھتے ہیں مگر ابھی پہلے ہی دن تم لوگوں۔ نے جنگ کرلی ہے۔۔۔۔۔۔۔ جی بی جان۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ کمرے سے باہر آیا۔۔۔۔۔ عجیب تماشے ہیں یار پہلے زبردستی سر باندھ دیا اور اب انکے نخرے برداشت کرو۔۔۔۔ افففف اسنے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔ ہارون کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسنے بلیک رنگ کی فروک پہنی تھی جس پر چوڑی دار پاجامہ پہنا تھا اور بالوں کو چوٹی میں قید کیا سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا۔۔۔۔۔۔ اسنے شرٹ دیکھی جس پر خون کے نشان واضح تھے۔۔۔ کیا اسکا ہاتھ ٹھیک ہو گا۔۔۔۔۔ اسنے سوچا۔۔۔۔ جیسا بھی ہو مجھے کیا اسنے ہاتھ میں پکڑی شرٹ بیڈ پر پھینکی۔۔۔۔۔ بیبی جی آپکو بی جان بلا رہی ہیں۔۔۔۔ سامنے کھڑی ملازمہ نے کہا۔۔۔۔ اچھا جاؤ میں آتی ہو۔۔۔۔ اسنے کہا ملازمہ سر ہلاتی ہوئی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم کس اجازت آئے ہو یہاں ادھر۔۔۔۔۔۔ سارم چینختا۔۔۔۔۔ بھائی ایک تو آپ ہر وقت غصے میں رہتے ہیں حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ بھئی دس سالوں سے اپنے وطن سے دور ہوں گھر والوں سے دور ہوں

۔۔۔۔۔کبھی ملنے ہی نہیں آنے دیتے آپ۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم بھی ہے وہ لوگ کیا کریں گے اگر انہیں

معلوم ہوا کہ تم یہاں ہو۔۔۔۔۔۔سارم نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔بھائی وہ لوگ کر بھی کیا سکتے ہیں

۔۔۔۔۔اب چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔۔۔۔ہارون اب تم ہی ہوں جو مجھے بی جان کے بعد سب سے

زیادہ عزیز ہو۔۔۔۔۔اب غصے کی جگہ محبت نے لے لی تھی۔۔۔۔۔۔تو وہ کسی معصوم بچے کی طرح اسکے

گلے لگ گیا۔۔۔۔۔بھائی مجھے بھی آپ اور بی جان کے علاوہ کوئی عزیز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا

یہ بتاؤ واپسی کب تک ہے۔۔۔۔اس نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔کوئی واپسی نہیں ہے اب میں

یہیں رہوں گا آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے میں تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا پھر تم

بول رہے ہو۔۔۔۔کل کی فلائٹ سے واپس جاؤ۔۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔اسنے غیر یقینی سے

دیکھا۔۔۔۔۔۔کوئی بھائی نہیں اگر ضد کی نہ تو مار بھی پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا کچھ مہینے تو رہنے دیں

اسنے بے چارگی سے کہا۔۔۔۔۔ایسے کوئی سین نہیں ہیں ایک ہفتہ بس اس سے نہ ایک

دن زیادہ نہ ایک دن کم۔۔۔۔۔۔بس سارم یہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

میں اندر آ سکتی ہوں اسنے دروازا کھٹکھٹایا۔۔۔۔۔۔آؤ میری بچی۔۔۔۔۔۔بی جان نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی بی جان۔۔۔۔۔اسنے کہا تو بی جان اسکے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔۔بیٹا مجھے بہت خوشی

ہوئی کہ تم نے سارم کی بات رکھی۔۔۔۔۔بیٹا زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے تم کچھ اس کی بات رکھو وہ

کچھ تمہاری بات رکھے تھوڑا تم برداشت کرو تھوڑا وہ کرے۔۔۔۔۔بی جان نے اسے سمجھانے والے انداز

سے کہا۔۔۔۔بی جان لیکن مجھے عیسی سے ایسی کوئی امیدیں وابستہ نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔میں نے جس

دن سے عیسیٰ کو دیکھا ہے ہمیشہ اکڑو اور بدتمیز دیکھا ہے۔۔۔۔جنکو صرف اپنی زات کی پرواہ ہے

دوسروں کی زات انکی خواہشیں تو انکے لیے بے معنی ہیں۔۔۔۔۔کیا تم عیسیٰ کو پہلے سے جانتی ہو۔۔۔بی

جان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔جی دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں ان سے میری۔۔۔۔۔۔امیں

نے آپکو بتایا تھا مجھے ایک شخص نے ان گنڈوں سے بچایا تھا اور ہاسپٹل پہنچایا تھا وہ اور کوئی نہیں

عیسیٰ تھے۔۔۔۔۔۔اس نے نظریں نیچے ہی رکھی۔۔۔۔۔کیا عیسیٰ نے تمہیں بچایا تھا۔۔۔۔۔جی

زرینہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔اس سے یہ ثابت ہوتا کہ وہ تم سے نفرت نہیں کرتا

نہ ہی وہ دل کا برا ہے مگر ماضی کی کچھ حادثات نے اسے ایسا بنا دیا۔۔۔۔۔ورنہ جس عیسیٰ کو

میں جانتی تھی وہ اس سے بہت مختلف تھا۔۔۔اسکے چہرے سے مسکراہٹ ایک پل کے

لیے نہیں جاتی تھی خود بھی خوش رہتا اور سب کو بھی ہنساتا رہتا تھا وہ۔۔۔۔لیکن اب اسکی

مسکراہٹ دیکھے صدیاں بیت گئی۔۔۔وہ کبھی دل سے خوش نہیں ہوتا اب۔۔۔۔۔۔ایسا کیا ہوا تھا

انکے ماضی میں۔۔۔۔۔سوال زرینہ کے جانب سے تھا۔۔۔۔۔۔بیٹا یہ تمہیں وقت کے ساتھ

پتا چل جائے گا۔۔۔۔۔۔لیکن ابھی تم اپنی ازدواجی زندگی پر دھیان دو۔۔۔۔۔عیسیٰ کو سمجھنے کی کوشش

کرو۔۔۔۔۔۔کیونکہ اب عیسیٰ ہی تمہارا نصیب ہے۔۔۔۔۔۔۔اور جو ہوا اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر

قبول کرلو۔۔۔۔۔۔بی جان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔بی جان وہ تو میں بہت پہلے ہی

قبول کر چکی ہوں۔۔۔۔۔۔۔یہ کہتے ہوئے وہ واپس اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔۔۔۔۔۔

ناحاصل ہو رہا ہے نہ وہ گم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

وہ شخص کتنا محبوب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے نو بج چکے تھے۔۔۔وہ رات کے کھانے سے فراغت کے بعد بی جان کے کہنے پر دوبارہ

سارم کے کمرے کی جانب گئی۔۔۔۔۔۔کمرے کی جانب پہنچ کر قدم رک گئے۔۔۔اب

ناجانے انکی کونسی کڑوی کسیلی بات سننے کو ملے۔۔۔۔اسنے آنکھیں میچ کر کہا۔۔۔اور ہمت کر کے

دروازے پر دستک دی۔۔۔۔۔پہلی دستک پر دروازا کھول دیا گیا۔۔۔۔۔۔وہ دروازا کھول کر دوبارہ لیپٹاپ کی

جانب بڑھا۔۔۔ہاں لے جاؤ چائے کا کپ۔۔۔۔ثمرہ۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔اسنے حیرت

سے دیکھا۔۔۔تو وہ جھٹ سے پیچھے مڑا۔۔۔۔میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ ادھر آنے سے وہ

غصے میں چل کر اسکے پاس آیا۔۔۔۔زرینہ کا دل چاہا کہ کھری کھری سنادے مگر دل میں

بی جان کی کہی بات تھی۔۔۔۔وہ مجھے بی جان نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔اسنے نظریں نیچے کرتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔۔تو سارم کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔اففف اب بی جان کیا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔وہ زیر

لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔تو صبح والی باتیں اسکے زہن میں آئیں۔۔۔۔۔۔اب شکل کیا دیکھ رہی ہو دروازا

بند کرو۔۔۔۔۔وہ زرینہ پر چینخا۔۔۔۔۔۔جی جی زرینہ نے حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔۔آج سے تم اس صوفے پر سو گی اس نے صوفے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔۔مگر مجھے صوفے پر سونے کی عادت نہیں ہے۔۔۔زرینہ نے کہا۔۔۔۔جس پر عیسیٰ نے جلی ہوئی مسکان اسکی جانب اچھالی۔۔۔۔

اب عادت ڈال لو۔۔۔میں کوئی تمہارے نخرے پورے کرنے نہیں بیٹھا ادھر۔۔۔۔۔۔ چپ چاپ یہ تکیہ لو اور وہاں لیٹ جاؤ۔۔۔۔ورنہ زمین پر سونا پڑے گا۔۔۔۔تمہیں یہ کہتا ہوا وہ لیپٹاپ کی جانب آیا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے بامشکل اپنا غصہ قابو میں لایا اور پاؤں پٹختے ہوئے صوفے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو۔۔۔کہاں پھنس گئی وہ بڑبڑاتی ہوئی صوفے پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔سارم نے ساری لائٹ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔۔۔۔تو جو پہلے ہی غصے میں تھی اب اور غصے میں آ گئی۔۔۔۔۔عیسیٰ مجھے اندھیرے میں نیند نہیں آتی ہے آپ لائٹ آن کر دیں پلز۔۔۔۔چپ کر جاؤ ورنہ گھر سے باہر پھینک آؤ گا ۔۔۔اس نے بس اتنا کہا۔۔۔۔تو وہ بھی ڈر گئی۔۔۔۔۔پتا نہیں کیسا انسان ہے عجیب۔۔۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔۔۔اگر مجھے گالیاں دینے سے فرصت مل گئی ہو تو چپ ہو جاؤ عیسیٰ نے کہا تو وہ چونک گئی۔۔پکا یہ کوئی عام انسان نہیں ہے اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔یااللہ میری حفاظت کریں۔۔۔۔یہ کہہ اسنے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

نیند تو اسے رات بھر نہیں آئی فجر ہونے کو آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے سوچا کیوں نہ بی جان کے پاس چلی جائے وہاں اسے بہت سکون ملتا تھا۔۔۔ اسلیے بی جان کے پاس جانے کی غرض سے وہ اٹھی اور اپنا دوپٹہ لیے نیچے بی جان کے کمرے کی جانب آ گئی۔۔۔۔ دروازہ ہلکا کھلا تھا۔۔۔ اور فون پر قرآنی آیات لگی ہوئی تھی۔۔۔ ترجمے کے ساتھ۔۔۔۔ پڑھنے والے کی آواز میں کافی درد تھا جو اسے اسکی جانب متوجہ کر گیا۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو بی جان سامنے بیٹھی آیت کو بغور سن رہی تھی۔۔۔ وہ بھی انکے برابر میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ تو وہاں سورۃ مدثر کی تلاوت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔ تو وہ بھی بغور اسے سننے لگی۔۔۔۔۔۔

﴿۴۲﴾ مَا سَلَکُمْ فِیْ سَقَرَ

﴿۴۲﴾، تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی

(کنزالایمان :ترجمہ)

﴿۴۳﴾ قَالُوْ الَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ

﴿۴۳﴾، نماز نہ پڑھتے تھے (ف ۳۰) وہ بولے ہم

(کنزالایمان :ترجمہ)

﴿۴۴﴾ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ

﴿۴۴﴾ (ف ۳۱) اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے

(کنزالایمان :ترجمہ)

﴾۴۵﴿ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ

﴾۴۵﴿،اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے

(کنزالایمان :ترجمہ)

﴾۴۶﴿ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ

﴾۴۶﴿، جھٹلاتے رہے (ف ۳۲) اور ہم انصاف کے دن کو

(کنزالایمان :ترجمہ)

﴾۴۷﴿ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ

﴾۴۷﴿،یہاں تک کہ ہمیں موت آئی

(کنزالایمان :ترجمہ)

یہ آیتیں اسکو کانوں میں پڑی تو اسے احساس ہوا کہ وہ بھی تو نماز نہیں پڑھتی۔۔۔کیا وہ بھی ان میں شامل ہو گی۔۔۔۔اس سوچ نے اس پر ایک عجیب کیفیت طاری کر دی۔۔۔۔ٹانگیں کپکپانے لگی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔۔۔۔اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ قدم کو اپنے کمرے تک لے جا سکے۔۔۔۔۔۔اس اپنی زندگی کے بائیس سال ضائع کر دیئے۔۔۔وہ ہمت کر کے اٹھی اور بی جان سے بنا پوچھے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔جب کمرے میں پہنچی تو دروازا بند کر دیا۔۔۔۔

قدم ساتھ دینے انکاری ہو گئے تو وہ زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔کیا اتنے سال اسنے جو زندگی گزاری وہ

دھوکہ تھا۔۔۔۔۔آنکھوں سے آنسوں روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دے میرے اللہ۔۔۔وہ

بامشکل بول پائی اور دوبارہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔۔۔پھر اپنے قدم گھسیٹتے باتھ روم کی جانب

گئی۔۔۔۔۔اور وضو بنایا۔۔۔۔۔نماز پڑھنا اس نے اپنی اسلامیات کی ٹیچر سے سیکھا تھا

۔۔۔۔۔۔۔آج زندگی میں پہلی بار وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔پاوں میں کپکاہٹ

واضح تھی۔۔۔۔۔اس نے نماز کی نیت باندھی۔۔۔۔۔ایک آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔۔۔اسے ایسا

سکون زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔۔آنسو ابھی بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔جب رکوع میں

گئی تو اپنے کئے گناہ یاد آئے تو۔۔۔۔رونے لگی۔۔۔۔۔پھر سجدے میں گئی۔۔۔۔تو ایسا محسوس ہوا جیسے

رحمتوں کی بارش اسپر ہو رہی ہو اس نے کبھی خود کو ایسا محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے ایسا

محسوس ہو رہا تھا کہ زندگی بھر کر سکون اسے میسر ہے وہ۔دلی سکون جسکی تلاش میں وہ تھی آج اسے

مل گیا تھا۔۔۔۔۔۔یا اللہ اپنی اس نافرمان بندی کو معاف کر دے وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔

روتے روتے اسکی ہچکیاں بندھ گئی۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں میرے اللہ میں جانتی ہو

میں بہت گناہگار ہوں مگر آپکی رحمت تو میرے گناہوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے معاف کریں۔۔۔۔۔۔وہ سجدے میں سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔۔جب پیچھے سے کسی کی آواز

آئی یہ لو پانی پی لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے سامنے دیکھا تو بی جان کھڑی تھی وہ بھاگ کر انکے

پاس آئی۔۔۔۔۔بی جان کیا اللہ مجھے معاف کر دیں گے میں بہت بری ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

زندگی میں مصیبتیں ہمیں کچھ سیکھانے آتی ہے۔۔۔۔ہمارا اللہ تو ہم سے بہت محبت کرتا ہے تو وہ ہمیں

مصیبت میں کیوں ڈالتا ہے۔۔۔۔وہ اس لیے کیونکہ وہ ہمیں کچھ سمجھانا چاہ رہا ہے۔۔۔کہ کوئی ایسی

چیز ہے جو ہم سے چھوٹ رہی ہے کوئی ایسا نیک کام ہے جو ہم نہیں کر پا رہے یا کوئی ایسا گناہ ہے جو ہم

نہیں چھوڑ رہے۔۔۔۔۔اس دنیا کی سب سے مہنگی چیز ہی ذہنی و دلی سکون ہے ہم اسے ہر جگہ

ڈھونڈتے ہیں۔۔۔یہاں تک کہ دواؤں تک آجاتے ہیں مگر مسجد نہیں جاتے۔۔۔۔جہاں

اسکا علاج ہے کیونکہ سکون اللہ کی یاد میں ہے صرف۔۔۔۔

اور اگر ہم صاحب ایمان ہونے کے باوجود ......نماز دنیا اور آخرت کے خزانوں کی چابی ہے

نماز نہیں پڑھتے تو یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔۔۔۔کیونکہ نماز ہی ہے جو مومن اور کافر میں

فرق کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو ایک بار اللہ کے آگے جھک جاتا ہے اللہ اسے پھر دنیا میں

کسی کے آگے جھکنے نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔ہم سوچتے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جب

اللہ ناراض ہوتا ہے تو روٹی نہیں چھینتا سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے۔۔۔۔۔۔کیا ہم نے کبھی سوچا ہے

کہ کس منہ سے جائے گیں روز محشر میں۔۔۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری

ایام میں بھی یہی فرمایا تھا کہ ۔۔۔۔ اے میری امت نماز نہ چھوڑنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر کیا ہم نماز پڑھتے ہیں کس منہ سے جائے گیں ہم حوض کوثر پر ۔۔۔۔۔ کیا انکے بتائی گئی راہ پر چلے ہم ۔۔۔۔۔۔ ہم تو بکھر گئے ۔۔۔۔ ایک دوسرے نفرت اور حسد میں ۔۔۔۔۔ کیا صرف منہ سے کہہ دینا آسان ہے کہ میں مسلمان ہوں ۔۔۔ کیا ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم جنت میں ایسے داخل ہو جائے گے ۔۔۔۔۔۔ غور کرنا ہو گا ہمیں اپنے اپ پر تا کہ آنے والی نسلیں ہماری ایک بہتر معاشرہ پا سکے ایک سچے مسلمان بن سکیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

گونگی ہو گئی آج زباں کچھ کہتے کہتے

ہچکچا گیا میں خود کو مسلماں کہتے کہتے

یہ بات نہیں کہ مجھ کو اس پر یقیں نہیں

بس ڈر گیا خود کو صاحب ایماں کہتے کہتے

توفیق نہ ہوئی مجھ کو اک وقت کی نماز کی

اور چپ ہوا موزن اذاں کہتے کہتے

کسی کافر نے جو پوچھا کہ یہ کیا ہے مہینہ

شرم سے پانی ہوا میں رمضاں کہتے کہتے

میرے شیلف میں جو گرد سے اٹی کتاب کا جو پوچھا

میں گڑھ گیا زمیں میں قرآں کہتے کہتے

یہ سن کہ چپ سادھ لی اقبال اس نے

یوں لگا جیسے رک گیا ہو مجھے حیواں کہتے کہتے

نہیں بیٹا ایسے نہیں بولتے تمہیں معلوم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر کی امید کرتا ہے

نہ تو وہ اسے اسکے گناہوں کا احساس دلا کر توبہ کی جانب لاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ توبہ کی توفیق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

إذا تلقّاني عبدي بشِبر، تلقَّيتُه بذِراع، وإذا تلقَّاني بذراع، : إنَّ اللهَ قال » : مرفوعاً -رضي الله عنه- عن أبي هريرة

. «تلقَّيتُه بباع، وإذا تلقَّاني بباع أتيتُه بأسرع

[.رواہ مسلم] - [. صحیح]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا" : نے فرمایا ﷺ ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں

اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور جب وہ میری طرف چار ہاتھ بڑھتا ہے تو میں تیزی سے اس کی طرف بڑھتا ہوں۔" یعنی میرا اللہ چاہتا ہے ہم اس سے توبہ کریں وہ ہمیں معاف کر دے گا۔۔۔۔۔ نیک کام کرنے کی صرف کوشش ہی کر لو۔۔۔ وہ کوشش پر بھی تمہیں ثواب دے گا۔۔۔ مگر نیت خالص اللہ کے لیے ہو۔۔۔ اس میں کھوٹ یا ریاکاری نہ ہو۔۔۔۔۔۔ یعنی وہ میرا اللہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ تو بڑا غفور الرحیم ہے۔۔۔۔ اللہ نے سورۃ الزمر میں ارشاد فرماتا ہے اپنے ان بندوں کے لیے جو گناہ کر بیٹھے ہیں اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ان کے لیے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ توبہ کے دروازے ابھی بھی انکے لیے کھلے ہیں۔۔۔ اور آگے میرا اللہ اپنی رحمت کے بارے میں بھی بتاتا ہے کہ وہ کتنا بخشنے والا ہے وہ کتنا مہربان ہے۔۔۔۔۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (53)

کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر 53)

وہ تو جانتا ہے نیتیں بھی وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس سے کچھ پوشیدہ نہیں اگر تم سچی توبہ کروگی تو ضرور اللہ تم کو معاف کردے گا۔۔۔۔بی جان نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوا کہا۔۔۔۔۔۔۔اسکے آنسوں میں کمی آئی۔۔۔۔بی جان میرا اللہ کتنا مہربان ہے مجھ پر مگر میں ظالموں میں سے ہوں میں نے کبھی اسلام کے احکامات کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ مجھے نفرت ہوتی ہے خود سے کے اتنے سال میں نے غفلت میں گزارے۔۔۔۔۔اپنے اللہ شکر ادا نہیں کیا اسکی رحمتوں کا اسکی نعمتوں کا۔۔۔ میں بہت بری ہوں بی جان۔۔۔۔۔۔پر اللہ تعالیٰ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے توبہ کرلی ہے اپنے رب سے اب میں اسکے ہر احکام پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔۔۔ مگر اگر میں پھر بھٹک گئی بی جان تو۔۔۔اسنے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔اللہ سے دعا کرنا کہ وہ تمہیں کبھی بھٹکنے نہ دے۔۔۔وہ ہمیشہ تمہیں تمہاری۔ توبہ پر ثابت قدم رکھے۔۔۔۔۔ آمین دونوں نے ساتھ آمین کہا۔۔۔۔بی جان آپ مجھے اسلام کے بارے میں مزید بتائیں تاکہ میں اسکے احکامات پر عمل پیرا ہوسکوں۔۔۔۔اس نے بی جان کی جانب دیکھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔کیوں نہیں میری بچی۔۔۔۔ جب دل چاہے تم میرے پاس آجاؤ جو پوچھنا ہو۔۔۔۔۔ عورت پر سب سے زیادہ حق شوہر کا ہوتا ہے۔۔۔ تم اسکی فرمانبرداری کرو۔۔۔ حجاب کرو۔۔۔ خود کو پنہا کرلو۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نمائش کے لیے نہیں بنائی بنت حوا تم بہت خاص ہو۔۔۔۔۔ تبھی میرے اللہ نے تمہیں پردے کا حکم دیا

۔۔۔۔کیونکہ قیمتی چیزوں کو ہی دوسروں کی نظروں سے چھپایا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔مگر افسوس یہاں فیشن کے نام پر کیا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔عورت کی زیب وزینت بناؤ سنگھار سارا کا سارا صرف شوہر کے لئے ہے۔اس عورت پر دوزخ کا عذاب ہوگا۔جو گھر شوہر کے دکھانے کے لئے کپڑے ہی نہ بدلے وہی پرانے میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ پھرتی رہے اور جب باہر جانے کا وقت آئے خواہ شادی بیاہ، شاپنگ، کسی کے گھر جانا ہو یا کوئی کلچر فنکشن ہو تو پھر وہ نہائے دھوئے، شاندار کپڑے بھی پہنے، خوشبو لگائے۔۔۔۔یہ سب کس کے لیے اس شوہر کے لیے تو نہیں ہے جسکے لیے اللہ نے حلال قرار دیا ہے پھر ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔بی جان کی بات سے اسے کچھ محسوس ہوا۔۔۔۔وہ سہی کہہ رہی تھی۔۔۔۔عیسیٰ جیسا بھی ہے اسکا شوہر ہے۔۔۔۔۔اب اسکے علاوہ کسی کا خیال دل میں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے اسکی عزت کرنی چاہیے اگرچہ میں اس سے محبت نہیں کرتی تو اس نے خود سے عہد لیا کہ وہ اب ایسی کوئی بات نہیں کہے گی جس سے اسے تکلیف ہو۔۔۔۔۔۔۔میری بچی تمہیں بھوک لگی ہوگی چلو ناشتہ کر لیتے ہیں جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں نیچے ناشتے پر تمہارا ویٹ کر رہی ہو۔۔۔۔۔یہ کہتی ہوئی وہ نیچے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔جبکہ وہ بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔۔۔اسنے کبھی نہیں سوچا تھا ایسا سب ہوگا۔۔۔۔اور اسے ہدایت مل جائے گی۔۔۔۔۔آج وہ سچ میں پرسکون اور خوش تھی۔۔۔۔۔

اسے آج کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔وہ ہمیشہ سے ہی جس سکون کی تلاش میں تھی۔۔۔۔۔آج اسے حاصل تھا۔۔۔۔۔۔

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

وہ فریش ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔گولڈن فروک کے ساتھ بلیک حجاب کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔سارم بھی آج جلدی اٹھ چکا تھا۔۔۔اسے آج کسی اہم میٹنگ میں جانا تھا۔۔۔۔تبھی وہ وقت سے پہلے اٹھ چکا تھا اب وہ بھی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھا۔۔۔ہارون دیر سے اٹھنے کا عادی تھا اسی لیے سو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔آپ چائے لینگے۔۔۔۔۔۔اس نے سوال کیا۔۔۔لہجہ شریں تھا۔۔۔۔تو عیسیٰ بھی حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ہمم اسنے مختصر سا جواب دیا۔۔۔تو اسنے اٹھ کر چائے سرو کی۔۔۔۔۔یہ زہر اگلنے والی ناگن آج شہد منہ میں لیے پھر رہی ہے خیریت وہ منہ میں بولا۔اور ناشتے سے فارغ ہو کر اٹھا تو وہ سامنے بیگ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔یہ آج کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔۔اسے مزید حیرانی ہوئی اور دل میں سوچا۔۔۔۔وہ اسے دروازے تک چھوڑنے آئی۔۔۔وہ کب سے اسکی یہ حرکتیں نوٹ کر رہا تھا آخر اسے برداشت نہ ہوا تو کہہ دوڑا۔۔۔۔۔۔یہ سب کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔یہ کونسی ایکٹنگ شروع کر دی اب تم نے۔۔۔۔دیکھو یہ فضول کی ڈرامے بازی بند کرو۔۔۔۔۔اور میرے سر پر ایسے مسلط مت ہو عجیب۔۔۔۔وہ کوفت کھانے والے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔جس پر زرینہ مسکرائی۔۔۔۔۔یہ میرا

فرض ہے بس میں وہ ہی پورا کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وجہ سے میں کوئی گناہ کے زمرے میں آجاؤ۔۔۔۔۔۔ اپنی توقع سے برعکس جواب سن کر وہ چونکا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ وہ جواب میں بد تمیزی کرے گی مگر ایسا کچھ نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ آج سارم کے گھر جانا ہے سارم نے ڈسکشن کے لیے بلایا ہے مجھے منظور خان کے آدمیوں کے متعلق اگر تم بھی میرے ساتھ آؤ گے تو مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔۔ حمزہ نے کہا۔۔۔۔ میں کیا کروں گا ادھر جا کر حمزہ۔۔۔۔ وہ سارم مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔۔۔۔۔۔ شاہ نے کوفت سے کہا۔۔۔۔۔۔ چلو ہو سکتا ہے زرینہ۔کے لیے بھی کوئی سوراخ مل جائے کیونکہ وہاں ایک لڑکی اور بھی موجود تھی خاور کے مطابق۔۔۔۔ زرینہ کے نام سے شاہ چونکا۔۔۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ تم آو تو سہی تفصیلات وہیں ڈسکس کریں گے۔۔۔۔۔۔۔ اچھا میں ابھی آتا ہوں۔۔۔۔۔ شاہ نے بے صبری سے کہا تو۔۔۔۔ حمزہ نے بھی اجازت دی۔۔۔۔۔۔۔

تیرے زکر پر بھی جی اٹھتے ہیں ہم۔۔۔۔۔۔۔

سوچ تجھ سے ملاقات کی تڑپ کیا ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔۔۔ہال میں سارم شاہ اور حمزہ موجود تھے۔۔۔۔شاہ کو دیکھ کر سارم کے چہرے پر صاف ناگواری تھی جو شاہ نے محسوس کی۔۔۔۔۔میں چلتا ہوں آپ لوگ باتیں کریں یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور باہر کی جانب آیا۔۔۔۔۔۔ثمرہ جو تیزی میں آ رہی تھی شاہ سے ٹکر کھا کر گری۔۔۔۔۔۔افف۔۔۔۔۔ایک بی بی جی نے پہلے ہی اتنا کام بولا ہوا۔۔۔۔۔۔اب ایک اور کام۔۔۔۔اسکے ہاتھ سے چائے کے کپ گر چکے تھے۔۔۔۔۔۔ثمرہ ایک کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتی تم اس نے پیچھے سے آکر آواز دی۔۔۔۔شاہ جو اپنی شرٹ صاف کر رہا تھا جو چائے گرنے کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔اسکی آواز سن کر ہاتھ وہیں رک گئے جہاں تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکی آواز پہچان چکا تھا۔۔۔۔۔۔زرینہ بیٹا یہ میری عینک نہیں مل رہی تم بتا دو تم نے کہیں دیکھی ہے تو۔۔۔۔بی جان کی آواز پر وہ بی جان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ شاہ کو نہیں دیکھ سکی کیونکہ شاہ پلر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ تم یہاں ہو۔۔۔۔کیا مجھے اس سے ابھی بات کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔اگر وہ زرینہ نہ ہوئی تو۔۔۔۔۔۔نہیں یہ زرینہ ہی کی آواز ہے۔۔۔۔۔۔لیکن وہ یہاں کیا کر رہی ہے اور کیسے آئی ادھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت سے سوال شاہ کے دماغ میں پناہ گزیر ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔

سنو یہ واشرم کہاں ہے تم نے میری پوری شرٹ خراب کر دی۔۔۔۔۔شاہ نے رکنے کا

بہانہ ڈھونڈا۔۔۔۔۔۔وہ صاحب معاف کر دیں وہاں ہے سامنے بی جان کے کمرے سے تھوڑا

آگے۔۔۔۔۔۔۔آئیں میں آپکو واشرم دیکھادوں۔۔۔۔ثمرہ نے کہا۔۔۔۔۔۔نہیں تم رہنے دو۔۔۔۔

میں دیکھ لیتا ہو۔۔۔جاؤاب۔۔۔۔شاہ نے کہا۔۔۔۔۔تو ثمرہ نے بھی ڈور لگائی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ لیں

آپکی عینک بی جان۔۔۔۔۔۔اس نے پیار سے کہا۔۔۔۔۔میرا بیٹا خوش رہو تم ہمیشہ۔۔۔۔۔۔۔

میری بچی۔۔۔۔۔انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔بی جان اب میں چلتی ہوں وہ ثمرہ نے ساری

چائے گرا دی اگر وقت پر چائے نہ دی تو عیسیٰ ناراض نہ ہو جائیں گے۔۔۔۔۔اسکی اس بات

پر بی جان کے چہرے پر مسکان دوڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے بہت جلد خود کو ڈھال لیا ہے اس رشتے

میں۔۔۔۔کاش عیسیٰ بھی اس رشتے کی نزاکت کو سمجھے۔۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے سرد سی آہ

بھری۔۔۔۔۔۔۔بی جان جو ہوا وہ میرا نصیب تھا۔۔۔۔۔۔میں نے خود کو راضی کر لیا ہے اس

رشتے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس میں میرے اللہ کی رضا شامل ہے۔۔۔۔۔۔اس نے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔تو بی جان نے بھی اللہ سے شکر ادا کیا۔۔۔۔۔۔۔کہ زرینہ کے دل

میں تھوڑا سا نرم گوشہ سارم کے لیے پیدا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔جو سچ میں خوشی کی بات تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ

کمرے سے باہر نکلی تو شاہ نے اسے آواز دی زرینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔آواز وہ پہچان چکی تھی۔۔۔۔۔۔ابھی تو

ماضی کی قید سے باہر آنے کی کوشش میں لگی تھی کہ سامنے پھر ماضی آ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔قدم شاہ

کی آواز پر رک گئے۔۔۔۔۔۔دل میں ایک جنگ چھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیسے وہ شاہ کے سوالوں کا

جواب دیگی اگر اسنے بھی یہی سمجھا کہ میں نے اسے دھوکہ دیا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔ لیکن یہ باتیں بے معنی ہیں اب یہ زندگی عیسیٰ کے ساتھ جڑی جا چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب شاہ کے لیے اسکی زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا گیا۔۔۔۔۔۔ اور ہمت کر کے پیچھے کی جانب مڑی سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھی۔۔۔۔۔۔ اور لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے کسی معصوم بچے کو اسکا پسندیدہ کھلونا مل جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ڈور کر اسکے قریب آیا۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ تم یہاں ہو تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈا تھا۔۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے تم مجھ سے خفا ہو گی مگر۔۔۔۔۔ میں نے ایک پل بھی چین کی سانس نہیں لی۔۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے گھر آئی تھیں میں معافی مانگتا ہوں اپنے ڈیڈ کے رویے کی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب تمہیں کوئی کچھ نہیں بولے گا۔۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔۔ وہ ایک سانس میں سب بول گیا جیسے اگلے پل وہ غائب ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔ زرینہ جو اتنی ہمت جمع کیے مڑی تھی۔۔۔۔۔ سب ہمت اسکو ایسے روتا دیکھ پانی ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔ میں سارم کا شکریہ ادا کروں گا کہ اسنے تمہاری حفاظت کی۔۔۔ اب تم چلو میرے ساتھ۔۔۔۔ تمہیں اب کوئی گھر سے نہیں نکالے گا۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ باہر کی جانب جانے لگا۔۔۔۔ مگر زرینہ وہیں بت بنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ مڑا۔۔۔۔ اسنے ایک نظر زرینہ پر ڈالی۔۔۔۔۔ کیا ہوا زرینہ۔۔۔۔۔۔ چلو نا میرے ساتھ وہ حیرانی سے بولا

۔۔۔۔۔۔مگر زرینہ نے سر جھکالیا۔۔۔۔۔۔دیکھو اگر تم ڈیڈ کے رویے سے پریشان ہو تو میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔۔۔۔لیکن تم یہاں رہنے کی بجائے گھر چلو۔۔۔۔۔باقی باتیں وہاں کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔شاہ میر۔۔۔۔۔۔۔آواز میں لرزش واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔ہاں کہو۔۔۔۔۔۔اور یہ تم نے کب سے میرا پورا نام لینا شروع کردیا۔۔۔۔۔شاہ نے ٹوکہ۔۔۔۔۔۔میں آپکے ساتھ نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔چہرے پر حیرانی واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔مگر کیوں ایسا کیا ہوگیا ہے زرینہ۔۔۔۔۔۔۔اسنے خدشے والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔کہیں۔۔۔۔۔۔۔بات ادھوری چھوڑی گئی۔۔۔۔۔۔۔تو اسنے بات کا مفہوم سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ کو محسوس ہوا کہ اسکے سر پر سے کسی نے آسمان چھین لیا ہو۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر حیرانی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات تھے ۔۔۔۔۔۔اسکے قدم لڑکھڑائے نہیں ایسا نہیں ہوسکتا زرینہ تم تو صرف میری تھیں۔۔۔۔۔۔۔تم تو مجھ سے محبت کرتی تھیں۔۔۔۔۔یہ کیسے ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔کیا میری محبت پر تمہیں یقین نہیں تھا کیا تم نے حالات کے سامنے اتنی جلدی گھٹنے ٹیک دیئے۔۔۔۔۔۔۔نہیں زرینہ نہیں۔۔۔۔۔۔میں تمہیں کیسے کسی اور کا ہوتے دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسوں واضح تھے۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ میں زندہ نہیں رہ سکتا تمہارے بنا۔۔۔۔۔زرینہ کے آنکھ میں بھی ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا ۔۔۔۔۔۔۔شاہمیر آپ یہاں سے چلیں جائیں اور بھول جائیں کہ آپکی زندگی میں کوئی زرینہ نام

کی لڑکی بھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔۔بھول جاؤ۔۔۔۔تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ بھول جاؤ کیا یہ اتنا آسان ہے بھولنا۔۔۔۔۔۔۔تمہارے لیے ہوگا۔۔۔۔مگر میرے لیے نہیں۔۔۔۔۔میں بچپن سے آج تک صرف تمہیں چاہا ہے زرینہ۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کردیں شاہمیر۔۔۔۔۔۔آواز میں نمی واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسٹر شاہمیر۔۔۔۔۔۔عیسیٰ کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔۔۔۔اسے محسوس ہوا جیسے اب وہ اسے آکر زندہ نگل لے گا اسکے چہرے کا سفید پڑتا رنگ شاہمیر بخوبی دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔سارم اور حمزہ انکی جانب چلتے ہوئے آئے۔۔۔۔۔بی جان اپنے کمرے میں آرام کی غرض سے گئی تھیں وہ باہر ہونے والے معاملے سے بلکل بے خبر تھیں۔۔۔۔۔۔شاہمیر نے اپنے آنسوں پونچھے۔۔۔۔۔یس مسٹر سارم۔۔۔۔۔وہ مڑا۔۔۔۔۔۔زرینہ پر نظر گئی تو چہرے پر ناگواری اتر آئی۔۔۔۔لیکن خود کو کمپوز کیا۔۔۔۔۔۔۔اور چلتا ہوا چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لیے زرینہ کے برابر میں کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔۔حمزہ کا منہ حیرت سے کھل چکا تھا جبکہ شاہ نے نظریں زمین پر مرکوز کی ہوئیں تھی۔۔۔۔۔۔۔مسٹر شاہمیر اینڈ مسٹر حمزہ۔۔۔۔۔۔میٹ مائی بیوٹیفل وائف مسز زرینہ عیسیٰ سارم خان۔۔۔۔۔۔اسنے زرینہ کے کمر کے گرد بازو حائل کیے اور ہر لفظ چبا کر بولا۔۔۔۔۔۔جیسے سامنے کھڑے شخص کو باور کروا رہا ہو۔۔۔۔زرینہ عیسیٰ کی اس حرکت پر حیرت میں ڈوبی وہ جانتی تھی کہ وہ ایسا بس شاہمیر کو تکلیف دینے کے لیے کر رہا ہے۔۔۔۔۔کیا وہ سچ میں اتنا ہی برا تھا۔۔۔۔کہ دوسروں

کی تکلیف سے اسے خوشی ملتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے جب عیسیٰ جو زرینہ کے ساتھ دیکھا تو آنکھوں

کی رگیں اُبھری۔۔۔۔۔غصے سے مٹھی بنا کر ضبط کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت مبارک ہو آپکو

۔۔۔۔۔یہ کہتا ہوا وہ زرینہ اور عیسیٰ پر نفرت بھری نگاہ ڈالتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا

۔۔۔۔۔۔۔تھینکس۔۔۔۔۔عیسیٰ نے زور سے بولا تاکہ آواز اس تک پہنچ جائے۔۔۔۔۔۔حمزہ کو ابھی بھی

صورتحال کچھ سمجھ نہیں آئی تو وہ ایک نگاہ سامنے عیسیٰ کے ساتھ کھڑی زرینہ پر ڈالی جیسے اسے لالچی

اور بے وفا کا طعنہ دے رہا ہو۔۔۔۔۔مبارک ہو مسٹر سارم آپکو۔۔۔۔۔۔اور آپکو بھی۔۔۔۔مسز

زرینہ۔۔۔۔۔۔۔۔لہجے میں طنز واضح تھا یہ کہتا ہوا وہ بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ

بامشکل اپنے آنسوؤں پر ضبط رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔۔جبکہ ایک افسوس بھری نگاہ اپنے ساتھ کھڑے

شخص پر ڈالی جواب مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔جیسے کوئی میدان فتح کیا ہو۔۔۔۔۔۔۔انکے جاتے ہی اسنے

زرینہ کو خود سے دور کیا۔۔۔۔۔۔۔اور اسے کھنچتا ہوا کمرے میں لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یار یہ لڑکی تو بہت بڑی دھوکے باز نکلی شادی ٹوٹے مشکل سے تین دن ہوئے ہونگے۔۔۔۔اور شادی کر بھی لی

۔۔۔۔وہ بھی کسی عام سے نہیں ملک کے جانے مانے بزنس مین سے۔۔۔۔۔جسکے ساتھ بزنس

کرنے کا سب کا خواب ہے۔۔۔۔۔۔بھئی یہ تو بڑی تیز نکلی لالچی کہیں کی۔۔۔۔۔بیچارہ تو فضول میں

اسکے پیچھے پڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ تو تجھے بیوقوف بنا کر چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔سہی کہتے ہیں لوگ لڑکیاں تو

ہوتی ہی بے وفا ہیں لالچی۔۔۔۔۔۔پیسوں پر مرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔حمزہ منہ سے زہر اگلنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔۔چپ ہو جا حمزہ اب اگر ایک اور لفظ بھی زرینہ کے خلاف بولا نہ تو گدی سے زبان کھینچ لونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔سفید چہرہ اب سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔شاہ یار تو اب بھی۔۔۔۔۔حمزہ نے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔وہ بے وفا نہیں ہے سمجھا تو حالات نے اسے یہاں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔۔۔۔میں اسے اپنا لونگا بہت جلد۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے کہا۔۔۔۔۔۔مگر کیسے۔۔۔۔وہ عیسیٰ کے نکاح میں ہے۔۔۔۔۔۔۔حمزہ نے اسے باور کرایا۔۔۔۔۔۔ جانتا ہو۔۔۔۔۔نکاح ختم بھی تو ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے کہا تو حمزہ نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا تو ان دونوں کی طلاق کروائے گا۔۔۔۔۔۔حمزہ نے سوال پوچھا۔۔۔۔۔۔۔ہاں اور ضرورت پڑنے پر کچھ بھی کر۔ گزروں گا۔۔۔۔۔۔مگر تو اسے منائے گا کیسے۔۔۔۔۔اس کا حلیہ دیکھا تھا تو نے۔۔۔۔۔وہ وہاں خوش نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لوگ اس پر پابندیاں عائد کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ میں نے زرینہ کی آنکھوں میں ڈر دیکھا ہے۔۔۔۔۔میں اسے بچا لونگا ان لوگوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ بے وفا ہے تو کیا مت کہو بُرا اُس کو

کہ جو ہوا سو ہوا خوش رکھے خدا اُس کو

نظر نہ آئے تو اسکی تلاش میں رہنا

کہیں ملے تو پلٹ کر نہ دیکھنا اُس کو

وہ سادہ خُو تھا زمانے کے خم سمجھتا کیا

ہوا کے ساتھ چلا لے اڑی ہوا اُس کو

وہ اپنے بارے میں کتنا ہے خوش گماں دیکھو

جب اس کو میں بھی نہ دیکھوں تو دیکھنا اُس کو

ابھی سے جانا بھی کیا اس کی کم خیالی پر

ابھی تو اور بہت ہو گا سوچنا اُس کو

اسے یہ دُھن کہ مجھے کم سے کم اداس رکھے

مری دعا کہ خدا دے یہ حوصلہ اُس کو

پناہ ڈھونڈ رہی ہے شبِ گرفتہ دلاں

کوئی پتاؤ مرے گھر کا راستا اُس کو

غزل میں تذکرہ اس کا نہ کر نصیرؔ کہ اب

بھلا چکا وہ تجھے تو بھی بھول جا اُس کو

نصیرؔ ترابی

1973ء

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ تو تم کیوں آئی ہاں۔۔۔۔۔۔سارم نے اسکا بازو دبوچ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسوں صاف تھے۔۔۔۔۔۔تم شاہمیر کے

ساتھ وہاں کیا کر رہی تھیں ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چیخنے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔میں خخ خود نہیں گئی

تھی۔۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہمیر سے تمہارا جو رشتہ تھا جیسا تھا اب وہ ختم ہو چکا

ہے اب تم میری بیوی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔میرے نکاح میں ہو تم۔۔۔۔۔اگر آئندہ میں نے تمہیں

شاہ سے ملتے دیکھا تو تمہارا وہ حشر کرونگا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔اس نے اسکا بازو

جھٹکا۔۔۔۔۔۔اسکا بھی صبر کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔تو آزاد کریں نہ مجھے اس بے نام رشتے سے

کیوں باندھ رکھا مجھے اس طرح کھوٹے سے۔۔۔۔۔۔جس رشتے کا نہ کوئی مطلب نہ کوئی محبت اور

نہ ہی عزت تو یہ رشتہ کیوں کھینچ کر چل رہے ہیں طلاق دے دیں مجھے خود کو بھی اس ازیت سے

نجات دیں اور مجھے بھی۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑا۔۔۔۔۔۔آوو تو اپنے اس غلیظ عاشق سے

مل کر تمہیں طلاق کا بھوت سوار ہو گیا۔۔۔۔۔اور وہ صبح والا ڈرامہ کیا تھا۔۔۔۔۔پھر میں تو

اپنا صرف فرض نبھا رہی ہوں۔۔۔۔۔اسے زرینہ سے ایسے ریکشن کی امید تھی۔۔۔۔تبھی وہ غصہ کو

ضبط۔کیے زرینہ کی نقل اتارتے ہوئے طنز کیا۔۔۔۔۔۔جس پر وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔۔۔تمہیں شرم

نہیں آتی اپنے شوہر کو جسکا کام کرنا تم اپنا فرض سمجھتی ہو۔۔۔۔اس سے اس لہجے میں بات کرتے

ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو کچھ فرض آپ پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کو میری عزت کوئی خیال

نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جس پر سارم چونک گیا۔۔۔۔۔۔ میرے ہر کام

پر اپنا شوہر ہونا جتاتے ہیں۔۔۔۔ مگر میری بات رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔۔۔ میری

عزت بھی کوئی چیز ہے عیسیٰ۔۔۔۔ میں ایسے برداشت نہیں کروں گی۔۔۔۔۔۔ اسنے روتے

ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ جواب پر عیسیٰ کی خاموشی نے اسے اور ہمت دے دی۔۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے

کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔ زرینہ۔ اسکی پشت دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ تم آئے بھی تو اتنے دیر سے آئے جب وقت اور حالات دونوں ہاتھوں سے پھسل چکے تھے۔۔۔۔۔۔ مجھے

معاف کر دے نہ۔۔۔۔ میں نے بہت برا کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔ وہ رو رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔ یا اللہ میری مدد کریں مجھے سیدھی راہ دیکھائیں۔۔۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا

کروں۔۔۔۔ میں نے اپنے حال کو قبول کر لیا تھا۔۔۔۔ سارم کو قبول کر لیا تھا مگر میرا

ماضی پھر میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔ میں کیا کروں کہاں جاو۔۔۔۔۔۔ عیسی تو مجھ سے

نفرت رکھتے ہیں۔۔۔۔ وہ میری عزت بھی نہیں کرتے نا جانے وہ اتنے سنگدل کیوں ہیں

۔۔۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ جب بی جان کی کہی بات اسکے زہن سے ٹکرائی۔۔۔۔۔ ماضی کے

حادثات نے اسے ایسا بنا دیا ہے۔۔۔۔ وقت آنے پر معلوم ہو جائے گا بی جان نے کہا

تھا۔۔۔۔شاید وہ یہی وقت ہو کس سے پوچھوں کہا جاؤں ہاں ہارون بتا سکتا ہے کچھ۔۔۔۔اس سے پوچھتی ہوں۔۔۔وہ اپنے آنسوں صاف کیے ہارون کی کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔دروازا پہلی دستک پر کھول دیا گیا۔۔۔۔۔۔بھابھی آپ۔۔۔۔ہارون نے حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔ہارون مجھے تم سے بہت ضروری کام ہے۔۔۔۔جی بولیں اسنے زرینہ کو اندر بلایا۔۔۔اور کہا۔۔۔۔ہارون مجھے ماضی کے بارے میں جاننا ہے تمہارے بھائی کے۔۔۔۔۔کہ ایسا کیا ہوا تھا جو تمہارے بھائی کو اس حد تک سنگدل بنا گیا کہ اب انہیں کسی کی تکلیف کسی کے درد کا احساس نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے کہا تو۔۔۔۔۔ہارون کے چہرے آئے۔۔۔پریشانی کے تاثرات سنجیدگی میں تبدیل ہو گئے۔۔۔۔بھابھی آئی ایم سوری میں آپکو نہیں بتا سکتا کچھ آپکو یہ خود پتا لگانا ہو گا۔۔۔کیونکہ مجھے خود اس بات کا علم نہیں یہ بات صرف بھائی اور بی جان کو پتا ہے۔۔۔۔اور انکی ڈائیری کو پتا ہے جس میں لکھا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔وہ ڈائری اگر آپ کو مل جائے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔۔۔۔۔بغیر کسی تاثر کے کہا گیا۔۔۔۔۔۔ایم سوری۔۔۔۔ڈائیری سے اسے شادی کی رات والی بات یاد آ گئی۔۔۔۔تو وہ بھاگ کر اپنے کمرے کی جانب آئی۔۔۔۔۔ٹیبل پر دیکھنے لگی جہاں وہ ڈائری اس دن دیکھی تھی مگر اب وہاں کوئی ڈائری نہیں تھی۔۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی کہ بی جان اور ہارون سب جانتے ہیں مگر بتا نہیں رہے نا جانے کیوں۔۔۔۔۔۔شاید عیسیٰ کی وجہ

سے۔۔۔۔۔۔اسنے ڈائیری کی تلاش۔پورے کمرے میں جاری کر دی۔۔۔۔۔۔۔یقینا اسے کوئی سوراخ مل جائے۔۔۔۔

کہاں چلی گئی وہ ڈائری وہ بڑبڑاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی دوپہر سے شام ہو چکی تھی۔۔۔مگر اسکی تلاش اب بھی جاری تھی۔۔۔۔۔۔۔یااللہ میری مدد کریں یہ کہتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔اور سامنے الماری کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔۔۔یااللہ اسکی چابی مل جائے کہیں سے وہ دعا کر رہی تھی اور چابی کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔جب اسکا پاؤں بیڈ سے ٹکرایا تو درد کی وجہ سے وہ زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔۔وہ پاؤں کی چھوٹی انگلی کو پکڑے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔تو نظر بیڈ کے نیچے رکھی گئی ڈبیا پر گئی۔۔۔۔۔جو نہایت چھوٹی تھی۔۔۔۔۔اس نے جھٹ سے وہ ڈبیا اٹھائی جو با آسانی کھل گئی۔۔۔۔۔۔۔سامنے ایک چابی پڑی تھی۔۔۔۔۔۔چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔وہ اپنا درد بھول کر فورن اٹھی اور بھاگ کر الماری کے قریب پہنچی اور چابی سے الماری کھولی۔۔۔۔۔۔اور وہاں وہ ڈائری ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔مل جا۔۔۔۔۔۔کہاں چلی گئی آخر۔۔۔۔اس نے سارے کپڑوں ہٹا کر چیک کیا۔۔۔۔۔مگر وہاں کچھ نہیں تھا اسنے غصے سے سامنے رکھا کوٹ اٹھا کر زمیں پر پھینکا۔۔۔۔کیا مصیبت ہے۔۔۔۔کوفت بھرے لہجے میں بولا گیا۔۔۔۔۔۔جب کوٹ میں سے اسنے ایک مخمل کی ڈبیا دیکھی تو وہ آگے بڑھی اور کوٹ کی جیبوں کو چیک کرنے

لگی۔۔۔۔آخر اسکی محنت رنگ لے آئی وہ ڈائری اسے مل چکی تھی اور ساتھ ایک خوبصورت

مخمل کی ڈبیا بھی تھی۔۔۔۔۔اس نے ڈبیا کو کھول کر دیکھا تو اس میں نہایت ہی خوبصورت اور

نازک سی ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔۔۔۔ایک منٹ کو تو وہ اس انگھوٹھی کو تکتی رہی۔۔۔۔۔۔یہ کس کی

ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔عیسیٰ یہ کس کے لیے لائے ہونگے۔۔۔۔بی جان کے علاوہ تو یہاں اور کوئی لڑکی

نہیں۔۔۔۔۔۔وہ سوچوں میں گم تھی تو دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔جس پر وہ چونک اٹھی۔۔۔۔۔

کہیں عیسیٰ تو نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اسکے گندمی رنگ سفید پڑنے لگا۔۔۔۔اسنے فورن سے کورٹ کو

اسکی جگہ رکھا اور الماری بند کر کے چابی وہیں رکھی جہاں سے اٹھائی تھی مگر ڈائری کو اپنے سوٹکیس

میں چھپالیا جو بی جان نے اسے دیا تھا۔۔۔۔کیونکہ اسکی جگہ سارم کے کمرے میں کہیں

نہیں تھی۔۔۔۔۔۔اور آرام سے پوچھا گیا کلک کون۔۔۔۔۔۔۔اسنے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔کھولو دروازا

وہاں سارم موجود تھا تو اسکے منہ سے آتی آواز پھر سے بند ہو گئی۔۔۔۔۔۔اب چہرے پر پسینہ

آنے لگا۔۔۔۔اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ میں انکی ڈائری میں گھسی ہو تو۔۔۔۔۔۔جلدی دروازا کھولو کیا

تماشے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔اب تیز آواز میں بولا گیا۔۔۔۔۔۔تو اسنے جھٹکے سے دروازا کھولا۔۔۔۔۔۔

کیا کر رہیں تھیں تم ہاں۔۔۔۔۔اتنی دیر لگی کیوں دروازا کھولنے میں سامنے کھڑے شخص نے سوالوں کی

بوچھاڑ کر دی۔۔۔۔۔۔وووہ مم میں۔۔۔۔۔۔وہ میں کیا۔۔۔۔ہاں ہکلی ہو کیا بولنا نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔وہ

غصے سے چینخا۔۔۔۔۔وہ میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔۔اب یہ آرام چھوڑو اور تیار

ہوجاو۔۔۔۔۔اسنے کہا اور اور الماری کی جانب بڑھا۔۔۔کہاں جانا ہے اس نے عیسیٰ کی

جانب دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔میں تمہارے کیے گئے سوالات کے جوابات دینے کا روادار نہیں

ہوں۔۔۔۔جو میں نے کہا ہے وہ کرو بس۔۔۔۔۔۔پر میرے پاس اچھے کپڑے نہیں ہے

سارے گھر کے ہی کپڑے ہیں۔۔۔۔اس نے نظریں نیچے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔

میں کیا کروں اس نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔۔۔۔کوئی بھی کپڑے پہن لو۔۔۔۔۔۔وہ یہ بولتا ہوا

کپڑے نکال کر واشرم کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ تیرا شکر انہیں معلوم نہیں ہوا۔۔۔۔۔

ورنہ تو میری شامت آجانی تھی۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اسنے سرمئی اور سرخ رنگ کے

جوڑے نکالے۔۔۔۔۔ناجانے کہاں لیکر جارہے ہیں۔۔۔۔میرے پاس تو کوئی ڈھنگ کا جوڑا بھی

نہیں ہے بس یہ دو ہی ہے ایک سرمئی اور ایک سرخ اب ان دونوں میں سے کونسا پہنو

۔۔۔۔۔۔۔اگر کسی کی شادی میں جانا ہے تو شادی کے لحاظ سے تو یہ سہی نہیں ہے۔۔۔۔ہاں

البتہ کسی کے گھر کے لیے مناسب رہیں گے۔۔۔۔۔ابھی تک وہ اسی کشماکش میں مبتلا تھی جبکہ

سارم فریش ہو کر باہر آچکا تھا۔۔۔۔۔تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی اس نے سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔۔۔۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا پہنو۔۔۔۔اس نے ان دو جوڑوں کی طرف اشارا کیا جو

نہایت ہی سادے تھے۔۔۔۔۔۔آپ مجھے بتادیں تاکہ میں اسی حساب سے پہن لو

۔۔۔۔۔۔۔۔یہ ریڈ مناسب ہے۔۔۔۔اسنے بنا زرینہ کی جانب دیکھے کہا تو زرینہ نے بھی

اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔آج وہ سارم کے پسند کا رنگ پہننے والی تھی۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

کمرہ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔تم میری ہونے سے پہلے کسی اور کی ہوگئی۔۔۔۔۔میں

کتنا برا ہونا اپنی محبت کو پانے سے پہلے کھو دیا۔۔۔۔۔۔لیکن بہت جلد تم کو میں آزاد کروالونگا اس

عیسیٰ سارم خان سے۔۔۔۔۔تم صرف میری بنو گی زرینہ صرف میری۔۔۔۔۔۔تم پر صرف

میرا حق ہے۔۔۔اسنے کہا اور برابر میں رکھا گلاس زمین بوس کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

مجھے معاف کردیں منظور خان کے میں نے عیسیٰ کے کہنے پر آپکے آدمیوں کو گرفتار کیا۔۔۔۔کیا

تم اب بھی اس عیسیٰ کے غلام ہو ہاں۔۔۔۔مجھے معاف کردیں میں آپکے لیے ایک خبر لایا ہوں

شاید وہ آپکے کام آجائے۔۔۔۔۔کیسی خبر۔۔۔۔۔۔اگر کوئی فضول بات ہوئی تو یہی تیرے کو زندہ دفن

کردونگا۔۔۔۔۔۔سر یہ خبر اس لڑکی کے بارے میں ہے جس سے عیسیٰ کا نکاح ہوا ہے۔۔۔۔۔۔

کیا سچ میں۔۔۔ہاں سر۔۔۔۔آپ میرے ایک دوست شاہمیر فیضان کو جانتے ہیں

جسکی حال ہی میں شادی ٹوٹی ہے اسی کی منگیتر سے کی ہے شادی۔۔۔۔بہت تیز ہے وہ

لڑکی۔۔۔۔۔شادی کے دن بھاگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔اور الزام ڈرائیور پر لگ گیا تھا اغوا کا۔۔۔وہ تو

قسمت اچھی تھی اس ڈرائیور کی جو بچ گیا ورنہ تو لمبی سزا ہوتی اسے۔۔ تو یہ سب مجھے کیوں بتا رہا ہے۔۔۔۔۔ اسنے حمزہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ تبھی یہ بڈھا عیسیٰ سے آگے نہیں بڑھ پایا عقل تو نام برابر کی نہیں ہے اس میں حمزہ نے دل میں صلواتیں سنائی۔۔۔۔۔ سر ہم اس شاہمیر کے غصے کو عیسیٰ کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔۔۔۔ وہ انکی طلاق کرانے کے سر پر ہے۔۔۔۔ جسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے بس اسی غصے اور نفرت کو ہم اس عیسی کے خلاف استعمال کرینگے۔۔۔۔ حمزہ نے کمینگی سے کہا۔۔۔۔۔ ویسے داد دینی پڑے گی تیرے کمینے دماغ کی اس نے کہا تو حمزہ نے منہ بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے دوست کے ساتھ ہی غداری۔۔۔۔۔ منظور خان نے یہ کہہ کر قہقہہ لگایا۔۔۔۔ تو حمزہ نے دل میں اسے کوسا۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

اسنے سرخ جوڑا پہنا اور حجاب کرنے کے لگی سارم کمرے سے باہر تھا۔۔۔ اس نے کلیجی رنگ کی شرٹ پر بلو جینز پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ میک آپ کے نام پر اسنے بس کاجل لگایا تھا آنکھوں میں کیونکہ اسکے پاس میک اپ بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔ کاجل تو اسے بی جان نے دے دیا تھا۔۔۔۔۔ حجاب کے ساتھ اسنے نقاب کیا۔۔۔۔۔ جب سارم واپس کمرے میں آیا تو اسے نقاب میں دیکھا۔۔۔۔۔ یہ تم۔۔۔۔ نے نقاب کب سے شروع کر دیا ہے۔۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔ سارم کی آواز پر اسنے سارم کی جانب

دیکھا۔۔۔۔۔ آج سے۔۔۔۔۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔ حیرت ہے بھئی چلو اچھی

بات ہے کہ تم کو بھی کچھ شرم نصیب ہوئی۔۔۔۔ اسکی بات میں طنز واضح تھا۔۔۔۔۔۔ زرینہ

نے اسکی بات کو اگنور کر دیا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ سارم ایسا بس اسے ازیت دینے کے لیے بول رہا

ہے۔۔۔۔۔۔ مجھے اچھا لگا تمہیں نقاب میں دیکھ کر عیسیٰ کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔ اس نے حیرت سے سارم کو دیکھا۔۔۔۔۔ آمیرا مطلب ہے چلو دیر ہو رہی

ہے۔۔۔۔ وہ یہ کہتا ہوا کیز اٹھا کر باہر کی جانب نکل گیا۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ کے چہرے پر

بے اختیار مسکان پھیلی۔۔۔۔۔ شاید اسے اچھا لگا تھا سارم کا اسے اس طرح سراہنا۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔ اسنے سارم کی جانب سوال کرتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔ بی جان کی

سہیلی کے گھر انہوں نے دعوت کی ہے ہماری۔۔۔۔۔۔ سارم کا لہجہ نارمل تھا۔۔۔۔۔۔ تو کیا بی

جان ہمارے ساتھ نہیں آئینگی۔۔۔۔۔ اس سارم پر ہی نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔ بی جان

پہلے ہی وہاں پہنچ چکی ہیں ہارون کے ساتھ۔۔۔۔۔ تمہاری ملاقات ان سے نہیں ہوئی تھی تبھی مجھے بول دیا

انہوں نے۔۔۔ اس کا رویہ مختلف تھا۔۔۔۔ وہ نہایت نرم لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

شاید دوپہر کی گئی باتیں اس پر اثر کر گئی تھی۔۔۔ یا تو کسی نئے طوفان آنے کی خاموشی تھی۔۔۔۔۔ تم صبح

بی جان کے ساتھ جا کر کچھ کپڑے لے آنا اپنے ٹھیک ہے۔۔۔۔ عیسیٰ کے رویے نے اسے

حیرت میں ڈال دیا تھا۔۔۔۔کیا اتنی جلدی اسکی باتوں کا اثر اس پر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اگر نہیں تو اچانک سارم کے بدلے ہوئے رویے کی وجہ کیا تھی۔۔۔۔۔۔۔جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اس نے جواب دیا۔۔۔۔کیا تھا وہ۔۔۔۔زرینہ کی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔دوپہر میں تو جانی دشمن تھا اور اب خیال رکھنے والا بن گیا۔۔۔۔

ایسے کیا گھور رہی ہوں۔۔۔۔عیسیٰ کے سوال پر وہ چونکی۔۔۔۔۔نہیں مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ اکڑو سے اتنے نرم کیسے بن گئے۔۔۔۔۔۔اس اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی بات پر عیسیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ چھو کر گزری۔۔۔۔۔۔تم اسے دکھاوا سمجھو جب تک تم یہاں میرے سر پر مسلط ہو تب تک تمہاری زمہ داری میرے پر ہے۔۔۔۔۔اور میں تمہاری طرح غیر زمہ دار نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ عزت کی امید تم مجھ سے نہیں رکھنا کیونکہ میں جس سے محبت نہیں کرتا اسکی عزت بھی نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔اور مجھے تم سے کبھی محبت ہو گی نہیں تبھی ایسے خیالات اور امیدوں کو ذہن میں آنے سے پہلے دور کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے بغیر کسی تاثر کے کہا۔۔۔۔۔زرینہ کو اسکی یہ بات ناجانے کیوں بری لگی۔۔۔۔آنکھوں میں آنسوں آنے لگے۔۔۔۔۔۔کاش میں یہ سوال ہی نہ پوچھتی۔۔۔۔۔اب رو کر اپنا کاجل نہیں پھیلا دینا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ کی نظریں سامنے ہی مرکوز تھیں مگر وہ جانتا تھا۔۔۔کہ زرینہ رو رہی

ہے۔۔۔۔۔۔مگر زرینہ نے خاموشی سے اپنے آنسوں پونچھ ڈالے۔۔۔۔۔۔اور سارا راستہ خاموشی کی نظر ہوا۔۔۔۔۔۔

کتنا عجیب ہے وہ شخص آنسوں کی وجہ بھی بنتا اور زخم کا مرہم بھی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اوئے منظور خان تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔کون منظور خان۔۔۔۔شاہ نے سوال کیا۔۔۔۔۔ارے وہی عیسیٰ کا جانی دشمن۔۔۔۔وہ چاہتا ہے عیسیٰ کو راستے سے ہٹانا اور تیرا کام بھی ہو جائے گا۔۔۔۔جب عیسیٰ مرے گا تو زرینہ خود بخود تیرے پاس آجائے گی۔۔۔۔۔۔اور ویسے بھی زرینہ کو تو تیرے پاس ہی آنا ہے عیسیٰ کے بعد وہ کہاں جائے گی۔۔۔۔۔۔حمزہ نے اپنا پلان ترتیب دیا۔۔۔۔نہیں یار میں کوئی غلط کام نہیں کروں۔گا۔۔۔۔۔۔زرینہ تو ویسے بھی میرے پاس آجائے گی۔۔۔۔شاہ نے اپنی بات کو رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے ابھی بڑا وہ تیرے بلانے پر ڈوری چلی آئی۔۔۔۔۔۔ابھی بھی وقت ہے ورنہ اگر عیسیٰ کے لیے اسکے دل میں کوئی جزبات آگئے تو کوئی بھی پھر اسکو عیسیٰ سے دور نہیں کر پائے گا۔۔۔۔۔۔اپنی بکواس بند کر ورنہ بولنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔۔شاہ نے حمزہ کو گریبان سے پکڑا۔۔۔۔۔کیوں سچ بول رہا ہوں تو تکلیف ہو رہی ہے تجھے۔۔۔۔دیکھا نہیں تھا کیسے وہ اسکے برابر میں کھڑا تھا اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے۔۔۔۔۔۔حمزہ اپنا گریبان چھڑا کر بولا۔۔۔۔ابھی بھی وقت ہے یا تو۔۔۔۔۔۔تو ناکام عاشق بن

جا یا پھر اپنی محبت کو حاصل کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دے۔۔۔؟۔حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔تو

شاہ کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔۔اور کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شاہ بولا۔۔۔۔کب ملنا ہے

اس سے۔۔۔۔۔یہ ہوئی نہ شیر والی بات۔۔۔۔۔جب تو کہے جانی۔۔۔۔میں تو کہتا ہوں کل

ملاقات کرلیتے ہیں اس سے۔۔۔۔۔۔ہمم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔شاہ نے مختصر سا جواب دیا اور

وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔۔جبکہ حمزہ کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ لوگ رات کا کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔اچھا بی جان بہت ہو گئی ہے باتوں میں

اب ہم چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔سارم وہاں سے اٹھا۔۔۔۔۔جو کب سے سب باتوں سے بیزار ہو چکا تھا

۔۔۔۔۔۔بیٹا تم نے تو کوئی بات کی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔جب سے آئے ہو فون میں لگے ہو۔۔۔۔۔فرخندہ

بیگم نے کہا۔۔۔۔۔۔۔جسکے جواب پر وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔۔بی جان سمجھ چکی تھی کہ وہ یہاں

مزید نہیں رکنا چاہتا۔۔۔۔۔۔ تبھی انہوں نے ضد نہیں کی۔۔۔۔۔جاؤ زرینہ بیٹا۔۔۔۔۔انہوں

نے زرینہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔بی جان آپ کب تک آئیں گی آپ بھی ساتھ چلیں

۔۔۔۔۔۔بیٹا میں ابھی تھوڑی دیر بعد آؤ گی تم لوگ ابھی جاؤ۔۔۔۔۔۔زرینہ کے سوال پر انہوں نے

جواب دیا۔۔۔۔۔۔بی جان میں آپکے ساتھ ہی واپس جاؤ گی آپ چلیں جائے۔۔۔۔زرینہ نے

سارم کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔سارم نے غصے سے دانت بیچے۔۔۔۔۔۔اور اسے گھورا۔۔۔۔۔۔۔تو

زرینہ نے نظروں کا رخ تبدیل کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسی مرضی وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ بی جان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔ وہ جانتی تھی اسکا غصہ سوائے بی جان کے کوئی ٹھنڈا نہیں کر سکتا اگر انکی غیر موجودگی میں اسنے کوئی فضول بات کر دی اور عیسیٰ کو غصہ آگیا تو وہ اسے زندہ نگل لے گا۔۔۔۔۔ تبھی وہ جانے سے انکاری ہوئی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج وہ پھر تنہا تھا گھر میں کمرے میں داخل ہوا سگریٹ سلگا کر لبوں سے لگائی۔۔۔۔۔ بنا چینج کیے وہ بستر پر بیٹھا۔۔۔۔۔ اور اپنا والٹ نکال کر اس میں سے ایک تصویر نکالی ۔۔۔۔۔۔ وہ بیڈ کے سراہنے سے ٹیک لگائے تصویر کو تکنے لگا۔۔۔۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔۔۔ یہ دل ابھی بھی تمہارے لیے خالی ہے۔۔۔۔۔ بھلے وہ میرے نکاح میں ہے لیکن میرے دل میں نہ اسکے لیے کوئی عزت ہے نہ کوئی محبت۔۔۔۔۔۔۔ وہ چاہتی ہے کہ میں اسکی عزت کروں مگر میں نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اور کیوں کروں عزت تو انکی کی جاتی ہے نہ جن سے محبت ہو۔۔۔۔ مگر میرے دل میں تمہارے لیے محبت ہے۔۔۔۔۔۔ وہ تنہائی میں بھی زرینہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔۔ ورنہ تنہائی میں اسکی سوچوں کی ساتھی ہمیشہ سے سائرہ ہی تھی۔۔۔۔۔ مگر ابھی اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو گھڑی ایک کا ھندسہ بجا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ سو چکا تھا

۔۔۔۔۔۔ وہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی تا کہ عیسیٰ نیند سے بیزار نہ ہو۔۔۔۔ لیکن آج

کمرہ روشن تھا وہ چونکی۔۔۔۔۔۔ کل تو کمرے میں بلا کا اندھیرا کیا ہوا تھا اور آج اتنی روشنی

۔۔۔۔۔۔ عجیب انسان ہے۔۔۔۔۔۔ نظر سوئے ہوئے عیسیٰ پر گئی تو وہیں ٹھہر گئی۔۔۔۔۔۔ وہ سوتا ہوا

ایک معصوم بچہ کی طرح لگ رہا۔۔۔۔۔ اسنے ڈریس بھی چینج نہیں کیا تھا اور اپنے جوتے بھی

نہیں اتارے تھے۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس گئی اور اسکے جوتے اسکے پاؤں سے جدا کیے۔۔۔۔۔۔۔ پھر

اسکے پاس گئی۔۔۔۔ اور بلینکٹ سہی سے اوڑھا کر واپس مڑی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پیشانی پر آئے بال جو

شاید نیند میں اسے تنگ کر رہے تھے۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے پیچھے کیے۔۔۔۔۔ تو چوڑی پیشانی واضح

ہو گئی۔۔۔۔ تو سارم نیند میں مسکرایا۔۔۔۔ تو گال کا گڑھا واضح ہوا۔۔۔۔ سارم کے چہرے پر

مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی زیر لب مسکرا اٹھی۔۔۔۔۔۔۔ اور واپس جانے کے لیے مڑی۔۔۔۔ جب

نظر سارم کے والٹ پر گئی جو زمین پر گرا ہوا تھا تو اسنے اسے اٹھا کر ٹیبل پر رکھنا

چاہا۔۔۔۔ نظر اسمیں موجود ایک تصویر پر گئی۔۔۔۔۔۔ تو وہیں ٹھہر گئی۔۔۔۔۔۔ وہ لڑکی بہت

خوبصورت تھی۔۔۔۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔۔۔۔ اسنے تصویر پر غور کیا۔۔۔۔۔۔۔ کہیں یہی تو وہ لڑکی نہیں

جسکی انگھوٹھی عیسیٰ کی الماری سے ملی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا عیسیٰ کی زندگی میں کوئی دوسری

عورت ہے۔۔۔۔۔۔ اسنے بامشکل الفاظ ادا کیے۔۔۔۔۔۔ دل میں عجیب سا کچھ محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔۔

آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی نمی اتر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔پر مجھے کیا فرق پڑتا ہے کہ کوئی بھی ہو انکی زندگی میں۔۔۔۔۔اسنے والٹ ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور واپس صوفے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔۔مگر زہن میں وہی چیزیں گھوم رہی تھی وہی لڑکی۔۔۔۔۔۔۔۔میں کیوں سوچ رہی ہوں ایسا۔۔۔۔۔کیا ہو گیا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔یہ کہتی ہوئی وہ اٹھی اور اپنے چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

واپس آکر وہ سوٹکیس کی جانب گئی۔۔۔۔۔۔۔اور اپنا سرخ جوڑا اسنے واپس رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب نظر ڈائری پر پڑی۔۔۔۔۔۔تو اس نے اٹھا کر پڑھنے کا سوچا۔۔۔۔۔۔۔اور اپنے اس خیال پر عملدرآمد کرتے ہوئے ڈائری نکال کر وہ کمرے سے نکل کر گیسٹ روم کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔۔اور اپنے روم کی ساری لائٹ آف کر دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج میں نے پہلی بار محبت کے احساس کو محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔نہ جانے کیوں اسکا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔۔۔۔۔۔کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔۔۔ہاں وہ بہت ہی خوبصورت ہے جسکے لیے میں یہ ڈائری لکھ رہا ہوں میں اپنی محبت کے سارے احساس اس میں لکھ رہا ہوں تاکہ مستقبل میں جب میں یہ پڑھوں تو مجھے تم سے مزید محبت بڑھے۔۔۔۔۔۔۔ میں جلد تم سے اظہار کروں گا۔۔۔۔۔۔مجھے اپنی زندگی بہت خوبصورت لگتی ہے جب جب میں

تمہیں دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں معلوم تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا نہیں لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہو۔۔۔۔۔تم میری پہلی اور شاید آخری محبت ہو۔۔۔۔۔۔۔۔تم مجھ سے بات بھی نہیں کرتی۔۔۔ میں پہلا ایسا عاشق ہو جسکو اپنے محبوب کا نام تک نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔۔میں نے اپنی بیس سالہ زندگی میں پہلی بار محبت کی سیڑھی پر قدم رکھا ہے۔۔۔۔اس بات کا زکر میں نے اپنے ڈیڈ سے کیا ہے۔۔۔۔۔۔ڈیڈ بہت خوش ہے میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہ میری جونیر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ نے کہا ہے کہ بہت جلد وہ اسے اپنی بہو بنا لائے گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈائیری کا پہلا صفحہ ہی اسے حیرت میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے محبت کی تھی۔۔۔۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی ۔۔۔۔۔کون ہو گی وہ لڑکی۔۔۔۔۔۔۔۔اگلے صفحہ اس نے کھولا۔۔۔۔۔۔

3 اگست 2008

اس پر تاریخ لکھی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔آج میں اپنی محبت کا اظہار کروں گا تم سے وہ محبت جو تم۔سے ہے مجھے آج میں تم پر آشکار کر دوگا اپنی محبت کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے تمہارے لیے ایک بہت خوبصورت سی رنگ خریدی ہے۔۔۔۔۔۔۔جو بہت جلد تمہارے ہاتھوں کی خوبصورت انگلیوں میں اپنا مقام تلاش کرے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے الفاظ نہیں مل رہے تم سے بات کرنے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔لیکن میں نے اشعار لکھے ہیں تمہاری چاہت میں۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو سر پر تیرے آتی ہے وہ حیا کی چادر

وہی دل کو بھاتی ہے میرے۔۔۔۔زندگی میں محبت

ہو گی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔تجھے دیکھا تو بھول

بیٹھے ہر لحاظ۔۔۔۔۔۔دل چاہتا ہے دیکھو تجھے محرم

بنتا اپنا۔۔۔۔۔بس اسی خواہش کے سہارے گزارتے ہیں دن اور رات۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا یہ وہی عیسیٰ ہے جو اتنا کھڑوس ہے۔۔۔۔۔۔اسنے سوچا۔۔۔۔۔یہ تو کوئی اور عیسیٰ

ہے۔۔۔۔۔۔پھر اسے وہ بات یاد آئی جو اسنے گاڑی میں کہی تھی جب اسنے زرینہ کو بچایا

میرے اندر کا انسان بہت پہلے ہی مر چکا ہے۔۔۔۔۔۔اس پتلے سے کوئی امید نہیں)۔۔۔۔۔۔

اس نے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔۔۔آنکھوں میں نیند واضح تھی۔۔۔۔۔۔مگر وہ (رکھنا۔۔۔۔۔

ڈائری مزید پڑھنا چاھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ تھک چکی تھی۔۔۔۔۔دعوت میں پہلے ہی۔۔۔۔۔۔۔تو

اس نے ڈائری کو واپس اس جگہ رکھنے کا فیصلہ کیا اور دوبارہ دبے پاؤں سے کمرے کی جانب

گئی۔۔۔۔۔۔مگر وہاں کوئی پہلے ہی جاگ چکا کمرے میں گردن نکال کر دیکھا تو وہاں سارم بیڈ پر نیم

دراز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور البم ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پھر سے وہ شاید تصویر سے باتیں کر رہا

تھا۔۔۔۔۔کمرے لائٹ کھلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔یا اللہ ابھی تو یہ سو رہے تھے کہیں انکو پتا تو نہیں

چل گیا۔۔۔۔۔کہ میں۔۔۔۔۔۔نے انکی ڈائری لی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں لی ہوئی ڈائری پر نظر

گئی۔۔۔۔۔۔پھر وہ دوبارہ کمرے میں گئی اور ڈائیری۔کو تکیے کے نیچے رکھا۔۔۔۔۔۔اور واپس

سارم کے روم کی جانب آئی۔۔۔۔۔۔۔اور اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔مگر سامنے بیٹھے شخص کو اسکی

موجودگی کا احساس نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی صوفے کے پاس آئی۔۔۔۔۔اور وہاں بیٹھ

گئی۔۔۔۔۔۔مگر عیسیٰ نے اسے مخاطب نہیں کیا۔۔۔۔ورنہ اس نے سوچا تھا کہ عیسیٰ

اسے سہی کی سنائے گا۔۔۔۔مگر اسکی خاموشی سے زرینہ پریشان ہوئی۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ اگنور کیے

صوفے پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔کروٹ بدلنے لگی۔۔۔۔۔کہیں عیسیٰ کی طبیعت تو خراب نہیں

ہے۔۔۔۔۔اسکے دل میں ایک خدشہ ابھرا۔۔۔۔۔۔۔نہیں طبعیت ٹھیک ہے تبھی تو البم دیکھنے

میں مشغول ہیں۔۔۔۔۔اسنے دل کو سمجھایا۔۔۔۔۔۔مگر دل کہاں مانتا ہے۔۔۔۔آخر اسنے

عیسیٰ کو پکارا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ۔۔۔۔۔۔مگر سامنے والے کی طرف سے کوئی جواب نہیں

آیا۔۔۔۔۔۔تو دل میں ڈر آیا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ۔۔۔۔۔۔اسنے دوبارہ آواز دی اب کی بار آواز تھوڑی بلند

تھی۔۔۔۔۔۔مگر سامنے والے نے کوئی جواب نہیں دیا تو صوفے سے جھٹ کھڑی ہوئی آنکھوں میں

نمی اور ہونٹ میں کپکاہٹ واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی عیسیٰ کے

قریب پہنچی اور اسکے چہرے سے البم ہٹایا۔۔۔۔۔۔تو وہ چونک چکی تھی عیسیٰ بخار میں

تپ رہا تھا۔۔۔۔۔اسنے البم کو سائڈ پر رکھا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ماتھے اور گال پر ہاتھ رکھا تو وہ بری

طرح تپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ٹھنڈے ہاتھ لگنے کی وجہ سے عیسیٰ نے بامشکل آنکھ کھولی سامنے اسکی

پریشانی والی صورت تھی۔۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں مجھ سے دور رہوں۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پایا۔۔۔۔۔۔۔

کیا آپکا دماغ جگہ پر ہے آپ بخار میں تپ رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔۔ہاں زرینہ کو تو اسکی اس بات پر غصہ چڑھ چکا تھا۔۔۔۔ بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں قید کیا۔۔۔۔۔۔ اور سر پر دوپٹہ لیے ہارون کے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔۔۔ ہارون تمہارے بھائی کو بہت تیز بخار ہو رہا ہے جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔۔۔۔اس نے کہا تو ہارون نے بھی ڈاکٹر کو بلایا۔۔۔۔۔۔ ان دونوں نے بی جان کو نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

طبیعت تو انکی۔ٹھیک ہے۔۔۔۔بخار کے لیے یہ مڈیسن ہے یہ انہیں ایک ابھی کھلا دیں اور ایک صبح۔۔۔۔۔باقی تو سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ موسمی بخار ہے انہیں۔۔۔۔۔۔ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر اینڈ تھینک یو آپ اتنی رات کو آنے کے لیے۔۔۔۔۔۔ہارون ڈاکٹر کو باہر چھوڑنے گیا تو زرینہ نے بھی چہرے دوپٹہ ہٹایا۔۔۔۔۔ اور عیسیٰ کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔۔ سنیں دوا کھا لیں یہ اس نے دوا ہاتھ میں لیے کہا۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مجھے نہیں۔کھانی کوئی دوائی۔۔۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ اس نے زرینہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ دوا آپکو کھانی پڑے گی عیسیٰ۔۔۔۔۔ یہ کہہ اسنے عیسیٰ کے منہ کی جانب دوائی لائی۔۔۔۔۔۔۔ میں خود کھا سکتا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے زرینہ کو دیکھا تو وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لیں وہ دوا اسنے دوا ہاتھ پر رکھی تو

سارم نے بھی دوا کھا کر پانی پیا۔۔۔۔۔۔۔اور آنکھیں بند کر کے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ

بھی اپنی جگہ پر آکر بیٹھی۔۔۔۔۔۔مگر اب بھی دل میں عیسیٰ کی فکر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کبھی اٹھتی کبھی

لیٹ جاتی کیا عیسیٰ کچھ ہی دن میں اسکے لیے اتنا عزیز ہو گیا۔۔۔۔۔۔شاید یہ اس نکاح کی

طاقت تھی جو اسکا دل عیسیٰ کی جانب کھینچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ پریشانی اسنے کبھی شاہ کے لیے

کیوں محسوس نہیں کی۔۔۔۔۔۔وہ تو محبت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔مگر یہ سب سوچنے کے لیے ابھی اسے مزید

وقت چاہیے تھا آخر وہ کرسی کھینچ کر بیڈ کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔اور عیسیٰ کو دیکھنے

لگی۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسے دیکھتے دیکھتے کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے خود معلوم نہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

عیسیٰ کی آنکھ کھلی تو سامنے بیٹھی زرینہ پر نظر گئی۔۔۔۔۔۔جو کرسی پر نیند کی وادیوں میں گم تھی

کہیں۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے اسے دیکھا تو ایک ٹھنڈی سانس بھری اب اسکی طبیعت پہلے

سے بہتر تھی۔۔۔۔۔۔وہ بیڈ سے اٹھا اور زرینہ کہ پاس آیا اور اسکا کندھا پکڑ کر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔اور

جھٹ سے اٹھی ہاں۔۔۔۔۔کچھ چاہیے آپکو۔۔۔۔۔۔اسنے سارم کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔جس پر

سارم ہلکا سا مسکرا کر کہا نہیں۔۔۔۔۔بیڈ پر سو جاؤ تم۔۔۔۔۔۔۔نہیں میں وہاں کیسے سو سکتی ہوں

اب وہ نیند سے مکمل بیدار ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔سو جاؤ جا کر میں کہہ رہا ہوں نہ۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔زرینہ نے صاف منع کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔مگر کیوں عیسیٰ کو حیرانی ہوئی

۔۔۔۔۔۔اگر میں سو گئی اور آپکو کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو۔۔۔۔۔۔اور ویسے بھی فجر ہونے والی ہے۔۔۔۔۔۔ آپکو بھوک لگی ہو گی میں سوپ بنا دیتی ہو۔۔۔۔۔ایسے تکلف کی ضرورت نہیں میں کوئی بچہ نہیں جو اپنا خیال نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔۔۔تم سو جاؤ فجر کی نماز کے لیے اٹھا دونگا تمھیں۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے کہا۔۔۔۔۔مگر تب تک آپ اکیلے کیوں جاگیں گے۔۔۔۔۔۔۔آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ایک تو تم بات نہیں مانتی ہو چپ چاپ سو جاؤ سمجھ نہیں آتی بات سے زیادہ اچھی بیوی بننے کوشش نہیں کرو۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے غصے سے کہا تو زرینہ نے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔ اور پھر خاموشی سے سر جھکائے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔آنکھ میں آنسوں آیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے جب اسکی۔جانب دیکھا تو وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔اے یار نا چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے پاس آیا ۔۔۔۔۔کیا کہہ کر مخاطب کروں دل میں سوچا۔۔۔۔۔زریں۔۔۔اسنے کہا۔۔۔تو زرینہ نے منہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔وہ حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔جب دونوں کی نظروں کا ایک دوسرے سے ٹکرائی تو دونوں نے نظروں کا رخ تبدیل کیا۔۔۔۔۔دل میں عجیب ہلچل پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔۔وہ کیا بولنے آیا تھا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ وہ میری شرٹ پریس کر دینے مجھے کل میٹنگ میں جانا ہے اسنے بات بنائی ۔۔۔۔۔۔۔جی ٹھیک ہے زرینہ نے بس اتنا کہا۔۔۔۔۔تو وہ کمرے سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

زرینہ کے دل میں عیسیٰ کے لیے جذبات بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔بس زرینہ کے سمجھنے کی دیر

تھی۔۔۔۔۔۔

دل میں جو۔نئے احساس ہیں

کہیں یہ تیری محبت کا سمندر تو نہیں۔۔۔۔۔۔

سر یہ شاہمیر ہے حمزہ نے تعارف کروایا۔۔۔۔۔آہ شاہمیر آؤ بھئی منظور خان نے فضول

کی ڈرامے بازی کی جو وہاں موجود سب لوگ ہی پہچان گئے۔۔۔۔۔۔۔آپ کام کی بات کریں۔۔۔۔

شاہمیر نے دوٹوک کہا۔۔۔۔۔۔ارے ابھی کریں گے ایک اور خاص مہمان کو آنے دو۔۔۔۔۔

کیا ہمارے علاوہ یہاں کسی اور نے بھی آنا ہے شاہمیر نے سوال کیا۔۔۔۔ہاں حمزہ وہ بھی عیسیٰ کا

سگا ہے۔۔۔۔۔۔اسکے زریعے ہی ہم عیسیٰ تک پہنچنے میں کامیاب ہونگے۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔شاہ نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔جب تک ہم پلان بنالیتے ہیں حمزہ نے مشورہ

دیا۔۔۔۔۔نہیں تو جانتا نہیں ہے کیا تابش کو کیا۔۔۔۔کمینہ دماغ پایا ہے اسنے تجھ سے بھی چار

قدم آگے۔۔۔۔۔۔۔منظور خان نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔تو حمزہ نے اسکو دل میں صلواتیں

سنائی۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

عیسیٰ کے جانے کے بعد وہ ڈائری دوبارہ لے آئی اور پڑھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔میری زندگی کا سب سے یادگار دن ہے آج اس نے ہاں کر دی ہے۔۔۔۔۔اسکا نام ساحرہ ہے کتنی پیاری ہے وہ اپنے نام کی طرح۔۔۔۔۔۔۔اب بہت جلد میں اس سے اپنی محرم بنالوں گا۔۔۔۔۔۔۔یہ بات اسے تکلیف میں مبتلا کر گئی۔۔۔۔۔۔۔زرینہ کو سمجھ نہیں آیا ایسا کیوں ہوا مگر اسکا کسی اور لڑکی کی تعریف بیان کرنا اسے بے سکون کر گیا۔۔۔۔۔۔۔کیا ایسا ہی ہوتا ہے جب محبت ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ایک عورت سب برداشت کر لیتی ہے سوائے کسی تیسرے کی شراکت کے ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ چیز عورت کو اندر سے کھوکلہ کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔اور شاید اسے مار بھی دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ محبت میں کسی تیسرے شخص کی گنجائش نہیں۔ہوتی اگر محبت میں کوئی تیسرا فرد آجائے تو وہ محبت نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔۔۔ڈائری میں صرف اہم اہم ایونٹ لکھے گئے تھے جیسے کوئی اسے بھولنا نہیں چاہتا ہو۔۔۔۔۔۔۔اسنے ڈائری آگے پڑھی۔۔۔۔

23 ستمبر 2011

آج زندگی میں پہلی بار منظور خان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔۔۔۔۔۔۔اور غلط کے خلاف کھڑا ہونا چاہیے چاہے وہ ہمارے اپنے ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔دکھ تو بہت ہو رہا ہے اپنے اس چاچو کو جیل میں دیکھ کر۔۔۔۔۔۔جو بھی ہوا انہیں اسکی سزا ملی۔۔۔۔۔۔آج میری شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔اور میں اب اپنی زندگی کی واحد خوشی۔۔۔۔۔ساحرہ کو اپنے نام کر لوں

گا۔۔۔۔۔۔سعدیہ خالہ کے لیے دکھ ہے کہ انکے شوہر نے انکے ساتھ اتنا برا کیا۔۔۔۔۔۔لیکن

میں کبھی ایسا شوہر نہیں بنوگا۔۔۔۔۔۔میں اسکی ہمیشہ عزت کروں گا۔۔۔۔مجھے وہ مرد بلکل

بھی نہیں پسند جو اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں یا انسے برا رویہ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔بیوی تو ہمارے بڑھاپے کی

ساتھی ہے کوئی انکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بات زرینہ کے دل میں گھر کر

گئی۔۔۔۔۔۔یہ عیسیٰ کون تھا۔۔۔۔۔جو رشتوں کو سمجھتا تھا۔۔۔۔اور جو عیسیٰ ابھی ہے وہ تو ہر

جزبات ہر احساس سے خالی ہے۔۔۔۔۔۔۔اسکے لیے بس اپنی زات معنی رکھتی ہے۔۔۔۔۔۔

اسنے پیج کو پلٹا۔۔۔۔۔۔۔۔

7 اکتوبر 2011

کل میرا نکاح ہے۔۔۔۔۔۔۔آج جو احساس میں محسوس کر رہا ہوں شاید ہی کبھی کیے ہوں۔۔۔۔۔مجھے

کل کا انتظار نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔کل وہ میری محرم بنے گی۔۔۔۔۔تین سال کا انتظار کل ختم

ہو گا۔۔۔۔۔۔میرے ڈیڈ اور مام اسے لیے اسلام آباد آئیں گے۔۔۔۔۔میں کراچی نہیں جا سکتا کیونکہ

یہاں منظور خان کا کیس مجھے ہی دیکھنا ہے۔۔۔۔۔۔۔مگر بہت جلد یہاں سے فارغ ہو کر جب

کراچی والے گھر میں وہ میری بیوی کی حیثیت سے داخل ہو گی یہ منظر بہت ہی حسین

ہو گا۔۔۔۔۔۔اسنے پیج آگے بڑھایا۔۔۔۔۔۔تو وہاں تاریخ موجود نہ تھی۔۔۔۔بس ایک تحریر لکھی گئی

تھی۔۔۔۔۔۔۔میرے خواب کی تکمیل ہونے سے پہلے مجھ سے سب چھین لیا

گیا۔۔۔۔۔۔بہت زیادہ اچھا ہونے کی قیمت چکائی ہے میں نے آج یہ عیسیٰ انکے ساتھ ہی چلا

گیا۔۔۔۔۔اب صرف سارم زندہ ہے۔۔۔۔۔جو ہر جزبات سے خالی ہے۔۔۔۔۔۔ جس میں

کوئی احساس نہیں۔۔۔۔۔اور نہ ہی اس میں کسی کے لیے محبت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے مام ڈیڈ

اور میری ساحرہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔زندگی میں۔۔۔۔۔۔ میں نے دوسروں کو

انصاف دلانے کی غرض میں خود ظلم کا شکار ہوگیا۔۔۔۔۔۔اکیلا ہوگیا ہوں میں۔۔۔۔۔۔

میرا بھائی ہارون کے علاوہ میرا کوئی نہیں بچا۔۔۔۔۔۔۔ ساحرہ تم میری زندگی بننے سے پہلے ہی

چلی گئی۔۔۔۔۔۔اب یہ ڈائری کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ میں نے تمہارے لیے لکھی

تھی۔۔۔۔ مگر اب تم نہیں۔ تو یہ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تنہائی مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے

کس سے کہوا اپنے دل کی بات دل چاہتا ہے زور زور سے رودو کسی کے گلے لگ کر مگر کوئی نہیں جو

میرا درد سمجھے۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں جو اب مجھ سے محبت کرے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اکیلا ہوگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔واپس آجاو میں تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔۔۔۔ ساحرہ۔۔۔۔۔۔۔باقی ڈائری کے صفحوں پر

کچھ نہیں لکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسے عیسیٰ کا درد تکلیف دینے لگا۔۔۔۔۔۔۔کیا ابھی تک وہ اس تنہائی

سے لڑ رہے ہیں۔۔۔۔۔جو انکے وجود پر گہرے زخم چھوڑ چکی ہے کیسے ہوا یہ سب کس نے

کیا۔۔۔۔۔اس میں بھی پوری بات نہیں ہے کیسے پتا لگاؤ کہ عیسیٰ سے سارم بننے پر کس نے

مجبور کیا۔۔۔۔۔کون تھی وہ لڑکی کہاں چلی گئی آخر وہ۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے ڈائری کو اٹھایا اور واپس

المساری میں رکھ کر الماری کو بند کر دیا۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے لیے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا

تھا۔۔۔۔۔ میں آپکو نکالوں گی اس قرب سے عیسیٰ۔۔۔۔۔۔اب میں آپکو سارم سے

عیسیٰ بناؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ یہ کہتی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیچے بی جان کے کمرے میں گئی۔۔۔۔۔۔۔بی

جان اندر آسکتی ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ہاں آؤ میری بچی۔۔۔۔۔۔۔کیسے آنا ہوا۔۔۔۔۔ کل

عیسیٰ سے کچھ بات تو نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ نہیں بی جان میں نے بس ایک سوال پوچھنا

تھا۔۔۔۔۔۔ہاں پوچھو بیٹا۔۔۔۔۔۔۔بی جان عیسیٰ کی پسند اور ناپسند جاننی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔ وہ بی

جان کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔ارے ضرور مگر یہ خیال کیسے آیا۔۔۔۔۔۔بی جان شوہر کی

فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اچھی بیویاں تو وہیں ہوتی ہے جو شوہر کی فرمانبردار

ہیں۔۔۔۔۔ اسنے ساری بات ایک سانس میں بولی تو بی جان مسکرادی۔۔۔۔۔۔۔ مبارک

ہو زرینہ اللہ نے تمہارے دل میں عیسیٰ کے لیے احساس ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔۔بی جان

بھاپ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔ تو کہہ ڈالا جس پر اس نے حیرت سے بی جان کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر جواب میں خاموش رہی۔۔۔۔۔۔بیٹا اسے وہ لڑکیاں نہیں پسند جو زبان دراز

ہو بدتمیزی کریں اور نہ اسے وہ لڑکیاں پسند ہیں جن میں شرم چھو کر نہ گزرے۔۔۔۔۔ اسے بلکل

سیدھی سادی لڑکی پسند ہے۔۔۔۔۔ جیسے کہ۔۔۔۔بی جان کچھ بولنے ہی والی تھیں کہ چپ ہو گئیں

۔۔۔۔۔ جیسے کہ کیا بی جان کہیں نہ جیسے کہ ساحرہ۔۔۔۔۔۔ اس نے بی جان کی بات مکمل

کی۔۔۔۔۔۔۔۔تو بی جان نے بھی اسے دیکھا۔۔۔۔میں جانتی ہو مگر ادھوری بات اور مجھے معلوم
ہے وقت آنے پر عیسی مجھے مکمل بات بھی بتائیں گے۔۔۔۔۔۔۔آپ میرے ساتھ چلیں اور مجھے
عیسی کی پسند کے کچھ کپڑے دلا دیں۔۔۔۔۔اس نے بی جان سے کہا۔۔۔۔۔۔بیٹا میں کیسے جا
سکتی ہو تم خود عیسی کے ساتھ کیوں نہیں چلی جاتی۔۔۔آپکو معلوم ہے وہ مجھے لیکر نہیں جائیں گے
اسنے نظریں نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ارے ایسے کیسے نہیں لیکر جائے گا۔۔۔۔۔۔۔تم کال کرواسے
میں بتاتی ہوں اسے۔۔۔۔۔۔جی بی جان وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا تم بھی اسکے دشمن ہو شاہ نے تابش کو دیکھا۔۔۔۔ہاں بس کبھی کبھی اپنے بھی سانپ بن
جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ کمینگی سے ہنسا اور منظور خان نے اسکا بھرپور ساتھ
دیا۔۔۔۔۔۔۔شاہ کو ان لوگوں سے کوفت ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اب پلان بتاؤ کیا ہے
۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا ٹھیک ہے تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔تم بلاؤ گے زرینہ کو ملنے اور وہاں ہمارے کچھ آدمی آکر اسے اغوا کر
لیں گے۔۔۔۔۔۔کیا تمہارا دماغ درست ہے یہ کیا بک رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے تابش کو
دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ارے اسے تمہارے گھر ہی رکھا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔جب عیسیٰ اسے ڈھونڈتا ہوا
۔۔۔۔۔۔ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پکڑ لیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر تمہارا کام بھی آسان اور ہمارا

بھی۔۔۔۔۔۔بس تمہیں اس زرینہ کو قابو میں رکھنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تابش نے کہا۔۔۔۔تو

شاہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بی جان اپنے مجھے اس کام کے لیے بلایا تھا۔۔۔۔۔اس نے بی جان کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا وہ تمہاری

بیوی ہے اسکے کچھ حقوق ہے اسکی ادائیگی کرو۔۔۔۔۔۔۔اب تو وہ تم سے بدتمیزی بھی نہیں کرتی تمہاری ہر

بات مانتی ہے۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ کافی نہیں ہے۔۔۔۔۔بی جان نے اسے لاجواب کیا۔۔۔۔۔۔

رات والا منظر آنکھوں کے سامنے گھوما۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو دل بھی بی جان کی باتوں کی طرف داری کرنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔بھیج دیں اسے میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔یہ کہتا ہوا وہ باہر کی جانب آیا۔۔۔۔۔۔۔بی

جان نے اسے پہلے ہی تیار ہونے کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ عیسیٰ آج بھی موجود تھا مگر پنہا تھا

کہیں۔۔۔۔۔۔بس اسے تلاش کرنے کی دیر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاید تنہائیوں نے اسے چھپا لیا تھا

کہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ آج انگوری رنگ کی قمیض پہنی تھی دوپٹہ اور پاجامہ بھی اسی رنگ کا تھا۔۔۔۔۔۔

جبکہ اپر سے لمبی چادر لی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔چہرے پر نقاب موجود تھا۔۔۔۔۔وہ آئی اور گاڑی میں

بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔سوری میں نے آپ کو تنگ کیا۔۔۔۔۔۔اسنے کہا۔۔۔۔۔مگر سامنے والے

شخص نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔سارا راستہ خاموشی کی نظر ہوا۔۔۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

جاؤ تم کر لو شوپنگ اس نے کہا تو زرینہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔

آپ ساتھ نہیں چلیں گے۔۔۔۔۔۔ نہیں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ان سب چیزوں میں۔۔۔۔۔۔

مگر۔۔۔۔۔۔اگر مگر کچھ نہیں جانا ہے تو جاؤ ورنہ نہ جاؤ۔۔۔۔۔۔ عیسی نے حکم صادر کیا

۔۔۔۔۔۔ تو زرینہ بھی ضد میں آ گئی۔۔۔۔۔۔ گھر چلیں۔۔۔۔۔۔ وہ وہیں سیٹ پر دوبارہ بیٹھ

گئی۔۔۔۔۔ نظریں سامنے شیشے پر مرکوز تھیں۔۔۔۔۔۔ عیسی کو اسکی یہ بات حیرت

میں ڈال گئی۔۔۔۔۔۔۔ اسے توقع سے برعکس جواب جو ملا تھا۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم نے شاپنگ نہیں

کرنی۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ میں نے آج تک ان کپڑوں کی شوپنگ نہیں کی ہے اس لیے

مجھے نہیں معلوم کے اس میں کونسی چیز اچھی ہے۔۔۔۔۔۔ اگر بی جان ساتھ آتی تو کبھی آپکی منتیں

نہیں کرنی پڑتی۔۔۔۔۔۔ بھئی کیا مصیبت ہے۔۔۔۔۔۔ اس نے زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔ہاں

مصیبت ہی تو ہوں میں پہلے ماں باپ نے بے گھر کر دیا اور اب جب شادی ہوئی ہے تو شوہر کی دی

ہوئی عزت بھی نصیب نہیں ہوئی محبت تو دور کی بات۔۔۔۔۔۔ آواز میں لرزش واضح

تھی۔۔۔۔۔۔ عیسی کے دل میں کچھ ہوا تو وہ گاڑی سے نیچے اترا۔۔۔۔۔ اور زرینہ کی طرف جا کر دروازا

کھولا۔۔۔۔۔۔ اترو۔۔۔۔۔۔ اب آئندہ اگر میرے ساتھ یہ دھوکہ کیا نہ تو انجام اچھا نہیں

ہوگا۔۔۔۔ اگلی بار کوئی ایسے نخرے نہیں اٹھاؤ گا۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا۔۔۔ وہ آگے کی جانب

بڑھا جبکہ زرینہ نے چہرے پر آتی مسکراہٹ بامشکل چھپائی۔۔۔۔۔اور سر جھکائے چل

دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کسی نہ کسی دکان میں چلی جاتی وہ عیسیٰ کے ساتھ ایسے چل رہی تھی جیسے شیر کے ساتھ شیرنی

چلتی ہو۔۔۔۔۔۔مگر عیسی کو تو فون سے فرصت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ یہ سوٹ دیکھیں

اس نے عیسیٰ سے کہا ہاں اچھا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔اس نے بنا سوٹ کو دیکھے کہا۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ ادھر دیکھیں تو سہی۔۔۔۔۔اس نے عیسیٰ کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔۔۔۔۔۔یار

زرینہ دیکھو وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ نظر سامنے آتے شاہ اور حمزہ پر پڑی۔۔۔۔۔۔شاہ کی نظر بھی

وہیں گئی جہاں عیسیٰ اور زرینہ کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے اسکے ہاتھ سے ڈریس لیا اور زرینہ

کے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔۔تم پر تو ہر ڈریس سوٹ کرتا ہے۔۔۔۔۔یہ دیکھو یہ والا کتنا اچھا ہے۔۔۔۔۔

اسنے ایک سوٹ نکال کر زرینہ کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔وہ حیران تھی آخر عیسیٰ کو ہوا کیا

ہے۔۔۔۔۔۔جبکہ شاہ کے چہرے کے تاثرات بدلے چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔۔۔۔۔۔حمزہ

نے بھی اسکی نظروں کا تعاقب کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب حمزہ کی نظریں بھی ان پر تھیں۔۔۔۔۔

اب عیسیٰ نے وہاں سے کچھ سوٹ لیے اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ایسے اداکاری کر رہا تھا جیسے اس

نے حمزہ اور شاہ کو نہیں دیکھا اور وہ لوگ ایک ہیپی میرڈ کپل ہوں۔۔۔۔۔۔۔جبکہ زرینہ

اب بھی حیران تھی۔۔۔۔۔۔شاہ بھی غصے سے چلتا انکے قریب آیا۔۔۔۔۔تم نے تو شوپنگ کی ہی نہیں ہے تم یہ والا سوٹ دیکھو۔۔۔۔ویسے بھی سرخ رنگ تم پر خوب جچتا ہے شاہ نے اسکی یہ بات سنی تو غصے سے تیوری اور چڑھ گئی۔۔۔۔۔۔ایکس کیوز میں۔۔۔۔۔مسٹر سارم خان۔۔۔۔۔شاہ نے کہا تو وہ پیچھے مڑا اور ساتھ زرینہ بھی مڑی۔۔۔۔اب زرینہ کو عیسیٰ کی مہربانیاں کیوں ہو رہی تھی سمجھ آئی۔۔۔۔۔۔۔اووو مسٹر شاہمیر آپ یہاں خیریت۔۔۔۔۔۔ایکٹنگ کے سارے ریکارڈ توڑے گئے عیسیٰ۔ کی جانب سے۔۔۔۔۔۔اور زرینہ نے اب ایک نظر بھی شاہ کی جانب نہ دیکھا۔۔۔۔۔بس ایک اہم میٹنگ کے سلسلے میں یہاں آیا تھا تو سوچا کچھ سامان لینا ہے ضروری وہ لے لوں۔۔۔۔۔ہاں میں بھی شوپنگ کے لیے آیا تھا۔۔۔۔آپکی بہن کو کچھ کپڑے خریدنے تھے۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے بہن لفظ پر زور دیا۔۔۔۔۔۔ تو شاہمیر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔اچھا ٹھیک انجوائے کریں آپ اپنی شوپنگ۔۔۔۔۔۔شکریہ سالے صاحب۔۔۔۔۔۔دراصل تم۔ میری بیگم کے ماموں زاد بھائی ہو تو میرے سالے ہوئے نہ۔۔۔۔۔۔سارم نے ایک موقع نہیں چھوڑا شاہ کو تپ چڑھانے کا۔۔۔۔۔۔۔جس پر شاہ نے زبردستی کی مسکان انکی جانب اچھالی جبکہ زرینہ عیسیٰ کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی اسے یاد کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔بنا پلک جھپکائے۔۔۔۔۔جو شاہمیر نے صاف محسوس کیا۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔حمزہ ٹھیک کہتا ہے اس سے

پہلے زرینہ کے دل کوئی جزبات پیدا ہو مجھے ان کو دور کرنا ہوگا۔۔۔۔۔۔اسنے ایک نظر اٹھا کر مجھے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ اس عیسیٰ کو وہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اپنی آنکھیں سیراب کر رہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔اب ہو اکیا ہے۔۔۔۔۔حمزہ اسکے پیچھے آنے لگا۔۔۔۔۔اس تابش کو بول پلان پر جلد از جلد عمل کرے۔۔۔۔۔۔۔۔میں مزید برداشت نہیں کر سکتا اس عیسیٰ کو یہ بول کر وہ گاڑی میں بیٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ حمزہ اسکی گاڑی کو ابھی بھی تک رہا تھا۔۔۔۔۔ہیلو تیر سیدھا نشانے پر لگا ہے۔۔۔۔اور آج اس زرینہ کی ملاقات نے اس تیر کو مکمل کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اب بس تماشہ دیکھنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ کیا حرکت تھی آپکی۔۔۔۔۔زرینہ نے عیسیٰ کی جانب دیکھا جواب فون میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔۔کونسی حرکت اسکی ڈھٹائی پر تو زرینہ کو اور تپ چڑھی۔۔۔۔۔آپکو یہ اچھا والا شوہر بننا صرف شاہ کے سامنے یاد آتا ہے۔۔۔۔۔۔اس نے چڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔آئندہ اسے شاہ نہیں بولنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے اسکا بازو پکڑ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔شاہمیر بھائی۔۔۔۔۔۔۔یہ الفاظ یاد رکھنا بھائی پر زور دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی اس بات پر اسے یہ بات سمجھ آگئی کہ عیسیٰ شاہمیر کی موجودگی میں ایسا کیوں کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔۔۔۔۔۔ اسنے اسکی بات پر رضامندی ظاہر کی۔۔۔ تو اسنے بھی

بازو چھوڑا اور آگے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ یعنی عیسیٰ کو جلیسی ہوتی ہے شاہ سے آئی مین شاہمیر

بھائی سے۔۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا اور مسکرا دی۔۔۔۔۔ کیا وہ خود غرض ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

کیا شاہ کی محبت نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ اسکا تڑپنا اسے نہیں دکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ یا پھر وہ دیکھنا

نہیں چاہتی تھی محبت انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے کیا۔۔۔ یا یہ عیسیٰ کی محبت تھی جو اسے

اندھا کیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔۔ جس سے وہ اب بھی بے خبر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا

کہ آہستہ آہستہ وہ عیسیٰ کی محبت میں اسیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیا وہ اب بھی عیسی سے محبت رکھ

رہی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ بھی تو شاہ کے ساتھ وہی کر رہی ہے جو سائرہ نے عیسیٰ کے ساتھ کیا

تھا۔۔۔۔۔ کیا شاہ ٹوٹ کر نہیں بکھرے گا۔۔۔۔۔۔ کیا وہ تنہائی کا شکار نہیں

ہو گا۔۔۔۔۔۔ کیا اسکا دل کرچی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ مگر زرینہ کو خبر کس کی تھی۔۔۔۔۔۔

زرینہ تو اپنے سر کے سائیں کے رنگ میں رنگنے کو تیار تھی۔۔۔۔۔۔

رنگنے لگی ہو تیرے رنگ میں کچھ اسطرح۔۔۔۔

صنم۔۔۔۔۔۔

لوگ خود غرض بھی بولیں تو خوشی ملتی ہے۔۔۔۔

وہ جو محبت زرینہ کو عیسیٰ کی جانب کھینچ رہی تھی وہ اور کوئی نہیں نکاح کے بعد والی محبت ہے جو اللہ دونوں میاں بیوی کے درمیان پیدا کرتا ہے۔۔۔۔۔اور بے شک محبت تو اللہ ہی ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔۔۔۔۔جسکو پھر سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔۔۔۔۔۔یونہی تو نہیں ہم اپنی پوری زندگی ایک شخص کے نام کر دیتے ہیں۔۔۔۔کچھ تو کشش ہے اس رشتے میں جو۔۔۔روح کو بھی ساتھ جوڑ دیتی ہے۔۔۔۔۔۔تبھی میں کہتی ہوں اصل محبت نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہ محبت پاکیزہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔تبھی تو میرے رب نے کہا ہے جس لڑکی کو پسند کرتے ہو اس سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔۔تاکہ تمہاری محبت پاکیزہ ہو۔۔۔۔نہ کہ غلاظت کا ڈھیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تاکہ تمہارا رشتہ تمہاری طاقت بنے نا کہ کمزوری۔۔۔۔۔۔نکاح عام کرو۔۔۔۔۔۔تاکہ گناہوں سے بچ سکو۔۔۔۔۔۔۔۔نبی کی سنت ہے نکاح تو۔۔۔۔اس پر عمل کرو۔۔۔۔پارکوں میں لیکر جانے کی بجائے اپنی محبت کو عمرے پر لیکر جاؤ محرم بنا کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کپڑے تو بہت پیارے لیے ہے تم نے۔۔۔۔بی جان نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔جی سارے کپڑے عیسیٰ کی پسند کے ہیں اور آپکو پتا ہے یہ سرخ رنگ کا جوڑا عیسیٰ نے مجھے خود دلایا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اسنے چہکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔کیا سچ میں اسنے پسند کیے ہیں کپڑے بی جان حیران ہوئی۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔زرینہ نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔اللہ نظر بد سے بچائے تم دونوں

کو۔۔۔۔۔۔آمین زرینہ کہ منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔اسنے وہاں ہونے والی ساری کارروائی بی جان

کو بتائی تھی۔۔۔۔۔۔تو بی جان اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔۔۔۔آج پہلی بار اسنے اپنے دل میں ایک

کیفیت محسوس کی۔۔۔جو شاید پہلے کبھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔اسے عیسیٰ کے متعلق باتیں کرنا اچھا لگنے لگا

تھا۔۔۔۔۔اسکے بارے میں سوچنا چہرے پر مسکراہٹ کا باعث بنتا۔۔۔۔آج کل عیسیٰ کے

بارے میں سوچنا اسکا بہترین مشغلہ تھا۔۔۔۔۔۔۔

رگ رگ وہ سمایا میرے۔۔۔۔۔۔۔۔

دل پر وہ چھایا میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھ میں وہ ایسے جیسے جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دن تیزی سے گزرتے گئے۔۔۔۔۔۔عیسی کا رویہ ابھی بھی کچھ نہیں بدلہ تھا۔۔۔۔۔۔ہارون لندن دوبارہ چلا

گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب گھر میں خاموشی ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ بی جان کے کمرے سے باہر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔رات کے نو بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔وہ گھر میں

داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ثمرہ پانی دو۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ صوفے پر بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔مگر ثمرہ کی

بجائے آج زرینہ پانی لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے خاموشی سے پانی کا گلاس لیا اور ایک

سانس میں پورا پی لیا۔۔۔۔۔۔۔تو وہ زمین پر بیٹھی اور اسکے جوتے اتارنے لگی۔۔۔۔۔۔۔یہ

کیا کر رہی ہو تم عیسیٰ نے فورن سے پاوں ہٹائے۔۔۔۔۔۔۔ آپکے شوز اتار رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنی

بات رکھی۔۔۔۔۔۔ کیا تمہارا دماغ جگہ پر ہے یہ کام میں خود بھی کر سکتا ہوں آئندہ یہ مت کرنا

۔۔۔۔۔۔ لہجہ کسی بھی جزبات سے عاری تھا۔۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے اچھا لگتا ہے آپکے کام

کرنا۔۔۔۔۔۔۔ بے اختیار زرینہ کے منہ سے پھسلا۔۔۔۔۔۔۔ افف مگر مجھے اچھا نہیں۔ لگتا کہ تم

میرے کوئی بھی کام کرو۔۔۔۔ اس نے لہجہ میں سختی لائی۔۔۔۔۔۔۔ تو زرینہ کے چہرے پر ناگواری

اتر آئی اور وہ سیدھا کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔ ایک الگ ہی ڈرامے ہوتے ہیں گھر

میں میرے۔۔۔۔۔۔ اسنے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔ اور خود بھی کمرے کی

جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔ کمرے میں داخل ہوا تو وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ

نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔ ایک ٹھنڈی سانس بھری اسنے اگنور کرنا چاہا مگر دل

تھا کہ بغاوت پر تلا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔ آخر پیر پٹختا ہوا اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔ زریں میری

بات سنو۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے براجمان ہوا۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔۔۔ رو نہیں۔۔۔۔۔ زرینہ نے اپنی

نظریں عیسیٰ پر گاڑھی۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ جو پہلے ہی بے سکون۔ تھا اور ہو گیا۔۔۔۔۔۔ وہ کیا کہتا اسے

سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔ میں کیا کروں عیسیٰ مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ آنسوں مجھے کیوں آرہے

ہیں میں خود نہیں جانتی۔۔۔۔۔ کیا آپکی بے رخی مجھے تکلیف دینے لگی ہے۔۔۔۔۔۔ اسنے دل میں

سوچا۔۔۔۔۔۔ اور نظریں عیسیٰ پر تھی آنکھوں سے موتی جیسے آنسو گر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اب بھی وہیں

بیٹھا تھا دونوں کی زبان تالوں سے چپک گئی تھی۔۔۔۔۔۔ کمرا خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید دونوں کے پاس الفاظوں کی کمی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریں یہ رشتہ بس ایک سمجھوتہ

ہے۔۔۔۔۔۔ اس میں محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔۔ میں جب تک برداشت کر رہا ہوں تب

تک یہ رشتہ ہے میں نہیں جانتا میری برداشت کہاں تک میرا ساتھ

دیگی۔۔۔۔۔۔۔ میں نے یہ نکاح صرف بی جان کے کہنے پر کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں نہیں

چاہتا کہ تم کسی قسم کی امید باندھو مجھ سے۔۔۔۔۔۔ میں بہت برا ہو زریں میرا دل کے مقام پر پہلے ہی

کوئی قابض ہے وہ مقام میں کسی کو نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔ میری پہلی اور آخری محبت میں

کر چکا ہوں کسی سے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور شاید مجھے اب دوبارہ محبت نہ ہو کسی سے۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت جلد

اس رشتے سے آزادی مل جائے گی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا

۔۔۔۔۔۔۔ اپنی یہ دولت میں تمہارے نام لکھ دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔ علحیدگی کے بعد تم جس سے چاہو

شادی کرو جہاں مرضی چاہے جاو۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔۔۔۔۔۔۔ نظریں اب

زمین پر تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ کی یہ باتیں اسے تیر کی طرح لگیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آزادی والی

بات پر تو اسکے جسم نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا رشتے آپکے لیے مزاق ہیں

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ جب دل چاہا نکاح کیا اور جب دل چاہا زندگی سے نکال دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپکو

رشتے مزاق لگتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ ان رشتوں میں موجود کشش کو نہیں پہنچان

سکتے۔۔۔۔وہ۔غصے میں ناجانے کیا بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اگر آپکو طلاق ہی دینی ہے تو کیوں اپنا

عادی بنا رہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں اس رشتے سے باندھ رکھے ہیں۔۔۔۔۔۔کیا آپ اس

ساحرہ کی جانے کی سزا اپنے سے جڑے ہر شخص کو دینگے۔۔۔۔۔۔۔ساحرہ کے نام پر عیسیٰ

کے اوسان خطا ہوئے۔۔۔۔۔۔تم اسے کیسے جانتی عیسیٰ نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا

کیا۔۔۔۔۔۔جانتی ہوں میں سب جانتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔میں ہی پاگل تھی جو آپکو ماضی کی یادوں سے

نکالنے کے لیے پاگل ہو رہی تھی آپ جیسا شخص تو اپنے ماضی سے باہر آنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔۔میری بلا

سے کچھ بھی کریں آپ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ سارم وہیں بت بنے

کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بول تو آئی تھی نہ جانے کیا کیا مگر اب خوف ہو رہا تھا کہ عیسیٰ کیا ردعمل ظاہر کرے

گا۔۔۔۔۔۔وہ کمرے میں ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے انہیں انکے ماضی کا طعنہ نہیں

دینا چاہیے تھا وہ بیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔اب کیا کروں۔۔۔۔۔۔۔اگر انہوں نے کچھ غلط کیا تو

۔۔۔۔۔کہیں وہ اپنے آپ کو نقصان نہ پہنچا لیں۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سوچ کر دل نے ایک بیٹ مس

کی۔۔۔۔۔۔۔۔میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی یہ بول کر وہ کھڑی ہوئی مگر اگر انہوں نے مجھے

ڈانٹا تو۔۔۔۔۔۔نہیں میں کیسے جاؤ۔۔۔۔۔تبھی کہتے ہیں غصے کے وقت خاموشی بہتر ہے۔۔۔۔۔۔

الفاظ انسان کو کتنی مشکل میں پھنسا دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔یا اللہ میری مدد کریں اسنے سر پر ہاتھ

رکھا۔۔۔۔۔۔تو دل کے خیال پر رضامندی ظاہر کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب

بڑھی۔۔۔۔۔۔پیر چلنے سے انکاری ہو رہے تھے۔۔۔۔۔مگر پھر بھی قدم گھسیٹتے ہوئے وہ کمرے کی

جانب پہنچی۔۔۔۔۔۔۔سنا کر تو وہ بہت کچھ آئی تھی۔۔۔۔۔کیا عیسیٰ اسے معاف کرے

گا۔۔۔۔۔۔وہ بھی تو یہی چاہتی تھی۔۔۔۔۔مگر عیسی سے طلاق کی بات اسے تکلیف میں کیوں ڈال گئی

۔۔۔۔۔اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔اب اس پگلی کو کون سمجھاتا کے وہ تو اپنے سر کے سائیں

کے رنگ میں رنگ چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔دروازے پر دستک کیے بغیر کمرے میں داخل

ہوئی۔۔۔۔۔وہ زمین کے ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔زرینہ کی

نظر اس پر پڑی تو وہیں ٹھہر گئی کیا وہ رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔کیا مرد بھی روتے ہیں دل میں ایک

سوال آیا۔۔۔۔۔۔۔اسنے کبھی کسی مرد کو اسطرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی

اسکے پاس آئی تو عیسی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔آنکھوں میں نمی تھی اور وہ سرخ ہو رہی

تھیں۔۔۔۔۔۔وہ فورن سے اسکے پاس بیٹھی گئی۔۔۔۔۔آپ رو رہے ہیں زرینہ نے اسکے بازو پر ہاتھ

رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔نہیں اور چلی جاؤ یہاں سے ورنہ تم بھی میرے کسی غلطی کی بھینٹ

چڑھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔آواز میں لرزش واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ

۔۔۔۔۔۔اسنے اسکے گال پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔اور آنسوں اپنے پوروں سے چنے۔۔۔۔۔خدا کے لیے مت

روئے میں آپکو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔۔زرینہ کے لہجے میں صاف پریشانی تھی۔۔۔۔۔۔

میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں زریں میرے پاس تو اب کچھ کھونے کو بھی نہیں بچا۔۔۔۔۔۔میرا

سب کچھ وہ لوگ چھین چکے ہیں۔۔۔۔۔۔یہ سانسیں باقی ہیں بس وہ بھی ایک دن لے لینگے

۔۔۔۔۔۔اس اسکی اس بات نے زرینہ کی روح فنا کی۔۔۔۔۔۔اللہ آپکو میری زندگی بھی لگا دے

زرینہ کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔۔۔ہہہ تم بھی تو چھوڑ دو گی میرا ساتھ۔۔۔۔۔کوئی بھی میرا درد

نہیں سمجھ سکتا۔۔۔۔۔۔نہ بی جان۔نہ ہارون نہ تم۔۔۔۔۔۔۔۔میں اکیلا ہوں یہاں پر

۔۔۔۔۔۔اور مجھے یہاں رہنا ہی نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ہاں میں بھی اپنی ساحرہ کے پاس چلا

جاؤ گا۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ کھڑا ہوا اور کمرے سے نکل کر ٹیرس کی جانب

بھاگا۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی کیا آپ پاگل ہو گئے ہیں وہ اسکے پیچھے بھاگی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے

تھے۔۔۔۔۔۔رات کے چار بج رہے تھے اور آسمان بھی ہلکے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔وہ

کودنے کی غرض سے دیوار پر چڑھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے اوسان کھو چکا تھا وہ کیا کر رہا تھا اسکی سمجھ

سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔۔آج میں تمہارے پاس آرہا ہوں میری ساحرہ۔۔۔۔۔۔یہ کہتے ہوئے

اسنے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔۔۔اور اپنا بدن ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔جب کسی وجود نے اسکا ہاتھ

پکڑ کر زمین کی جانب کھینچا۔۔۔۔۔۔تو وہ زمیں پر آگرا۔۔۔۔۔۔پاگل ہو گئے ہیں آپ سمجھتے کیا

ہیں خود کو یہ کیا کرنے چلے تھے آپ۔۔۔۔۔۔خیال نہیں آیا کہ میرا کیا ہو گا آپکے بنا۔۔۔۔۔۔۔وہ

بولتے جا رہی تھی۔۔۔۔ سامنے وہ عیسیٰ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیوں روکا تم نے مجھے ہاں وہ کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ اپنے اور تمہارے دونوں کے غموں کا چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے یہ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ دیوار کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر پہلے میں کودوں گی۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ عیسیٰ کے آگے آئی۔۔۔۔۔۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے تمہاری پوری زندگی پڑی ہے تم کسی اور سے شادی کر لینا۔۔۔۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے بعد پل پل مرنے سے اچھا ہے آج ہی مر جاؤ آپکے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھی حاضر جوابی میں بولی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں میری زندگی پر مسلط ہو گئی ہے نہ جینے دیتی ہو نہ مرنے۔۔۔۔۔۔۔ وہ چینخا۔۔۔۔۔۔۔ آپ مسلط ہو گئے ہیں بلکہ حاوی ہو گئے ہیں مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔ کیوں آپکی تکلیف مجھے تکلیف دیتی ہے کیوں میں آپکے ان رویوں کے بعد بھی آپکے ہر حکم کی تعمیل کرتی ہوں۔۔۔۔۔۔ یہ کیا کیفیت ہے جو مجھ پر طاری ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ جو صرف آپکا نام پکارتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا اسے محبت کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر ہاں تو میں آپ سے محبت کر بیٹھی ہوں عیسیٰ۔۔۔۔۔۔ نہیں جی سکتی آپکے بغیر آپکی پسند اور ناپسند مجھے اپنی خواہش سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔۔۔ آپکی کہی ہر بار بات میرے ہر فیصلے سے اوپر ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں پہلی ایسی لڑکی ہوں جو اپنی محبت ایک ایسے شخص پر ضائع کر رہی ہے جسکے میرے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات کہہ چکی تھی اب وہ عیسیٰ کے قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی اور آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ عیسیٰ کو اس اچانک اظہار محبت پر دھچکا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کوئی

تھا جو اس سے اتنی محبت رکھتا تھا تو اسے معلوم کیسے نہیں ہوا کیا وہ زرینہ کی آنکھوں کی محبت پڑھ

نہیں پایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کیا کرتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔زرینہ کی محبت کو وہ ڈرامے کا نام دیتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا محبت اتنی جلدی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔مگر کیسے۔۔۔۔۔۔۔ابھی تو کچھ دن ہی ہوئے تھے ان کے نکاح کو

یہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔کیا وہ سچ میں محبت کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔بہت سے سوال عیسیٰ کے ذہن

میں گھومنے لگے۔۔۔۔۔۔۔مگر ان سب سوالوں کے جواب ابھی اسے تلاشنے تھے تبھی وہ وہاں سے چلا

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جسکی یاد ہے ساتھ پل پل میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوچتا ہو وہ مجھے بھی ضروری تو نہیں۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دو دن پہلے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ سے کہو جلدی نہ کرے کچھ وقت چاہیے اس پلان کو کامیاب کرنے کے

لیے۔۔۔۔۔۔۔سامنے سے آتی آواز تابش کی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ مجنو دیوانے ہو رہے ہیں اپنی معشوقہ کے لیے

۔۔۔۔۔۔حمزہ نے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے کہو صبر رکھے۔۔۔۔۔

وقت آنے پر سب ٹھیک ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ابھی زرینہ کو پہلے ملاقات کے بلاؤ۔۔۔۔۔۔شاہ سے کہو

۔۔۔۔تابش نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ ممکن کیسے ہو گا اسکے پاس تو کوئی فون بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہ

گھر سے باہر نکلتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ اسکی فکر تم مت کرو میں کچھ انتظام کرتا

ہوں۔۔۔۔۔۔ اسنے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔۔۔۔

دو دن پہلے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بھابھی۔۔۔۔۔۔ وہ باغیچے میں ٹہل رہی تھی جب تابش نے آواز دی۔۔۔۔۔۔ جی آپ کون

۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔ بھابھی میں عیسیٰ کا خالہ زاد بھائی

ہوں۔۔۔۔۔۔ آؤ اچھا۔۔۔۔۔۔۔ چہرہ نقاب سے چھپا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ اور نظریں نیچے

تھیں۔۔۔۔۔۔ کوئی کام۔۔۔۔۔ اس نے دو ٹوک بات کی۔۔۔۔۔۔ وہ بھابھی آپ سے کوئی ملنے آیا

ہے آپکے گھر سے۔۔۔۔۔۔ تابش نے کہا۔۔۔۔۔ میرے گھر سے اسکے لہجے میں حیرت

واضح تھی۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ اور کون آیا ہے۔۔۔۔۔۔ اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔۔ وہ ادھر ہیں آپ

جا کر مل لیں۔۔۔۔۔ تابش نے شرافت کی حدیں عبور کیں۔۔۔۔۔ تو وہ بھی اسکی باتوں میں

آ گئی۔۔۔۔۔۔ شاید ڈیڈ آئے ہوں ملنے دل میں ایک بات آئی وہ تابش کی بتائی ہوئی جگہ باغیچے کے

پچھلے حصے کی جانب پہنچی جہاں شاہ کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ کو دیکھ کر قدم وہیں ٹھہر

گئے۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر وہ واپس جانے لگی۔۔۔۔۔۔ زریں رکو تو سہی۔۔۔۔۔۔ شاہ نے

بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔ قدم رکے۔۔۔۔۔۔۔ زریں نہیں زرینہ کہیں۔۔۔۔۔۔۔ اس نے بغیر

کسی تاثر کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ میں نے ایسے کیا کر دیا۔۔۔۔۔۔۔کیوں تم اتنی بے رخی اختیار کیے

ہوئے ہو۔۔۔۔۔۔۔شکل رونے والی ہوئی۔۔۔۔۔۔آپ کا مجھ سے اب کوئی تعلق نہیں ہے شاہ۔۔۔۔۔

اسنے کہا پھر عیسیٰ کی کہی بات دل میں آئی۔۔۔۔۔۔شاہ میر بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے وہ الفاظ

منہ سے ادا کیے۔۔۔۔۔۔شاہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔کیا کہا

تم نے زرینہ۔۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔۔۔شاہ بامشکل بول پایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی ہمارے درمیان جو بھی رشتہ

تھا۔۔۔۔۔اب اس میں کچھ بھی باقی نہیں اب آپ سے میرا صرف ایک ہی رشتہ ہے اور

وہ وہ ماموں زاد بھائی کا۔۔۔۔۔اگر آپ اس حیثیت سے گھر میں آتے ہیں تو موسٹ ویلکم۔۔۔۔

ورنہ آئندہ میرے گھر میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔لہجہ نارمل

تھا۔۔۔۔۔۔زرینہ کی کس بات کی سزا دے رہی ہو مجھے ہاں شاہ نے اسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔۔۔تو

اسنے غصے سے شاہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ تمہیں اس عیسیٰ نے پٹی پڑھائی ہیں نہ میں دیکھ

لوں گا اس عیسیٰ کو بلکہ اسکی جان نکال لونگا۔۔۔۔۔کوئی بھی تمہیں مجھ جدا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔

جان سے مار دوں گا اس عیسیٰ کو۔۔۔۔۔۔۔یہ بات زرینہ کو تیش دلا گئی اسنے اپنا بازو شاہ سے

چھڑوایا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے گال پر رسید کیا۔۔۔۔۔۔پہلی بات عیسیٰ میرے شوہر

ہیں انکے خلاف میں کوئی بھی فضول بات برداشت نہیں کروں گی اور دوسری بات اگر آئندہ مجھے ہاتھ

بھی لگایا تو یہ ہاتھ توڑ دوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر وہ جانے لگی۔۔۔۔مگر پھر یک دم رکی اور دوبارہ

شاہ کے پاس آئی اور وہاں اگر عیسیٰ کو ہاتھ بھی لگایا نہ تو جان سے مار دوں گی تمہیں سمجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور خود بھی مر جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ جیسے بھی ہیں میرے شوہر ہے میرے دل میں اب ان کی ہی محبت ہے۔۔۔۔۔۔اب یہ نظریں بھی انکی پابند ہیں۔۔۔۔۔۔جو انکے علاوہ اب کسی پر نہیں ٹھہر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کوئی حرام رشتے بناؤ اور ملاقاتیں کروں۔۔۔۔۔۔۔۔میرے دل اور دماغ اب عیسیٰ کی محبت کے اسیر ہیں۔۔۔۔۔۔جو زرینہ آپ سے محبت کرتی تھی۔۔۔۔۔۔وہ زرینہ اشفاق احمد تھی۔۔۔۔۔۔اور یہ زرینہ عیسیٰ سارم خان ہے جو صرف اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہر لفظ زور دے کر بولی جیسے سامنے کھڑے شخص کو باور کروا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ جو تم نے ڈرامہ لگا رکھا ہے نہ بہت جلد تم پچھتاؤ گی اپنے اس تھپڑ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے آج تک شاہمیر کی محبت دیکھی اب تم نفرت دیکھو گی میری وہ یہ کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ زرینہ کا دل عیسیٰ کی جانب سے پریشان ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔۔پھر سامنے کھڑا شخص کسی ملک کا شہزادہ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

فجر کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ عیسیٰ کے دل

میں بھی احساس ڈال دے میرے لیے مجھے ان کی بے رخی برداشت نہیں ہوتی میں کیا

کروں۔۔۔۔۔۔۔اسکے دل میری طرف سے نرم کر دیں۔۔۔۔۔۔۔اسکو پہلے جیسا عیسی بنا دیں وہ رو

رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور شاید پیچھے کوئی کھڑا اسکی یہ باتیں سن رہا تھا جو وہ اپنے اللہ سے کر رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو وہ جو کسی کام سے کمرے میں آیا تھا واپس باہر چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ اسکی موجودگی کا احساس نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا میں اتنا برا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔کیا زرینہ کی تکلیف کی وجہ میں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں

ایک کے کیے کی سزا سب کو کیوں دے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔کیا مجھے اسے عزت نہیں دینی

چاہیے۔۔۔۔۔۔۔یہ میرے دل میں بھی اسکے لیے ہمدردی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یا کچھ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں محبت کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کونسی کشش ہے جو مجھے اسکی جانب کھینچ رہی ہے اسکا

رونا کیوں برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔کیوں وہ میرے حواسوں پر حاوی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔کیا

میرے دل میں بھی وہی جزبات پیدا ہو رہے ہیں جو اسکے دل میں ہیں۔۔۔۔۔۔۔یہ تو محبت کا

احساس نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ محبت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تو وہ کیا تھا جو ساحرہ سے مجھے ہوا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا وہ صرف دھوکہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے کیوں سوچ رہا ہوں اسکے بارے

میں۔۔۔۔۔۔۔کیوں وہ میری سوچوں میں آرہی ہے۔۔۔۔۔۔کیا کروں میں ایسا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا اب تک جو جیتا آرہا ہو وہ ایک دھوکہ تھا۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ نکاح کی کشش ہے جو میرا دل اسکی جانب کھینچ رہی ہے۔۔۔۔۔۔کیا میں بھی اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔تبھی تو اسکے سامنے آتے ہی دل بغاوت شروع کردیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تبھی تو چاہتے ہوئے بھی اسکو تکلیف نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔ہاں شاید یہ محبت ہے ہاں یہ محبت وہ ہے جو اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔۔۔۔۔۔۔افففففف میں بھی کتنا پاگل تھا جو اس احساس کو کب سے ہمدردی سمجھتا آیا۔۔۔۔۔۔۔میں بھی کتنا پاگل ہوں نہ۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔۔۔وہ گاڑی میں گھر سے کچھ دور ہی آیا تھا۔۔۔۔۔۔اب واپس گھر کی جانب گاڑی بڑھائی تاکہ جو محبت اسنے محسوس کی ہے اسکا اظہار زرینہ سے کرسکے۔۔۔۔۔۔۔کیا نکاح میں اتنی طاقت ہے جو انجان دلوں کو اسطرح محبت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔مگر ہر کوئی اس کشش کو نہیں سمجھ پاتا اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنی گھر اجاڑ دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بھابھی۔۔۔۔۔۔تابش کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔وہ جو نماز سے فارغ ہو کر بیٹھی تھی اچانک اسکی۔ آمد نے اسے چونکا دیا۔۔۔۔۔۔کیا ہوا ہے تابش اور یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں داخل ہونے کا۔۔۔۔۔۔اسنے کہا۔۔۔۔۔۔اور دوپٹہ چہرے پر اور سر پر

ڈالا۔۔۔۔۔۔۔بھابھی مجھے معاف کر دیں مگر عیسی کو کچھ گنڈوں نے بہت مارا ہے وہ سڑک پر زخمی

پڑا ہے۔۔۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔زرینہ کے چہرے پر پریشانی آئی۔۔۔۔کہاں ہیں وہ مجھے لے چلو انکے

پاس وہ روتے گھبرائی ہوئی بولنے لگی۔۔۔۔۔۔ہاں چلیں اسنے بھی اسے اپنے ہمراہ لیا اور دونوں گھر

سے نکل گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لوگ سڑک کے قریب پہنچے۔۔۔۔۔کہاں ہے تابش

۔۔۔۔۔۔عیسی۔۔۔۔۔وہ پیچھے مڑی مگر پیچھے کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب کسی نے اسکے منہ پر ہاتھ

رکھا وہ چینخنا چاہتی تھی مگر چینخ نہیں پائی اور اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت شوق تھا

نہ تمہیں۔۔۔۔۔۔۔اپنی محبت میں فرض نبھانے کا۔۔۔۔۔۔تمہاری۔اس بے وفائی کی سزا

تمہیں اتنے اچھے سے دونگا کہ خود کو دیکھنے سے بھی گھن آئے گی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کسی کی آواز گاڑی میں

گونجی۔۔۔۔۔۔اور اگلے ہی لمحے گاڑی دھواں اڑاتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کمرے میں داخل ہوا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔زریں آواز دی گی۔۔۔۔۔۔شاید

باتھروم میں ہو۔۔۔۔اسنے باتھروم کا دروازا کھٹکھٹایا زریں۔۔۔۔۔مگر پھر بھی کوئی جواب موصول

نہیں ہوا۔۔۔۔۔تو وہ پریشانی میں بی جان کے پاس آیا۔۔۔۔۔۔بی جان وہ بنا دستک دیئے

کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔زرینہ کہاں ہے بی جان۔۔۔۔۔اسنے پریشانی میں سوال

کیا۔۔۔۔۔معلوم نہیں بیٹے۔۔۔۔۔مگر اتنے پریشان کیوں ہو۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں بی جان یہ کہتا ہوا

وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ سوچا تھا آکر تمہیں اپنے گلے سے لگا لونگا اپنی ساری غلطیوں کی معافی مانگ لونگا۔۔۔۔۔ مگر تم چلیں گیئں مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔۔ میں نے بہت دیر کر دی شاید اس احساس کو سمجھنے میں آنسوں ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسلا۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی تو اس احساس کو کھل کر محسوس بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔ کہ یہ مجھ سے روٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔ میں پھر سے تنہا رہے گیا۔۔۔۔۔ کیا کروں میں۔۔۔ کون تمہیں مجھے واپس لادے گا۔۔ اسنے اپنا سر گھٹنوں میں دیا۔۔۔۔۔ جب ایک خیال اسکے دل میں آیا۔۔۔۔۔۔۔ ابھی اللہ۔۔۔۔۔۔۔ دل اور منہ دونوں نے ایک ساتھ ادا کیا۔۔۔۔۔۔۔ مگر میں تو بہت گناہگار ہوں۔۔۔۔ صرف مصیبت کے وقت ہی اسکو۔یاد کرتا ہوں۔۔۔۔۔ کتنا برا ہوں میں اسے احساس ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا اسنے نماز پڑھے دس سال ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اس حادثے کے بعد اس نے نماز پڑھنا چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔۔ اور بھٹک گیا تھا۔۔۔۔۔۔ پورا وجود کپکاہٹ میں تھا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے یہ کیا کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ نماز کے لیے قدم نہیں اٹھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ وضو بنا کر جب نماز کے لیے کھڑا ہوا تو اسے احساس ہوا۔۔۔۔ جو سکون کا وہ تلاشی تھا وہ تو یہاں ان سجدوں میں موجود ہے۔۔۔۔۔۔ آج وہ خود کو تنہا محسوس نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ آج اسے محسوس ہوا اسکے نافرمان ہونے کے باوجود اللہ اسکے ساتھ تھا۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے آپ سے شرم آنے لگی ۔۔۔۔۔۔ وہ کیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جس عیسیٰ نے ایک نماز نہیں چھوڑی

تھی۔۔۔۔۔وہ سارم بن کر اپنے دس سالہ زندگی غفلت میں گزارتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے تو سمجھ

تھی پھر بھی وہ بھٹک گیا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنسوں تھے۔۔۔۔۔۔۔میں گمراہ ہو گیا

تھا میرے اللہ میرے گناہوں بخش دے۔۔۔۔۔میں اپنے کیے گئے گناہوں پر شرمندہ

ہوں۔۔۔۔۔۔۔آئندہ کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دے میرے

مالک۔۔۔۔۔۔۔اسنے سجدے میں سر رکھ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔آج سارم جا چکا تھا

وہ عیسیٰ دوبارہ آ گیا تھا۔۔۔۔۔۔جو کہیں تنہائیوں میں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور سچی توبہ تو وہی ہے جسکے بعد گناہوں سے دل ہٹ

جائے۔۔۔۔۔۔اگر آپکو اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے تو فورن توبہ کر لیں۔۔۔۔کیونکہ یہ محلت

شاید آپکے نصیب میں دوبارہ نہ ملے۔۔۔۔اپنے ضمیر کی سنیں جو آپکو گناہ کرنے سے بچاتا

ہے۔۔۔۔اپنے نفس پر نہ چلیں کیونکہ یہ نفسانی خواہشات ہی ہیں جو گناہ کا باعث بنتی ہیں۔۔۔۔۔

اپنے نفس کو اگر قابو کر لیا جائے تو انسان گناہ سے بچ سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور جیسے میں پہلے بھی کہتی

آئی ہوں اپنی تنہائی پاک کریں۔۔۔۔۔تنہائی میں خود کو گناہ کرنے سے روکے۔۔۔۔۔اور جب کوئی

گناہ کا خیال آئے تو یاد کر لیں۔۔۔۔۔کہ کوئی نہیں دیکھ رہا مگر اللہ دیکھ رہا ہے فرشتے لکھ رہے

ہیں۔۔۔۔۔۔اور روک دے خود کو اس گناہ سے۔۔۔۔۔۔۔

امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ * مکاشفۃ القلوب * میں ایک حکایت نقل فرماتے ہیں :

* ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا وہ عورت کسی قافلے کے ساتھ باہر کے

سفر پر روانہ ہو گئی، جوان کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا جب قافلہ جنگل

میں پہنچا تو رات ہوئی، رات کو انہوں نے وہیں پڑاؤ کیا، جب سب لوگ سو گئے تو وہ نوجوان چپکے

😘 سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا

میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور اسی لئے میں قافلہ کے ساتھ رہا ہوں۔

*عورت بولی: *

جا کر دیکھو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟

جوان نے فرط مسرت سے سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آکر کہنے لگا کہ سب لوگ *

*غافل پڑے سو رہے ہیں۔

عورت نے پوچھا کہ :

* اللہ تعالی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ *

کیا وہ بھی سو رہا ہے؟

جوان بولا :

* اللہ تو کبھی سوتا ہے نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ *

:تب عورت بولی

لوگ سو گئے تو کیا ہوا اللہ تو جاگ رہا ہے ہمیں دیکھ رہا ہے

اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے۔

اور برے ارادے سے تائب ہو کر واپس *خوف خدا سے لرز گیا* جوان نے جونہی یہ بات سنی تو

گھر آگیا

😘 کہتے ہیں کہ جب وہ نوجوان مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا*

کیا گزری؟ ! سناؤ

:جوان نے جواب دیا

میں نے اللہ تعالی کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا اللہ تعالی نے اسی سبب سے میرے

تمام گناہوں کو بخش دیا۔

(36 مکاشفۃ القلوب ص)

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

مٹ جائے گناہوں کا تصور ہی جہاں سے اقبال

اگر ہو جائے یقین کہ اللہ دیکھ رہا ہے

دل پاک نہیں تو پاک ہو نہیں سکتا انسان

ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کی فرائض بہت

سر جھکانے سے نمازیں نہیں ہوتیں

دل جھکانا پڑتا ہے عبادت کے لیے

اقبال نے توڑ دی تسبیح اس لیے

کیا گن کے نالوں اس خدا کا جو بے حساب دیتا ہے

کوئی عبادت کی چاہ میں رویا

کوئی عبادت کی راہ میں رویا

عجیب ہے یہ نماز محبت کا سلسلہ اقبال

کوئی قضا کر کے رویا کوئی ادا کر کے رویا

علامہ اقبال۔۔۔۔

عیسی عیسی۔۔۔۔۔۔وہ غنودگی میں بھی اسکا نام پکار رہی تھی۔۔۔۔۔اسنے چشم غنودہ سے کمرے کا

جائزہ لیا۔۔۔۔۔جہاں صرف ایک پانی کا مٹکار کھا ہوا تھا اور خود کو اس نے ایک رسی سے جکڑا

ہوا پایا۔۔۔۔۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔۔۔۔۔۔میں کہاں ہوں۔۔۔۔۔۔اسنے بامشکل الفاظ ادا

کیے۔۔۔۔۔۔آنکھیں ابھی بھی مکمل نہیں کھل رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسے یاد آیا وہ تابش کے ساتھ

عیسیٰ سے ملنے آئی تھی پھر اچانک کیا ہوا تھا اسے یاد نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب سامنے

کمرے میں کوئی داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔اسنے آنکھ کھول کر دیکھنا چاہا مگر ناکام رہی۔۔۔۔۔۔۔۔جب

جانی پہچانی آواز کانوں میں پڑی۔۔۔۔۔۔ابھی تک ہوش نہیں آیا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ آواز کیسے بھول

سکتی تھی وہ اسے یاد تھا کہ یہ آواز شاہمیر کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو واشرم جانے پہلے بھی

یہ اسی حالت میں پڑی تھی اور واپس آیا ہوں تو تب بھی یہ اس نے کوئی آواز نہیں نکالی۔۔۔۔۔۔۔

سامنے والے نے وضاحت دی۔۔۔۔۔۔تم اسے چھوڑ کر گئے بھی کیسے شاہ نے سامنے کھڑے شخص کے

منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔۔۔۔۔۔اب ہوش میں لاو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔پانی دو میں خود ہوش میں

لاو۔۔۔۔۔اسنے حکم صادر کیا۔۔۔۔۔تو سامنے کھڑا شخص بھی حکم کی تعمیل کیے مٹکے پانی نکال

لایا۔۔۔۔۔۔اب تم جاؤ شاہ نے کہا تو سامنے کھڑا شخص بھی وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

اسنے زرینہ منہ پر گلاس کا پانی پھینکا۔۔۔۔۔۔تو وہ بھی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

عیسی بیٹا زرینہ نظر نہیں آرہی۔۔۔۔۔بی جان نے عیسی سے سوال کیا جو کہیں باہر جا رہا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پر ایک عجیب اداسی تھی۔۔۔۔۔۔وہ چلی گئی ہے بی جان اسنے زمین پر نظریں

گاڑھی۔۔۔۔۔۔ایسے کیسے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور کہاں چلی گئی بی جان اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔۔۔پتا

نہیں بی جان لیکن وہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا اسنے تم سے کچھ کہا تھا۔۔۔۔

آج اسکے چہرے پر اداسی دیکھ کر بی جان بھانپ چکی تھی۔۔۔۔۔۔عیسی کے جزبات زرینہ کے

لیے۔۔۔۔۔۔نہیں بی جان فجر تک تو وہ یہی تھی جب واپس آیا تو وہ گھر میں نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بی جان کو اس بات سے خطرہ محسوس ہوا کیونکہ جہاں تک زرینہ کو وہ جانتی تھی وہ کبھی ایسا

قدم نہیں اٹھاتی کیونکہ اسکے دل میں جو جزبات تھے وہ اسکی آنکھوں میں صاف موجود تھے اگر وہ

کوئی ایسا قدم اٹھاتی بھی تو پہلے ان سے ضرور مشورہ کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔یقیناً کوئی خطرہ تھا وہ کسی پریشانی

میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کیا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ جائے گی بی جان نے سوال

کیا۔۔۔۔۔۔انداز ایسا تھا جیسے سامنے کھڑے شخص کو باور کروا رہی ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

انکے سوال پر وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں بی جان۔۔۔۔۔۔۔فورن جواب آیا۔۔۔۔۔۔۔۔تو اسکا

مطلب وہ کسی مشکل میں ہے۔۔۔۔۔۔۔یعنی منظور خان اس تک پہنچ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بی جان کے

ایک سوال نے اس پر ساری بات واضح کر دی۔۔۔۔۔۔اگر ایسا ہے تو تمہیں اس منظور سے زرینہ کو

بچانا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے کہا۔۔۔۔۔۔۔بی جان ایسا ہوگا نہیں ایسا ہی ہے مجھے اسے بچانا ہوگا وہ

بنا کچھ دیکھے باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے مالک میرے بچوں کی حفاظت کر

۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے دعا مانگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ارے جان اتنی جلدی گھبرا گئی سامنے کھڑے شاہمیر کو دیکھ کر وہ ڈر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو

شاہمیر یہاں کیوں لائے ہو مجھے وہ ڈر کو چھپا کر غصے سے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں جان

یہ کیسا سوال ہے شاہمیر نے جھک کر کہا۔۔۔۔۔۔ تم سے شادی کرنی ہے تمھیں اپنا بنانا

ہے۔۔۔۔۔۔ تم تو میری ہی تھی پھر وہ عیسی آیا مگر بہت جلد اسکا کام تمام ہوگا اور تم آزاد تم پریشان

مت ہونا ٹھیک ہے شاہ نے اپنے ہاتھ سے اسکا گال چھوا۔۔۔۔۔۔۔ تھو۔۔۔

تم جیسا شخص سے اچھا ہوا میری شادی نہیں ہوئی جو خود غرض ہے۔۔۔۔۔۔ اور اگر عیسیٰ کو کچھ بھی کیا

نہ تو میں خود کو بھی مار لوں گی۔۔۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بے باکی سے کہا شاہمیر نے اپنے

چہرے پر آیا تھوک صاف کیا اور ایک زناٹے دار تھپڑ زرینہ کے چہرے پر جڑ دیا

۔۔۔۔۔۔ وہ کرسی سمیت زمین پر گری۔۔۔۔۔۔۔ آئندہ اگر ایسا کیا نہ تو جان سے مار دوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو مار دیں نہ جان سے ماریں رک کیوں گئے۔۔۔۔۔۔۔ اور ماریں جان نکال لیں میری لیکن یہ

زرینہ سوائے عیسیٰ کے کسی کی بھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہمیر مجھے ترس آرہا ہے تم پر اگر

عیسیٰ کو پتا چلا نہ تو وہ تمہاری ہستی مٹا دینگے۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ کا لہجہ طنزیہ تھا مگر آواز

قدرے بلند تھی۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاوہ عیسیٰ جو اپنے گھر کو ہی نہیں بچا پایا وہ تمہیں بچائے گا جس سے وہ

نفرت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ کا لہجہ زہر اگلنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے

تمہارا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے حیرانی سے دیکھا۔۔۔۔۔۔ تو مسز شاہمیر کو یہی نہیں پتا زرینہ نے اسکی

اس بات پر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا چلو جسکے وہ دیوانے ہوئے پھرتے تھے اسی کی زبانی سن لو۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے آواز لگائی۔۔۔۔۔۔ حرہ۔۔۔۔۔۔ سامنے سے ایک لڑکی آئی گورا رنگ۔۔۔۔۔ گولڈن بال اور جینس اور شرٹ میں ملبوس۔۔۔۔۔۔ہاں شاہ اسنے آ کر اسے مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔ آوو تو تم ہو اس بے وقوف لڑکے کی بیوی۔۔۔۔۔ویسے تو سہی جوڑی ہے تم دونوں کی ایک پاگل دوسرا نیم پاگل اسنے قہقہ لگایا۔۔۔۔۔۔ مگر اسکی بات پر کسی کو ہنسی نہیں آئی تو وہ خاموش ہوئی۔۔۔۔۔۔ اتنا بڑا دھوکہ۔۔۔۔۔ کتنی زلیل عورت ہو تم۔۔۔۔۔۔ تم نے عیسیٰ کے جذبات کا مزاق بنایا۔۔۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی یہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے کھری کھری سنائی۔۔۔۔۔۔ میں پاگل نہیں تھی خود ہی دیوانہ ہوا پھرتا تھا میرے پیچھے اور پھرے بھی کیوں نہ میں ہوں ہی اتنی خوبصورت تبھی تو دس سال سے میری محبت میں سے باہر نکل نہیں رہا۔۔۔۔۔اور بیوی بھی بچارے کو ملی تو ایسی کالی کلوٹی۔۔۔۔۔۔ اسنے منہ بنا کر بولا۔۔۔۔۔ شاہ کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔۔۔ہہہ یہ منہ اور یہ مسور کی دال۔۔۔۔۔۔ تمہیں ناجانے کتنی خوش فہمیاں ہیں نہ اپنے بارے میں۔۔۔۔۔۔زرینہ نے بھی حاضر جوابی میں کہا۔۔۔۔۔۔ تو سامنے والی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔۔۔۔

حمزہ ہمیں منظور خان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہوگی۔۔۔۔۔۔عیسی نے اپنی بات رکھی تو سامنے والے شخص نے اپنے رنگ دیکھائے۔۔۔۔۔۔ہم یہاں فضول نہیں بیٹھے اپنا کام کریں جا کر۔۔۔۔۔۔وہ حمزہ جو اسکے تلوے چاٹنے میں لگا رہتا تھا آج کس طرح اپنے رنگ دیکھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ہہہ کیا کروں میں نا جانے کتنے آستین کے سانپ پالے ہوئے ہیں میں نے۔۔۔۔۔۔اسنے اپنا فون سیٹ پر رکھا۔۔۔۔۔۔۔اور سوچنے لگا جب اسے یاد آیا تو فورن کال ملائی۔۔۔۔۔۔ہیلو اسلام علیکم سر۔۔۔۔۔۔۔وعلیکم اسلام اور بھئی برخوردار کیسے ہو۔۔۔۔۔۔آج ہماری یاد کیسے ستا گئی تمہیں۔۔۔۔۔۔ سامنے شخص نے نہایت خوش اخلاقی سے کہا۔۔۔۔۔۔ سر مجھے آپکی ضرورت ہے عیسی نے سارا معاملہ گوش گزار کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر ہمیں فوری کارروائی کرنی ہوگی۔۔۔۔۔۔مگر میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔۔۔کیسی شرط سوال عیسیٰ کی جانب سے تھا۔۔۔۔۔۔۔ تم اپنی ریٹائرمنٹ واپس لے لوگے اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو جوائن کر لوگے۔۔۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔اسنے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ سامنے والے شخص نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔وہ میری بیوی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہوگا اسے اسکی زمہ داری میری ہے۔۔۔۔۔ مگر تم واپس جوائن کروگے۔۔۔۔۔۔بس میں نے کہہ دیا یہ کہہ کر سامنے والے شخص نے فون کاٹ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔شہہ تبھی میں انکو کال نہیں کر رہا تھا مگر زرینہ تمہارے لیے۔۔۔۔۔وہ یہ کہتا ہوا حنا اور کے جانب گیا۔۔۔

یہ عیسیٰ نے تمہیں کیا پلا دیا ہے کونسا جادو کر دیا ہے جو تم اسکی دیوانی ہوئی پھر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا تمہیں میری دیوانگی نظر نہیں آتی میرا پاگل پن تم نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔۔۔ شاہ نے زرینہ

سے کہا۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ حرہ وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یار یہ اس میں ہے کیا جو یہ

شاہمیر اسکے پیچھے مر رہا ہے جبکہ برابر میں اتنی حسین لڑکی کھڑی ہے۔۔۔۔۔۔ حرہ نے دل ہی

دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہمیر۔۔۔۔۔۔۔۔ تم اس احساس کو کبھی سمجھ ہی نہیں

سکتے۔۔۔۔۔۔ تم نے کبھی محبت کی ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ یہ جسکو تم محبت کا نام دے رہے ہو نہ یہ

صرف ضد ہے تمہاری۔۔۔۔۔۔۔ مجھے حاصل کرنے کی ضد۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میرے دل کو اللہ

نے عیسیٰ کی محبت دی ہے۔۔۔۔۔۔ اپنے آپ کو اتنا نہ گراو کے نفرت کے قابل بھی نہ

رہو۔۔۔۔۔۔۔ میں جس شاہمیر کو جانتی تھی وہ تو کوئی اور تھا اور ابھی جو میرے سامنے کھڑا ہے

یہ تو کوئی اور ہی شاہمیر ہے جو صرف اپنی زات کا سوچ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے روتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا تم خود غرض نہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔ یہ زرینہ تم ہی ہو جس نے مجھے یہ سب

کرنے پر مجبور کیا ہے۔۔۔۔۔۔ اگر تم میرے ساتھ آجاتی تو یہ نوبت نہ آتی۔۔۔۔۔۔ تم نے

مجھے شاہ سے شاہمیر بننے پر مجبور کیا ہے اور اب تم کو میں بتاؤ گا کہ بے وفائی کسے کہتے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔ شاہ کی آنکھوں میں قرب واضح تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جانے کی غرض سے

مسڑا۔۔۔۔۔۔۔۔اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ سب کرنے سے تمہیں کوئی فائدہ ہو گا تو تم غلط ہو۔۔۔۔۔۔
تمہارا ہونے سے پہلے ہی میں اپنی جان دینا پسند کروں گی۔۔۔۔۔۔۔وہ چیخ کر بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو شاہ
ایک پل کو رکا جتنی آسانی سے مان جاؤ گی اتنا اچھا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔یہ کہتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔
حرہ وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔فضول میں تم اپنا وقت برباد کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔عیسی تو کبھی تمہارا
ہونے والا نہیں ہے اگر اسے معلوم ہوا نہ میں زندہ ہوں تو بھاگا چلا آئے گا میرے
پاس۔۔۔۔۔۔۔حرہ نے اپنی آنکھ دبائی اور طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم جیسی لڑکی کو عیسیٰ آنکھ اٹھا کر بھی
نہ دیکھیں کتنی پاگل ہو نا تم عیسی کے خلوص کو تم نے مزاق بنا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر کیا کیوں ایسا
ہاں۔۔۔۔۔۔۔وہ رسیوں سے بندھے ہونے کے باوجود دلیری سے انکی لفظی گولہ باری کا مقابلہ کر رہی
تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یو نو واٹ۔۔۔۔۔۔جب میں اس سے ملی تھی نہ۔۔۔۔۔۔۔وہ تب
سے دیوانہ تھا میرا تو میں نے سوچا کہ بکرا خود ہاتھ آیا ہے کیوں نہ کچھ فائدہ اٹھایا جائے
۔۔۔۔۔۔مگر وہ تو جزبات کے دریا میں بہتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔یہاں تک کہ شادی کا پرپوزل
بھیج دیا۔۔۔۔۔۔۔۔اب میں ساری زندگی۔۔۔۔۔یہ معصومیت کا ڈھونگ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔
تو میں بھاگنے لگی رات کو تبھی میری ملاقات ہوئی عیسیٰ کا دشمن منظور خان عجیب ہی کوئی
کمینہ شخص ہے دولت کے لیے اپنے ہی بھائی کو مار دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔خیر منظور خان سے کی میں نے ڈیل
کے میں اسکے بھائی صفدر خان اور انکی بیگم کو اس تک پہنچاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔اور وہ مجھے امریکا

میں گھر لے کر دیگا۔۔۔۔۔۔ مگر اسکی قسمت کے وہ اپنے بھتیجے کی کاروائی پر ڈرگس کے کیس میں

اندر چلا گیا۔۔۔۔۔ بڑا شوق تھا عیسیٰ کو سچ کا ساتھ دینا کا اپنے ہی چاچو کے خلاف کھڑا

ہو گیا۔۔۔۔۔ مگر فائدہ ہر چیز سے ہاتھ دھو بیٹھا۔۔۔۔۔۔ منظور خان کا کام میں نے انجام دیا وہ تو

سوچ بھی نہیں سکتا ہو گا کہ اسکی معصوم ساحرہ نے یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔۔ پھر خبر آئی کہ منظور

خان کا کیس بند ہو گیا ہے آفیسر عیسیٰ نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے۔۔۔۔۔۔۔ بس وہیں میرا کام

بھی آسان امریکہ میں رہنے لگی۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ساری داستان سنائی۔۔۔۔۔ زرینہ اسے

حقارت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔۔ تبھی میرے اللہ نے انکی محبت میرے دل میں ڈالی

ہے عیسیٰ جو ٹوٹ گئے ہیں انہیں جوڑنے کا کام مجھے دیا ہے۔۔۔۔ تا کہ وہ پھر تم جیسے خودغرض لوگوں کا

کھلونا نہیں بنے۔۔۔۔۔ کتنی گری ہوئی ہو تم۔۔۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ زرا بھی نہیں کانپے یہ کرتے ہوئے

۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی عیسی کو دھوکہ دیتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو تمہیں اپنی عزت بنانا

چاہتے تھے۔۔۔۔۔ مگر تم۔۔۔۔۔۔۔۔ کتنی گھٹیا عورت ہو تم۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے اپنی خاموشی

توڑی۔۔۔۔۔۔ اگر میرے ہاتھ کھلے ہوتے تو تمہارا حشر بگاڑ دیتی غلیظ عورت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بسسس

اوقات میں رہو اپنی تمہارا یہ لیکچر نہیں سننا میں نے۔۔۔۔۔۔ اسکا دکھ بھی ختم ہو

جائے گا جیسے ہی وہ یہاں آئے گا۔۔۔۔۔۔ حرہ نے زرینہ کے بالوں کو گدی سے

دبوچا۔۔۔۔۔۔ بہت پچھتاؤ گی تم ساحرہ۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے دانت بھینچ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

ساحرہ نہیں حرہ۔۔۔۔۔۔۔یار سچ بتاؤ نہ وہ اتنا بیوقوف ہے میرے سیدھے سادے

بننے کا ڈرامہ بھی بھانپ نہیں پایا۔۔۔۔۔۔۔تم بھی کتنے بیکار شخص کے لیے یہ تکلیف برداشت کر رہی ہو

میری مانو تو شاہ کی بات مان جاؤ۔۔۔۔۔۔۔وہ عیسیٰ تو ویسے بھی اکیلا ہے مر جائے گا تو کسی کو دکھ

بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔دیکھو زندگی میں یہ محبت کچھ نہیں ہوتی اسکے لیے اپنی زندگی تو داؤ پر نہ

لگاو۔۔۔۔۔۔۔اگر یہ الفاظ منہ سے نکالے بھی نہ منہ توڑ دوں گی۔۔۔۔۔۔۔تم جیسی لڑکی کیا

جانے محبت کس پاک رشتے کا نام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تم جیسی لڑکی کو تو صرف پیسہ نظر آتا ہے

۔۔۔۔۔بس بس یہ فضول کے لیکچر مجھے نہ سیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو گا تو وہی جو منظور خان چاہتا

ہے۔۔۔۔۔۔۔اسنے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا۔۔۔۔۔۔ ٹچچچ۔۔۔۔تمہاری غلط فہمی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔ہو گا وہی جو میرے رب چاہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔تم لوگ جتنی بھی چال چلو لیکن یہ

تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گی۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ بہترین چال چلنے والا میرا رب ہے۔۔۔۔۔۔۔ابھی

اسنے تمہاری۔رسی ڈھیلی چھوڑی ہے جب وہ کھینچے گا نہ تو سنبھل بھی نہیں۔پاؤ گے تم لوگ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک فیصلہ وہ ہے جو انسان کرتا ہے اور ایک فیصلہ وہ ہے۔۔۔۔۔۔۔جو رب العالمین

کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔تم لوگوں کی چالیں تم پر نہ پلٹ جائیں کہیں۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے چہرے پر

مسکان سجا کر بولا تو سامنے کھڑی لڑکی کہ صرف گھور کر رہے گئی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یار خاور میں پولیس فورس دوبارہ جوائن کر رہا ہوں یہ بس ایک ہی ذریعہ اسے بچانے کا۔۔۔۔۔۔

سر جیسا آپکو ٹھیک لگے۔۔۔۔۔۔ خاور نے ادب سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔ سر نہ بولا کرو اس

مشکل وقت میں تم ہی ہو جو نہیں بدلے باقی سب نے اپنے رنگ دیکھائے ہیں۔۔۔۔۔۔

بھائی بولا کرو کیونکہ تم مجھے ہارون کی طرح عزیز ہو۔۔۔۔۔۔۔ یہ بڑا پن ہے آپکا ورنہ مجھ جیسے کو یہ

عزت کہاں نصیب ہوتی۔۔۔۔۔ خاور ایسی باتیں نہ کیا کرو۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسی نے اسے

ڈانٹا۔۔۔۔۔۔ سوری سر۔۔۔۔۔۔ مگر آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم کیا کہو۔۔۔۔۔۔ عیسی کا

لہجہ نرم تھا۔۔۔۔۔۔ سر مجھے تابش پر شک ہے اسکی حرکتیں عجیب ہیں۔۔۔۔۔۔ سر مجھے

اس اغوا کے پیچھے بھی کہیں نہ کہیں اسی کا ہاتھ لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے ایسا لگتا ہے اسکے منظور

خان سے تعلق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے وہ ایسا کیوں کریگا۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ کو

اسکی یہ بات حیرت میں مبتلا کر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی

تھی۔۔۔۔۔۔ ہم بغیر ثبوت کے کوئی بھی بات نہیں کر سکتے خاور مسلہ یہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں

میرا ایک کام کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ تم جاؤ گے منظور خان کے سامنے اور مجھ سے غداری کی ایکٹنگ کرو

گے۔۔۔۔۔۔ تو ادھر جتنے بھی چہرے ہیں وہ سامنے آئیں گے۔۔۔۔۔ مگر سر وہ مجھے پہچانتے ہیں

میرا یہ کام امپاسبل ہے خاور نے مسلہ بیان کیا۔۔ آہ یہ تو میں کیسے بھول سکتا ہوں ایک

کام کرتے ہیں۔۔۔۔ تم اپنا بھیس بدل کر جاؤ گے۔۔۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے حیرت سے

آنکھیں لیے اسکو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔تم اکیلے نہیں ہوگے۔۔۔۔۔۔تمہارے ساتھ میں بھی ہونگا اور

آئی جی کو فون کر کے کہہ دو میں جوائنگ دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔۔۔۔اسفندیار کو کہنا کہ وہ پولیس

فورس کو ریڈی رکھے اگر کچھ مسلہ درپیش ہوا تو حملہ کرنے کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔سر

مگر یہ حملہ کرنا کب ہے۔۔۔۔۔۔۔خاور نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔کل ہمیں انکے اڈے میں

داخل ہونا وہاں کے ماحول کے مطابق طے ہوگا۔۔۔۔کہ ریٹ کب مارنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں کچھ لڈیز

جوتے اور کپڑوں کا اریجمنٹ کرو ہم وہاں انہیں کپڑوں میں جائیں گے اور صبح فجر میں تیار

رہنا ہے ہم صبح ہی وہاں کے لیے روانہ ہونگے اسفندیار کو ہم وہاں کی خبریں دیتے رہیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

سائیں مجھے کچھ بتانا ہے آپکو۔۔۔۔۔۔۔چوکیدار بھاگ کر اسکی گاڑی کے قریب آیا وہ جو سوچوں

میں گم تھا سوچوں کی دنیا سے باہر آیا۔۔۔۔۔۔۔ہاں بولو یاد خان کیا بات ہے وہ گاڑی سے باہر آیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سائیں آج میں نے زرینہ بی بی کو جاتے دیکھا تھا تابش سائیں کے ساتھ وہ بڑی

پریشانی میں بھاگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسکے بعد نہ تابش سائیں گھر آئے نہ بی بی جی

۔۔۔۔۔۔مجھے ثمرہ نے بتایا تو سوچا سائیں آپکو بتا دوں شاید آپکی کچھ مدد ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔کیا

تم سچ کہہ رہے ہو تم نے تابش کو ہی دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے ایسے پوچھا جیسے اسے یقین ہو کہ اسنے

کچھ غلط سنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔جی سائیں تابش سائیں ہی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیں میرا نام نہ لیجیے گا ورنہ تابش سائیں فضول میں مجھ سے دشمنی لے لینگے۔۔۔۔۔۔۔۔تم پریشان نہ ہو ریاد تمہارا نام کہیں نہیں آئے گا۔۔۔۔۔۔اور یہ لو کچھ پیسے اپنے بچوں کے لیے کچھ اچھا لے جانا۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے پانچ ہزار کے دو نوٹ اسکی جانب بڑھائے۔۔۔۔۔۔۔نہیں سائیں میں یہ کیسے لے سکتا ہوں نہیں آپکے ویسے بھی بہت احسان ہیں مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔۔۔ریاد یہ لو اور دعا کرو کہ میں جس مقصد کے لیے جا رہا ہوں وہ کامیاب ہو۔۔۔۔۔۔تم جیسے ایماندار لوگ ہی میری طاقت ہیں اسنے مسکراتے ہوئے سامنے کھڑے شخص کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیں اللہ سائیں آپکو آپکے مقصد میں کامیابی دے۔۔۔۔۔۔اسنے دعا دی۔۔۔۔۔۔تو عیسیٰ نے بھی دل سے آمین کہا۔۔۔۔۔۔۔آج وہ بلکل بدل چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔کہاں وہ ملازم سے بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔آج ریاد کے چہرے کی خوشی اسے ایک پل کو سکون دے گئی۔۔۔۔۔۔۔زرینہ اللہ حفاظت میں رکھے تمہیں کل میں آجاؤ گا ادھر۔۔۔۔۔۔۔اللہ مجھے کامیاب کرے ۔۔۔۔۔۔اسنے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔۔۔۔اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

آسمان گہرا جامنی تھا۔۔۔۔۔۔اسنے وضو بنایا اور نماز کے لیے امام کے پیچھے کھڑا

ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صبح کا سکون وہ منظر اسے اپنی روح میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔نماز سے

فارغ ہوا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب

کرنا۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ آج بہت سالوں بعد مجھے جائز محبت ہوئی ہے اسے مجھ سے ملوادے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حفاظت کرنا میرے اللہ۔۔۔۔۔۔۔میں بہت گناہگار ہوں مالک اپنے اس بندے پر

تو اپنا رحم کرنا اور مجھے کبھی بھی راہ حق سے بھٹکنے نہیں دینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے زندگی میں بہت

سے فیصلے غلط کیے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ان میں ایک میری حق کے راستے سے ہٹنے کا فیصلہ مجھے

ریٹائرمنٹ نہیں لینی چاہیے تھی۔۔۔۔۔۔لیکن جو پہلے کیا تھا اب ایسا نہیں

ہوگا۔۔۔۔۔۔۔مجرم اپنے انجام کو ضرور پہنچے گے۔۔۔۔۔۔۔بس آپ مجھے طاقت دینا ان سب

چیزوں سے لڑنے کی اور مجھے ثابت قدم رکھنا آمین۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ

پھیرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور گھر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں سے اسے مشن کے لیے نکلنا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سنو میرے یہ ہاتھ کھول دو مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔۔۔۔۔اسنے سامنے بیٹھے شخص سے

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھیں میں یہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔میں آپکی عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ

عیسی سائیں کی وائف ہیں انکے ڈیڈ کے بہت احسان ہیں میرے گھر پر۔۔۔۔۔۔۔۔سامنے کھڑا

شخص جو کہ بیس کے لگ بھگ تھا نظریں نیچے رکھتے اسنے اپنی بات کی۔۔۔۔۔۔۔ دیکھو تمہیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے ایک بار کھول دو۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نماز پڑھ لوں تو مجھے دوبارہ باندھ دینا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے التجاء کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھیں میں یہاں کام کر رہا ہوں لیکن میں انکا بندہ نہیں ہوں میں عیسیٰ سائیں کی وجہ سے یہاں کام کر رہا ہوں انہیں مجھ پر شک ہے کہ میں ان سے غداری کر رہا ہوں اگر میں نے آپکے ہاتھ کھول دیے تو انکا یہ شک یقین میں بدل جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ پھر آپ کے ساتھ یہ جانور نا جانے کیا سلوک کریں۔۔۔۔۔۔ انہوں نے میرا فون بھی لے لیا ہے اور میرے پیچھے اپنا ایک بندہ بھی لگایا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ تبھی میں عیسیٰ سائیں کو کوئی خبر نہیں دے سکتا ورنہ یہ لوگ عیسیٰ سائیں کو نقصان پہنچا دیں گے۔۔۔۔۔۔۔ اور میں جانتا ہوں عیسیٰ سائیں ضرور آپکو بچانے آئیں گے آپا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنی بات تفصیلی بیان کی۔۔۔۔۔۔ آواز بہت دھیمی تھی جو صرف زرینہ تک ہی بامشکل پہنچ پائی۔۔۔۔۔ اداس نہ ہوں آپ۔۔۔۔۔۔۔ میں ایک کام کرتا ہوں آپکو مٹکا لا دیتا ہوں آپ وضو کرلیں اور نماز یہیں ادا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتا ہوا مٹکا لے آیا۔۔۔۔۔۔ اسنے زرینہ کے ہاتھ کھولے۔۔۔۔۔۔۔ اور مٹکا آگے بڑھایا۔۔۔۔۔ آپا جلدی وضو کریں اگر کوئی آگیا تو مسلہ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ نماز پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی ۔۔۔۔۔۔ کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔ پیچھے سے حرہ کی آواز نے دونوں کو چونکا دیا۔۔۔۔۔۔۔ وہ وہ میں

نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حرہ نے ایک آئی برو اچکائی۔۔۔۔۔۔۔اچھا بھئی اب تم جیسی لڑکی بھی نماز پڑھتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ خاموش رہی وہ جانتی تھی کہ حرہ وہ کیچڑ ہے جس میں پتھر پھینکا تو چھینٹے خود پر آئیں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میں نے معلوم کیا ہے اسے کچھ لوگ ڈیل کے لیے چاہیے۔۔۔۔۔۔ہم ڈیلر بن کر جائیں گے ادھر۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے پنک کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا آنکھوں میں گہرا کاجل اور ہونٹ سرخی سے سجے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔نقلی بالوں کی چوٹی باندھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اگر ہارون اسے ایسے دیکھ لیتا تو اسکا بے حد مزاق بناتا۔۔۔۔۔۔۔سامنے خاور نے بھی کچھ اسی طرح کی ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن کس چیز کی ڈیل ہے خاور نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈرگس کی اور کس چیز کی امید رکھتے ہو تم اس منظور خان سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہم ایسا شو کریں گے کہ ہم بہت دور سے آئیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکی قیمت بھی ڈھنگ کی لگائیں گے تاکہ وہ لالچی لالچ میں آکر ہمیں وہیں روک لے پھر میں وجدان کو بول کر زرینہ کا پتہ حاصل کرلوں گا۔۔۔۔۔۔آج کل وہ وہیں رہتا ہے میرے کہنے پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں پتا ہے خاور منظور خان کی ایک بات بہت ہی بری ہے وہ ہے لالچ۔۔۔۔لالچ انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔اور انسان کو پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ کب لالچ کے جنگل میں گم ہو جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے یقیناً سونے کا۔انڈا دینے والی مرغی کی کہانی سنی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔بس اس میں بھی لالچ ہی تھی جو

کسان کو لے ڈوبی ورنہ ایک انڈا بھی اسکے کام کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زیادہ کی ہوس انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے جو چیزیں اللہ نے انہیں دی ہیں اس پر شکر ادا کرنے کی بجائے وہ زیادہ کی خواہش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہی بات لوگ سمجھ نہیں پاتے۔۔۔۔بس امیر ہونے کی تدبیر سوچتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔۔۔۔۔۔اور خاور کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔سر یہی دنیا ہے اگر ہم شکر گزار ہوں تو اللہ ہمیں مزید اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے مگر یہاں حد سے لوگ جو انکے پاس موجود ہے وہ بھی کھو دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔خاور نے سامنے ونڈو پر نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔۔۔۔میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہ دولت کو چھوڑ کر ایک ایسی جگہ چلا جاؤ جہاں میں ایک عام انسان کی طرح زندگی گزاروں۔۔۔۔۔۔۔یہ دولت یہ شہرت ان میں میرا دم گھٹتا محسوس ہوتا ہے یہ بنگلے یہ گاڑیاں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے کوفت دلانے لگیں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ان میں سکون نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لوگ کہتے ہیں پیسا ہو تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔میں کہتا ہوں پیسا آپکو خوشی نہیں دے سکتا۔۔۔۔وہ خوشی جو آپ کو اپنی روح سے محسوس ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ خوشی پیسا نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔یہ سکون پیسا نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے دیکھا ہے نہ ان غریبوں کے چہرے کی مسکراہٹ جن کے آگے یہ دولت کچھ نہیں ہے ایک الگ سکون ہوتا ہے انکے چہرے پر۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتے ہونگے مسائل لیکن انکے چہرے پر سکون میری پوری دولت کو ایک منٹ میں ضائع کر دیتا ہے میں بھی ان جیسے سکون متلاشی

ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے سر جھکا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر ایسا سکون تو صرف خدا کی یاد میں

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ہم لوگ اس دنیا کہ چھل پہل میں اتنا مصروف ہیں کے اللہ کو یاد کرنا چھوڑ دیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ یاد ہی تو ہے جو ہمیں سکون کی منزلوں پر پہنچاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر ہمیں یہ یاد

صرف مصیبت میں ہی آتی ہے اسنے یہ کہہ کر گاڑی روکی۔۔۔۔۔۔۔۔سر ہم پہنچ چکے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے عیسیٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔ہمم اور مجھے سر نہیں بھائی بولنا اور وہاں

مجھے تم آپا کہہ کر بلاؤ گے سمجھے۔۔۔۔۔۔۔۔جی سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری سر اسنے عیسیٰ کی نظریں خود پر پائیں تو جلدی بولا۔۔۔۔۔۔۔اوہ آئی مین سوری بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے جلدی سے کہا تو عیسیٰ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چلو اب

میرے چھوٹے بھائی آئی مین منی وہ مسکرایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو خاور نے بھی سر کو خم کیا اور اسکے

پیچھے چل دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا منظور خان ہیں اسنے سامنے کھڑے شخص سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں مگر محترمہ آپ

کون۔۔۔۔۔۔۔۔سامنے کھڑے شخص نے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔ہم ڈیلر ہیں ڈیل کی غرض سے آئے ہیں

منظور خان نے ہی بلایا ہے ہمیں۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے زنانی آواز بنائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔زندگی میں سب سے

زیادہ اہم کیا۔۔۔۔۔۔۔۔سامنے کھڑے شخص نے سوال کیا شاید یہ کوئی پاسورڈ تھا جو ہر ملاقات

کرنے والے سے پوچھا جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خاور نے جھٹ سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منظور خان کی عزت۔۔۔۔۔۔۔۔ تو سامنے کھڑا شخص مسکرایا آپ اندر کمرے میں انتظار کریں میں انکو اطلاع کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی اچھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر اندر ڈرائنگ روم کی جانب بڑھے۔۔۔۔۔۔ یار ایسا بھی کوئی کوڈ ورڈ رکھتا ہے میری تو ہنسی ہی نہیں رک رہی پہلے مجھے شبہ تھا اسکی دماغی حالت پر اب یقین ہو گیا ہے کہ یہ نفسیاتی مریض ہے عیسیٰ نے بامشکل اپنی ہنسی روکی۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور بھی اپنے سر کا اتنا بدلا روپ دیکھ کر حیران تھا کہاں وہ ہنستا نہیں تھا اور آج اسکے چہرے کی مسکراہٹ نہیں جا رہی شاید یہ ملاقات کی خوشی ہے جو اسے بات بات پر ہنسنے پر مجبور کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے خود کو جلد ہی کمپوز کیا۔۔۔۔۔۔۔ سامنے سے منظور خان چلتا ہوا آیا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں تو تم لوگ یہاں کیا لینے آئے ہو۔۔۔۔ منظور خان نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ ہم آپکے ساتھ کاروبار کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ مگر کیوں سامنے سے سوال کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ اب آپ جیسے ایماندار شخص کو تلاش کرنا اس دنیا کتنا مشکل ہے اور ہم بھی آپکی طرح اس عیسیٰ کے دشمن ہیں اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔۔۔۔ آ تو تم بھی اس عیسیٰ۔ کے ڈسے ہوئے ہو۔۔۔۔ جی خاور نے فرمانبرداری سے کہا۔۔۔۔۔۔ تم نے بلکل ٹھیک کہا دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں کیسے مان لوں کہ تم اسکے دشمن ہو۔۔۔۔۔۔۔ منظور خان نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بیوی لا سکتے ہیں ہم تمہارے پاس۔۔۔۔۔۔ عیسی جھٹ سے بولا وہ جانتا

تھا کہ منظور خان ضرور کوئی نہ کوئی ایسی بات کہے گا جس سے اسے زرینہ تک پہنچنے کا سوراخ مل جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہہ وہ تو پہلے ہی میرے پاس ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔منظور خان نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔اچھا ایسا ہے مگر مجھے اپنے ذرائع سے خبر ملی ہے کہ وہ تو اپنے گھر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ اسے باتوں میں الجھانے لگا۔۔۔۔۔۔۔اوئے چھوٹو اسٹور روم میں جا کر دیکھ وہ لڑکی ادھر ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے سامنے کھڑے شخص کو کہا تو وہ بھی بھاگتا ہوا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یار یہ نا جانے کیسے بچا ہوا ہے اسکو اتنی بھی عقل نہیں کہ یہ بات آہستہ بولے۔۔۔۔۔۔عیسی نے دل ہی دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔ سر وہاں لڑکی ہے اور شاید بے ہوش ہے۔۔۔۔۔۔۔اسکی اس بات سے عیسیٰ کی آنکھیں سرخ ہوئی اور رگیں اُبھری۔۔۔۔۔۔۔دیکھا میں نے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ منظور خان نے ہنس کر بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی اگر آپ ہمارے ساتھ ڈیل کرتے ہیں تو ہم آپکو ڈبل پیسے دینے کو۔تیار ہیں خاور نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں تم ہجیڑو پر کیسے یقین کر لوں۔۔۔۔۔۔۔منظور خان نے کہا تو عیسیٰ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور ساتھ پڑا بریف کیس اٹھا کر اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔

یہ سارے پیسے تمہارے ہے اگر مزید چاہئے تو بتاؤ۔۔۔۔۔پیسے دیکھ اسکے آنکھوں میں چمک آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو کم ہیں مزید ایسے تین دو تو منظور خان کی بات ادھوری رہی تو عیسیٰ بیچ میں بول

اٹھا۔۔۔۔ڈیل ڈن۔۔۔۔۔۔۔اب ہم یہاں آرام کرنا چاہیں گے۔۔۔۔۔۔کیونکہ بہت تھک گئے ہیں

لمبے سفر سے۔۔۔۔۔۔۔خاور نے کہا۔۔۔۔۔۔۔جی ضرور یہ سامنے والا کمرہ آپکا

ہے۔۔۔۔۔۔۔آپ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔منظور خان آج پھر لالچ میں

آگیا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی بولتی تو ان کاغذ سے بھرے بریف کیس نے بند کر دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مزید کچھ بات کرنے سے پہلے ہی عیسیٰ اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی جانب

بڑھا۔۔۔۔۔۔۔اور خاور بھی اسکے ہمراہ ہوا۔۔۔۔۔۔انکی ہر چال پر نظر رکھو خاص کر اس

پنک کلر والے بجیڑے پر مجھے شک ہے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اسنے حرہ کو بلا کر

کہا۔۔۔۔۔۔جی جیسا آپ کہیں۔۔۔۔۔۔حرہ نے بھی فرمانبرداری دیکھائی۔۔۔۔۔۔تمہیں

یہ لگتا ہے کہ اس نے ہم پر اعتبار کر لیا۔۔۔۔۔۔اسنے سامنے کھڑے خاور سے

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے تو یہ لگتا ہے وہ کوئی ڈرامہ کر رہا ہے ہمیں محتاط رہنا ہو گا اگر اسے بھنک بھی

پڑی کہ ہم کیوں آئے ہیں یہاں تو وہ زریں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس نے خاور ہدایت

کی۔۔۔۔۔۔وہ یقیناً ہمارے پیچھے اپنے آدمیوں کو بھیجے گا ہمیں اپنا ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا

ہو گا۔۔۔۔۔۔خاور نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور کہا۔۔۔۔۔۔رات کہ پہر میں

اسٹور روم میں جاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔ابھی جانا امپاسبل ہے اسکے آدمی مکھیوں کی طرح ہر طرف

پھیلیں ہیں۔۔۔۔۔۔جب تک کمرے میں ہی رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اسفندیار کو کہو کہ کل حملہ

کر دیں کیونکہ ہم زیادہ دیر تک یہاں رک نہیں سکتے۔۔۔۔۔۔رات کو زریں کو لیکر تم یہاں سے

بھاگ جاؤ گے اور گھر چھوڑ آوو گے جبکہ میں یہاں کام مکمل کر کے ہی واپس لوٹوں گا۔۔۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے کبھی واپسی نہ ہو میری تم نے بی جان کو کہہ دینا ہے کہ اسکا خیال

رکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے خاور کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔میں آپکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا

آپ بھابھی کہ ساتھ چلیں جائے میں یہی روکوں گا۔۔۔۔۔۔۔لہجہ پریشانی سے بھرا

تھا۔۔۔۔۔۔نہیں خاور یہ کام میرا فرض ہے جو میں نے بہت سالوں پہلے ادھورا چھوڑ دیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔اب اسے مکمل کرنا بھی میری زمہ داری ہے۔۔۔۔۔۔۔سر مجھے کچھ ہوا تو میرا مسلہ

نہیں ہے لیکن آپ۔۔۔۔۔۔خاور نے نظریں نیچے کی۔۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں ہو گا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے

وجدان سے کسی بھی صورت ملنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔وہی ہے جو تمہیں اور زریں کو یہاں سے نکال سکتا

ہے۔۔۔۔۔۔تم نے پہلے بھی اسکی مدد کی تھی اسکے لیے شکریہ خاور عیسیٰ نے خاور کو

دیکھا۔۔۔۔۔۔۔زرینہ مجھے میری چھوٹی بہن کی طرح لگی تھی۔۔۔۔۔۔جواب میرے ساتھ نہیں

ہے۔۔۔۔۔۔ان ظالم لوگوں نے ہی اسکو میری آنکھوں کے سامنے مار ڈالا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔خاور کی

آنکھوں میں نمی جھلکی۔۔۔۔۔۔۔۔تو عیسیٰ نے اسے کندھے سے پکڑا۔۔۔۔۔۔۔وہ رو رہی تھی تڑپی تھی

مگر میں اسے بچا نہیں پایا ان ظالموں سے۔۔۔۔۔۔۔۔خاور نے آنسوں صاف کیے تو عیسیٰ نے

اسے گلے سے لگالیا--------میں ان سب کا بدلا لونگا--------ان سے----------عیسی نے کہا

لہجے میں درد واضح تھا------------

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے تین بج رہے تھے--------وہ کمرے سے نکلا ساتھ حناور بھی تھا--------لاونج پورا خالی

تھا وہ دبے قدموں سے اسٹور روم کی جانب بڑھے--------اگر کوئی بھی سامنے آئے اور روکنے کی

کوشش کرے تو تم جانتے ہو تمہیں کیا کرنا ہے--------عیسی نے تنبیہ کرنے والے انداز میں

کہا--------جی میں باہر ٹھہرتا ہوں--------اور ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھتا ہوں--------

آپ بھابھی کو باہر لے آئے--------یہ بول کر حناور اسٹور روم کے گیٹ کے باہر کھڑا ہو گیا

--------دروازا ہلکا سا کھلا تو سامنے وجدان کرسی پر بیٹھا تھا ایسا معلوم ہوتا کہ وہ زرینہ کی

حفاظت کے لیے بیٹھا ہے--------وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیٹھا شخص

چونکا--------زرینہ بھی ہوش میں تھی---------وہ بھاگ کر زرینہ کے سامنے کھڑا

ہو گیا---------دیکھو اگر تم نے انکو ہاتھ بھی لگایا تو یہ گولی مار دوں گا تمہیں--------وجدان نے عیسیٰ

پر بندوق تانی--------عیسی مسکراہٹ دباتا اسکے قریب آیا--------زرینہ کہ چہرے پر بھی

پریشانی کی وجہ سے پسینے کی ننھی ننھی بوندیں ابھر آئیں---------یااللہ حفاظت کریں

-------میری---------وہ دعا مانگنے لگی--------اوئے پاگل میں ہوں عیسیٰ-------اسنے

وجدان کو کہا تو وجدان کی جان میں جان آئی۔۔۔۔۔ عیسیٰ بھائی مجھے معلوم تھا آپ ضرور آئیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وجدان عیسیٰ کے گلے لگا۔۔۔۔ تو عیسیٰ نے بھی اسکے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیں آج ہی زرین کو یہاں سے نکالنا ہے تم خاور اور زرین کو یہاں سے نکلنے میں مدد کرو گے۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے کے راستے سے جاؤ اب راستہ صاف کرو۔۔۔۔۔ اور دیکھو گیٹ پر کون کھڑا ہے تم اور خاور جا کر راستہ دیکھو کوئی منظور خان کا چمچہ تو نہیں ہے ادھر کھڑا۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسے تنبیہ کرتے ہوا کہا۔۔۔۔۔۔۔ تو اسنے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسٹور روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔ اور سنو تم بھی انکے ساتھ چلے جانا میں نہیں چاہتا کہ یہ لوگ تمہیں نقصان پہنچائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے فکر مند لہجے کہا تو سامنے کھڑے بچے کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ پلٹ کر زرینہ کہ پاس آیا جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ ایسے بھی کیا دیکھ رہی ہو نظر لگانی ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔۔ اور ہاتھوں میں بندھی رسیاں کھولنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا آپ مجھے بچانے آئے ہیں اور وہ بھی اس حلیے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ لہجے میں حیرانگی صاف واضح تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب کیا کر سکتے ہیں میری ایک عدد بیوی جو ہے وہ بھی ان ظالموں نے مجھ سے چھین لی اب واپس تو لینے آنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے

رسیوں سے اسکے ہاتھ آزاد کیے اور اسے کھڑا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ اب بھی اسکے بدلے رویے پر

حیرت میں ڈوبی تھی جب اسنے ایک اور حیرت کا جھٹکا اسے دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسکا

ہاتھ کھینچ کر اپنے سینے میں چھپالیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ اغوا ہونا میرا اتنا اچھا ہوگا میں نہیں جانتی

تھی زرینہ کے چہرے مسکراہٹ ابھر آئی۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کتنا یاد کیا میں نے

تمہیں۔۔۔۔۔۔۔ عیسی نے اس سے کہا۔۔۔۔۔۔۔ میں نے بھی آپکو بہت یاد کیا۔۔۔۔۔۔۔زرینہ

نے بھی اسکی بات دھرائی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپکی اتنے بدلے رویے کی وجہ کیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔زرینہ اس سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک تو تم سوال بہت کرتی ہو۔۔۔۔۔۔۔ ابھی ان

سوالوں کا وقت نہیں ہے ابھی تم حنا اور وجدان کے ساتھ گھر کے لیے نکلو۔۔۔۔۔۔۔ آپ نہیں

آرہے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔اسنے جھٹ سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔ نہیں ابھی نہیں ابھی ایک فرض ہے جو

پورا کرنا۔۔۔۔۔۔۔ تم پریشان نہ ہو بہت جلد آوو گا میں۔۔۔۔۔۔اب تم جاؤ یہاں

سے۔۔۔۔۔۔وہ اسے دبے پاؤں کمرے سے باہر لے آیا اور پچھلے گیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔جب

پیچھے سے حرہ کی آواز دونوں کو چونکا گئی۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آواز جب عیسیٰ کے کانوں

میں پڑی تو وہ فورن پہچان گیا۔۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر

آئے۔۔۔۔۔۔۔۔اگر اسکا کہا ٹھیک ہوا اگر عیسیٰ پھر سے ماضی کے سامنے ہار گئے تو۔۔۔۔۔۔

بہت سے خدشات نے زرینہ کے دل میں گھر کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پیچھے مڑا تو حرہ

معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بھاگ کر عیسی کے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔۔عیسیٰ شکر

آپ زندہ ہیں انہوں نے مجھے قید کر رکھا تھا عیسیٰ مجھے بچا لیں میں آپکے ساتھ رہنا چاہتی ہوں

آنکھوں میں مصنوعی آنسو لائے وہ کہنے لگی اور زرینہ کی طرف دیکھ کر ایک طنزیہ مسکراہٹ

اسکی جانب اچھالی۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اب اسکی جگہ غصے

نے لے لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے ایک نظر زرینہ پر ڈالی تو نگاہیں نگاہوں سے ٹکرائی تو زرینہ نے فورن

نظریں نیچے کر لی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ عیسیٰ اسے ہی تک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے دونوں بازوؤں سے

پکڑ کر ساحرہ کو اپنے سے دور کیا۔۔۔۔۔۔۔تو اسکے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے

۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ پیچھے کھڑی ہوئی زرینہ کے بھی کچھ یہی تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمہیں ان

ظالموں سے نجات دلاؤ گا ساحرہ نظریں نیچے کئے اسنے کہا۔۔۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اپنی زندگی میں تمہیں شامل نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی یہ بات جہاں زرینہ کے

چہرے پر مسکراہٹ لے آئی وہاں سامنے کھڑی ساحرہ کا منہ حیرت سے کھل

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم میرا ماضی تھی زرینہ میرا حال ہے اور اب شاید وہی میرا مستقبل بھی

ہو۔۔۔۔۔۔میں زرینہ کی جگہ اب کسی کو نہیں دے سکتا تم ہمارے ساتھ چلو عیسیٰ نے اسکا بازو

چھوڑتے ہوئے کہا اور زرینہ کی جانب مڑا۔۔۔۔۔۔۔ساحرہ جل اٹھی تھی جب عیسیٰ نے

زرینہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔چلو زرینہ وہ اسکے پاس آیا جو اسے مسکراتے ہوئے دیکھ

رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی کیا یہ سچ میں آپ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے اس کہا تو وہ بھی مسکرا

اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔سچ میں۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ عیسیٰ صرف اپنی بیوی سے محبت کرتا

ہے۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔اور پیچھے گیٹ کی جانب آگیا۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے مڑ کر دیکھا تو ساحرہ وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کہاں گئی۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے اسکی

جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔عیسیٰ جیسا آپ اسکے بارے میں سوچتے ہیں یہ ویسی بلکل نہیں ہے اس

کی سچائی سامنے آگئی ہے میرے آپکے مام ڈیڈ کو بھی اسی نے مارا ہے۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے اسکی

جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپکے جزبات کا مزاق بنایا ہے اس نے۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے

جلی زرینہ پر بندوق تان کر بولی۔۔۔۔۔۔۔اگر عیسیٰ میرا نہیں تو تمہارا بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر اس نے بندوق چلائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر اس سے پہلے گولی زرینہ کو لگتی عیسیٰ

سامنے آگیا اور گولی عیسیٰ کے آرپار گزر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔خون کے چھینٹے زرینہ کے منہ پر بھی

آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی۔۔۔۔۔۔۔۔آواز لڑکھڑائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔گھبراو نہیں عیسیٰ نے اسکی جانب

دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔بازو سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے اسکے بازو کو

چھوا۔۔۔۔۔۔۔جبکہ ایک گولی ساحرہ کے جسم سے آرپار ہوئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ

اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔۔۔۔وجدان نے بندوق کو نیچے کیا اور اسکے قریب آیا عیسیٰ سائیں

سے غداری کی تھی نہ تم نے اسکی سزا آج اپنے ہاتھوں سے دی ہے میں نے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کاش تمہارے ناپاک عزائم کا پہلے پتا ہوتا مجھے تو۔ تمہیں یہ سب کرنے سے پہلے ہی مار

دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اور خاور بھاگتے ہوئے عیسیٰ کے پاس آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیں آپ

ٹھیک تو ہیں۔۔۔۔۔۔۔وجدان نے فکرمندی سے کہا میں ٹھیک ہو تم لوگ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں میں آپکو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں

نہیں جاؤ گی آپ ساتھ جائیں گے میرے۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے حکم صادر کیا۔۔۔۔۔۔۔

زریں۔۔۔۔۔۔عیسی نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ کب کسی کی سننے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ مجھے

بھائی مانتے ہیں تو میری ایک بات مانے۔۔۔۔ میں یہاں رکوں گا آپ وجدان کے ساتھ گھر

کے لیے نکل جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور نے التجاء کی تو عیسیٰ کو بھی انکی بات ماننی پڑی۔۔۔۔۔۔۔وجدان

گاڑی پہلے ہی گیٹ کے پاس لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔خاور نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔اور زرینہ

بھی ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوئے وہ لوگ بھاگ رہے ہیں پیچھے سے ایک آواز نمودار ہوئی تو

خاور نے بھی بندوق سے نشانہ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو سامنے والے شخص نے خاموشی کی اگر یہ بات

کسی کو بھی معلوم ہوئی نہ تو جانتے ہو نہ کیا ہو گا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے گن

اسکے سر پر ماری تو وہ بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فجر ہونے والی تھی اسنے اسفندیار کو کال

کی۔۔۔۔۔۔سر فورس کب آئے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فورس پہنچ چکی ہے بس اشارے کا انتظار ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

عیسی کہاں ہے اسفندیار نے سوال کیا تو خاور نے ساری تفصیل اسے بتادی۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا اچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔اسفندیار نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔جی سر آپ انسے بولیں کے ریڈی رہیں اٹیک کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے کہا تو اسفندیار نے کال کاٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا ضرورت پڑی تھی آپکو سامنے آنے کی اگر آپکو کچھ ہوجاتا تو۔۔۔۔۔۔اسنے غصے سے بیڈ پر لیٹے عیسیٰ سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر وہ تمہیں لگ جاتی تو میں کیا کرتا پھر اسنے بھی اسی لہجے میں کہا ۔۔۔۔۔۔تو کیا ہوتا زیادہ سے زیادہ مجھے یہاں بھی آپ نے اپنے بارے میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔افف لڑکی قسم سے انسان دنیا بھر میں اچھا ہوجائے مگر بیگم کے لیے ہمیشہ ہی برا رہے گا اسنے زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔کیا کہا اپنے وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں بس یہ پوچھ رہا تھا ڈسچارج کب کریں گے مجھے اس جیل سے۔۔۔۔۔۔۔ارے ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ابھی آپکو آرام کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے میری راحت پہلے ہی مل چکی ہے تمہاری شکل میں۔۔۔۔۔۔۔اسنے اسکا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا آپکو دکھ نہیں ہورہا۔۔۔۔۔۔۔اسنے سوال کرڈالا۔۔۔۔۔۔کس بات کا دکھ۔۔۔۔۔۔

اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔یہی ساحرہ اب مر چکی ہے۔۔۔۔۔۔اسکی

اس بات پر عیسیٰ کے چہرے پر ناگواری اتر آئی۔۔۔۔۔۔وہ میرے لیے پہلے ہی مر چکی ہے اور جو

اسنے کیا میرے ساتھ اب تو دکھ بھی نہیں ہے اسکا۔۔۔۔۔اسنے اپنا منہ

پھیرا۔۔۔۔۔۔۔اچھا نہ سوری اب نہیں کروں گی اسکی بات اسنے عیسیٰ کا منہ اپنی

جانب کیا۔۔۔۔۔ناراض تو نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔نہیں ناراض نہیں ہو میں تم سے۔۔۔۔۔اور کیوں

ناراض ہونگا تم سے پاگل اسنے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا تو زرینہ بھی اسکے سینے پر سر رکھ

گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں نہ اللہ آپکو بہترین سے نوازتا ہے میرا وہ بہترین انعام تم ہو۔۔۔۔۔۔۔تم

وہ ہیرا جو اللہ نے مجھے دیا وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔آج زرینہ اسکے منہ

سے اپنی تعریف سن کر اپنا آپ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔میں اس ہیرے کی قدر

نہیں کر پایا میں اسکے لائق نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔میں بہت برا ہوں اسکی یہ بات زرینہ کو چونکا

گئی۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ ایسا نہیں کہتے۔۔۔۔۔۔۔۔میں کوئلہ تھی لیکن آپکی محبت نے مجھے ہیرا بنایا

ہے۔۔۔۔۔۔اگر آپ کی محبت میرے دل میں اللہ نہیں ڈالتے تو میں تو ہمیشہ کوئلہ ہی

رہتی۔۔۔۔۔۔آپکے نکاح کے آنے کے بعد مجھے اپنے آپ کا احساس ہوا ہے۔۔۔۔۔۔اور شاید میں

سب سے زیادہ خوشنصیب ہوں جو آپ جیسا شوہر میرے نصیب میں میرے اللہ نے لکھا

ہے۔۔۔۔۔۔۔ہم اپنے رب کے فیصلوں کو سمجھ نہیں پاتے اگر ہم جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا تو ہم اپنے

اللہ سے شکوہ شکایتیں شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ اللہ نے آگے آپکے لیے

ایک بہترین انعام رکھا ہے جو آپکو وقت آنے پر ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو اللہ نے مجھے ایک

بہت خاص انعام دیا ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں آپ سے کتنی محبت کرتی ہوں زرینہ

نے اسکے گرد حصار مظبوط کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ اہاں لیکن مجھ سے زیادہ نہیں کرتی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی اس بات پر زرینہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا بس رہنے دیں بڑے آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے

زیادہ نہیں کرتی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ سے زیادہ کرتی ہوں آپ سے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بھی

فرضی کالر جھاڑے۔۔۔۔۔۔ اس سے اچھا تو میں ساحرہ کے ساتھ ہی چلا جاتا اسنے

مصنوعی خفگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔۔ وہ حصار توڑ کر سامنے بیٹھے اسے گھورنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے سوچا نہیں تھا کہ آپ اتنے بدتمیز ہونگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ روٹھے پن سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔زریں۔۔۔۔۔۔مت بولیں مجھے زریں وہ اٹھ کر جانے لگی تو عیسیٰ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے

اپنی جانب کھینچا مزاق کر رہا ہوں یار اسنے اسکے گال کھینچے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسا مزاق نہیں کیا کریں

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو نمودار ہوئے ارے اس میں رونے کی کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریں

۔۔۔۔۔۔۔ اسنے انگلیوں کے پوروں سے آنسوں چنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ مجھ سے دور جانے کی باتیں نہ

کیا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے آپکی جدائی خوف زدہ کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے عیسی کا لہجہ

محبت سے چور تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اثبات میں گردن ہلائی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ نے بھی اسکے

ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔پیار بھرا لمس پاکر آنسو اور روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔محبت کی پہلی مہر

اسکے ماتھے پر ثبت ہوئی۔۔۔۔۔۔۔کچھ دنوں میں تمہارے مام ڈیڈ کے گھر چلیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ نے کہا۔۔۔۔۔۔کیوں زرینہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مجھے قصوروار سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے کبھی قبول نہیں کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہاری کوئی غلطی نہیں

ہے سمجھی اپنے آپ کو بلیم کرنا بند کرو۔۔۔۔۔۔۔آپکی بار اسکے لہجہ میں سختی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ۔۔۔۔۔۔۔اسنے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔بسسسس آگے بات نہیں کریں گے اس

بارے میں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔اس نے کہا تو زرینہ بھی خاموش ہوگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا بنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے فون کیا منظور خان کو پکڑ لیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں جو بات

کہی تھی وہ سچ ہے منظور خان تابش کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی اس بات پر عیسیٰ نے آنکھیں

میچی۔۔۔۔۔۔اسے بھی گرفتار کرلیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے حمزہ کا نام لیا ہے تو اسکی گرفتاری

کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں وہ فرار ہوگیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور سر اس میں زرینہ کے

بھائی شاہمیر بھی شامل ہیں۔۔۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔عیسیٰ نے چونک کر کہا۔۔۔۔۔۔ہاں

زرینہ کو آغوا انہوں نے ہی کروایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔خاور نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔مال بھی پکڑ لیا گیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکے بنگلے پر دو سپاہی تعینات کردئے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔بہت جلد انکو سزا

ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمم۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ کا شکر ہے کہ اسنے یہ کامیابی دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے

خبریں دیتے رہنا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔آپکی طبیعت کیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔خاور نے کہا۔۔۔۔۔۔ٹھیک

ہوں یار اتنی سی چوٹ پر تم سب نے ہاتھ کا چھالہ بنالیا مجھے بھئ میں ٹھیک ہوں اسنے سامنے

بیٹھی زرینہ کو دیکھا جو سیب کاٹنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر آپ ہمارے سائیں

ہیں۔۔۔۔۔۔۔آپکو اللہ بہت لمبی زندگی دے آپکو ہمیشہ خوش رکھے خاور نے دعا دی۔۔۔۔۔۔۔۔تو اس

نے آمین کہا۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں بھی خوش رکھے یہ بتاؤ شادی کب کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔عیسی

نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی کہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔خاور نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارے اچھے خاصے نوجوان

ہو شادی کرو گھر بساؤ کب تک اکیلے رہو گے تم عیسیٰ نے کہا۔۔۔۔۔خاور نے ہمم کہہ کر

بات ٹال دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے کال رکھی تو زرینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی خود تو آپ نے

تیس سال کی عمر میں شادی کی اور اس بیچارے کو ابھی سے فورس کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔کون

تیس سال کا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں آپ تو ابھی بھی

اٹھارہ کے ہیں زرینہ نے ہنس کر کہا تو عیسیٰ بھی ہنس دیا۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میری ہر یاد میں تم خیال میں تم یہ کیسی یاد ہے یہ کیسی بات ہے یہ کونا عشق ہے یہ کونسی

کشش ہے جو کھینچتی ہے مجھے تیرے روبرو۔۔۔۔۔اٹھاؤ آنکھیں تو دیدار تیرا۔۔۔۔۔جھکاؤ آنکھیں تو خیال

تیرا۔۔۔۔۔کیا کرو کہاں سنہ جاؤ بتادے کوئی علاج اسکا تو بھی تو پیاسا ہے عشق کا تیری

آنکھوں میں جو دیکھو محبت حاصل کی جستجو سر پر سوار ائے۔۔۔خدا نہ کرے اس محبت کو

کبھی زاول آئے۔۔۔۔۔

❤️از قلم لائبہ سمیع

عیسی ڈسچارج ہو کر گھر آچکا تھا۔۔۔۔۔۔۔بی جان اسکے ساتھ بیٹھی تھی اور شرمندہ سی نظر آتی

اپنے بیٹے کی کاروائی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون بھی پاکستان آنے کے لیے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی

میں تو جان بستی تھی اسکی وہ رک کیسے سکتا تھا ادھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے ہی خبر ملی اسنے پاکستان

کے لیے روانگی لی۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا مجھے معاف کردو میں تابش کی طرف سے تم سے معافی مانگتی

ہوں بی جان نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑے تو وہ انکے قریب آیا ارے بی جان آپ معافی

مانگ کر مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں

لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بی جان اس میں آپکی کیا غلطی ہے اسکو اسکی حد نے یہاں تک

پہنچایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جو اس نے کیا ہے اسکی سزا وہ ضرور بھگتے گا۔۔۔۔۔۔۔۔اور آپ

اسکے لیے کیوں رو رہی ہیں میں اور ہارون کیا آپکے بیٹے نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے بی جان کی جانب

دیکھا جن کی آنکھوں میں ابھی بھی آنسو تھے انہوں اپنا ہاتھ عیسیٰ کے گال پر رکھا میرے بچے اللہ

تمہیں اور زرینہ کو ہر خوشی دیکھائے۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر انہوں نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو

عیسیٰ انکے گلے سے لگا اور آنسو بہنے لگے زرینہ بھی وہاں پہنچی تو اسے یہ دیکھ ربینہ بیگم کی یاد آگئ تو آنکھیں

جھلملا اٹھیں۔۔۔۔۔۔۔۔مام کاش آپ میرا اعتبار کر لیتی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے دل میں

سوچا۔۔۔۔۔۔۔اہمم اسنے گلا کھنکھارا تو عیسیٰ اور بی جان اسکی جانب متوجہ

ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔واہ بی جان آپ مجھے بھول گئی اپنے اس اکڑو بیٹے کے آتے ہی وہ چلتے ہوئے بی جان کے

پاس آئی۔۔۔۔۔اچھا تو میں اکڑو ہوں عیسی نے گھورا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر زرینہ کو شرارت

سوجی۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں اکڑو نہیں بلکے ماہا اکڑو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بی جان کو دیکھا تو وہ دونو ہنس

دیں۔۔۔۔۔۔اڑائے مزاق بھئ مجھ بیچارے کا دونوں ساس بہو مل کے عیسیٰ نے بیچاری شکل

بناتے ہوئے کہا تو زرینہ نے اپنے دانت نکالے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس زیادہ معصوم مت بنو جانتی ہوں

میں تمہیں بی جان نے اسکے کاندھے پر ہلکا سا تھپڑ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آہ بی جان درد ہوتا

ہے۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اداکاری کی حدیں عبور کیں تو زرینہ اور بی جان ہنس دیے۔۔۔۔۔۔۔ اللہ کا

شکر ہے کہ گھر میں خوشیاں پھر سے لوٹ آئیں۔۔۔۔۔۔۔اور زرینہ تم نے اس پرانے

عیسیٰ کو ڈھونڈ نکالا جو کہیں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔بی جان نے زرینہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ

مسکرا دی۔۔۔۔۔۔۔۔اب میں چلتی ہوں زرا ثمرہ کو بھی دیکھ لوں آج ہارون آنے والا ہے اسکی پسندیدہ

ڈش بنالے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کمرے باہر چلی گئی تو زرینہ بیڈ کے قریب بیٹھی۔۔۔۔۔۔

عیسیٰ آپ نے کہا تھا نہ مام ڈیڈ کے پاس چلیں گے۔۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم آج چلیں پھر اگر تم تیار ہو تو۔۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ ایک اور بات کرنی ہے آپ سے زرینہ نے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ نظر کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ کہو عیسی نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔ وہ وہ۔۔۔۔۔۔ زرینہ ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنا سوچنا پڑ رہا ہے اسنے زرینہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔۔۔ آپ شاہمیر کو حوالات سے باہر نکلوا دیں مجھے ماموں جان کی کال آئی تھی وہ بہت رو رہے تھے اور معافی بھی مانگ رہے تھے اپنے کیے گئے رویے کی۔۔۔۔۔۔ زینیہ کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا ہے اس وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جیسے بھی ہیں پر ہیں میرے رشتے دار میں انکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے اپنی پوری بات کو ٹھہر ٹھہر کر کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ میں شاہمیر کو نہیں چھڑا سکتا اسنے تمہیں اغوا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ عیسی نے سگریٹ نکالی اور منہ کی جانب بڑھائی۔۔۔۔۔۔ آپ یہ گندگی کیوں پیتے ہیں اسنے سگریٹ چھینی اور پھینک دی۔۔۔۔۔۔ زرینہ عیسیٰ نے اسے دیکھا کیا زرینہ ہاں۔۔۔۔۔۔ اگر آئندہ یہ سگریٹ آپکو پیتے دیکھا نہ تو۔۔۔۔۔۔ تو کیا عیسیٰ نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔ تو میں آپکو چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔۔۔ آپ سے دور زرینہ نے غصے سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو عیسی کھڑا اور دراز میں سے کچھ ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپ کیا ڈھونڈ رہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس آئی مگر اسنے کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔۔۔ عیسی میری کوئی بات بری لگی ہے آپکو اسنے عیسیٰ کے

کاندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔ تو ایک پل عیسیٰ کا ہاتھ رکا اور دراز سے سگریٹ کے بہت سارے پیکٹ نکالے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لو اور جا کر پھینک دو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مڑا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔۔ مجھے تم سے زیادہ کچھ بھی عزیز نہیں اور یہ بات ذہن سے نکال دو کہ میں تم سے ناراض ہونگا کبھی یہ کہہ وہ دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھا۔۔۔۔۔۔ اور وہ سگریٹ کے پیکٹ ڈسٹبین میں ڈال آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

بھابھی ایک بات پوچھو۔۔۔۔۔۔ وہ سیب کھاتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔ زرینہ کچن میں چائے بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ ہمم پوچھو۔۔۔۔۔ اسنے پتی ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ یہ اچانک ہمارے بھائی جان پر کونسا جادو ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ اتنے بدل گئے ہیں اور آج تو مجھے ڈانٹا بھی نہیں انہوں نے ۔۔۔۔۔۔۔ پیار کا جادو ہوا ہے انہیں اسنے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ واہ بھئی پتا نہیں میری شادی کب کروائے گی آپ۔۔۔۔۔۔۔ بھئی اپنے اس معصوم دیور کا ہی خیال کر لیں پورے پچیس کا ہو گیا ہوں مجال ہے کوئی بات ہی چلی ہو شادی کی۔۔۔۔۔۔۔۔ ہارون نروٹھے پن سے بولا۔۔۔۔۔۔۔ بھئی ایک تو تم بہت شادی کے ترسے ہوئے ہو صبر رکھو دیکھتی ہوں لڑکی تمہارے لیے بھی۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ ایسی کیا اہم چیزیں ڈسکس ہو رہی ہیں ادھر پیچھے سے عیسیٰ کی آواز آئی تو دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بھائی بس اس معصوم کی شادی کا سوچ لیں تھوڑا۔۔۔۔۔۔ اس نے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔ ہاں بھئی۔۔۔۔۔ شادی کی عمر تو ہو گئی ہے تمہاری دیکھی ہے ایک

لڑکی میں نے تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔بہت جلد تمہارے رشتے کی بات کروں گا۔۔۔۔ان

سے۔۔۔۔۔۔ہیں بھائی۔۔۔۔۔۔ہارون کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔۔۔۔۔۔بتائیں نہ کون ہے وہ

اسنے بے شرمی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔ابھی نہیں بعد میں بتاوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ نے بات

ٹالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔اسنے بیچارگی سے کہا تو زرینہ ہنس دی۔۔۔۔۔۔چہرہ نقاب

سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی میں اور تمہاری بھابھی جا رہے ہیں چائے خود بنا

لو۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اسنے زرینہ

کا ہاتھ پکڑا اور کچن سے باہر لے آیا۔۔۔۔۔ارے یہ کیا بد تمیزی ہے وہ کیا سوچے گا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے

آنکھیں دیکھائی۔۔۔۔۔۔اسکو چھوڑو تم ریڈی ہو جاو گھر کے لیے نکلنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے اتنا

کہا اور جانے لگا۔۔۔۔۔۔میں ریڈی ہوں چلیں۔۔۔۔۔۔وہ بھی اسکے پیچھے چلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ

نے اسکی جانب دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی جلد بازی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سر عیسیٰ سارم خان آپ سے ملنے آئے ہیں اپنی وائف کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد جو کچھ

قلم سے کچھ لکھ رہے تھے ایک دم انکا ہاتھ رکا۔۔۔۔۔۔کیا سچ میں عیسیٰ آئیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔مگر وہ

ادھر کیوں آئے ہیں جہاں تک میں نے سنا ہے وہ بہت مغرور انسان ہیں فیضان سے اکثر

اسکا ذکر کرتا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سوچوں میں گم ہوئے۔۔۔۔۔۔انکو بیٹھاو میں آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے

ملازم کو حکم دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنا بڑا بزنس میں ادھر کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھے جہاں وہ اور زرینہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئے تو زرینہ بھاگ کر انکے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈیڈ آنسو روانی سے بہنے لگے زرینہ وہ بامشکل بول پائے اور کچھ آنسو انکی آنکھوں میں آ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معاف کر دیں ڈیڈ مجھے ڈیڈ میں نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے میری بچی اس پپو کی ہی سازش تھی۔۔۔۔۔۔ میں نے اسے قید کروا دیا ہے جیل میں میری بچی مجھے معاف کر دو آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس طرح سے تم کو باہر نکالا تھا ہمت ہی نہیں تھی تم سے سامنا کرنے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں بہت برا باپ ہوں جو اپنی بیٹی پر اعتبار نہیں کر پایا۔۔۔۔۔۔۔ وہ رو رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ ڈیڈ مام کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے ان سے ملنا ہے اسنے اشفاق احمد سے کہا۔۔۔۔۔۔ ہاں وہ بھی تمہاری یاد میں تڑپتی ہے بہت میں ابھی بلاتا ہوں اسے ۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ربینہ ربینہ ربینہ جلدی آؤ دیکھو تو کون آیا ہے۔۔۔۔۔۔ ہماری لاڈلی آئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ عیسی کے بارے میں تو کب کا بھول چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔ کہ عیسیٰ بھی ساتھ آیا ہے بس اپنی بیٹی میں ہی اتنا گم گئے تھے وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر آئے۔۔۔۔۔۔ اشفاق کون آیا ہے بیٹی کی جدائی انہیں بوڑھا کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ نیچے اترتے وہ پوچھنے لگی بال جگہ جگہ سے سفید تھے۔۔۔۔۔۔ اپنی مام کی یہ حالت دیکھ کر اسے دکھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ نیچے

آئی مام اپنی بیٹی کو گلے نہیں لگائیں گی۔۔۔۔۔۔اسکی آواز جب ربینہ کے کانوں میں ٹکرائی تو وہ بھاگتے ہوئے زرینہ کے قریب آئی مرجھایا چہرہ اب کسی پھول کی مانند کھل چکا تھا چہرے پر حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں اپنی چاند سی بیٹی کو اپنی باہوں میں بھرا ۔۔۔۔۔۔۔پیچھے کوئی شخص کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا تو اسکی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔۔۔۔۔۔اسے بھی اپنی مام کی یاد آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی نے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منظور خان تمہیں پھانسی ہوگی دیکھنا۔۔۔۔۔۔۔جس طرح تم نے میرے مام ڈیڈ کو مارا تھا اسی طرح تم بھی تڑپو گے میں کبھی تمہیں معاف نہیں کروگا۔۔۔۔۔۔۔۔میری بچی کہاں تھی ربینہ بیگم روتے ہوئے کہنے لگی مام میرے نصیب میں اللہ نے بہترین لکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپکو پتہ ہے میری شادی ہوچکی ہے۔۔۔۔۔۔اس نے ربینہ کی جانب دیکھا جنکا چہرہ حیرانگی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد کے بھی کچھ یہی تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سے کیسے کب ربینہ بیگم نے سوال کیے۔۔۔۔۔۔۔۔تو اس نے اپنے پر گزری تمام داستان سنائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا معاف کردو ہمیں ہم بہت برے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔۔نہیں مام یہ سب میرے نصیب میں تھا اور ان سب کی وجہ سے ہی مجھے وہ سکون اور وہ خوشی ملی جسے میں ڈھونڈتی آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ربینہ بیگم کے دوبارہ گلے لگی وہ تو سوچ رہی تھی کہ اسکے مام ڈیڈ اس پر ابھی بھی غصہ ہونگے مگر وہ غلط تھی ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہتے آج اسے اپنے اس

فیصلے پر خوشی ہوئی۔۔۔۔۔۔اور اس نے عیسیٰ پر تشکر بھری نگاہ ڈالی۔۔۔۔۔۔۔کیا تم ہمیں ہمارے داماد سے نہیں تعارف کرواؤ گی۔۔۔۔۔۔۔ربینہ بیگم نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عیسیٰ کی جانب پیٹھ کیے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔۔۔ تبھی وہ اسے دیکھ نہیں پائی تھیں۔۔۔۔۔۔۔کیا وہ تمہارے ساتھ آیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔ہاں مام وہ رہے آپکے پیچھے اسنے پیچھے کھڑے عیسیٰ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔تو ربینہ اور اشفاق دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔۔مسٹر عیسیٰ سارم خان۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ آپ جانتے ہیں عیسیٰ کو زرینہ نے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ہاں میں نے بہت سنا ہے انکے بارے میں لیکن ملاقات پہلی بار ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد نے تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے بھی آپکے بارے میں بہت سنا ہے۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ قریب آیا۔۔۔۔۔۔کیا میں آپکو ڈیڈ بلا سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے سوال پر وہ مسکرا دیے اور ساتھ زرینہ بھی کیوں نہیں بیٹے ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے چہرے پر بھی مسکان دوڑی۔۔۔۔۔۔۔ تنگ تو نہیں کرتی یہ تمہیں ربینہ بیگم نے اسکی جانب دیکھا تو وہ بھی ہنس دیا۔۔۔۔۔۔۔مام بہت تنگ کرتی ہے یہ مجھے۔۔۔۔۔۔۔اسکی بات پر زرینہ نے اسے گھورا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا تم لوگ رات کا کھانا کھا کر جانا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مام ہمیں جانا ہے بعد میں آئیں گے کبھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے کہا بیٹا۔۔۔۔۔۔ ابھی تو آئے ہو تم انہوں نے زرینہ کی جانب

دیکھا۔۔۔۔۔۔ڈیڈ ہمیں ماموں جان کے گھر بھی جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے نیچے نظریں

کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر تمہیں وہاں جانے کوئی ضرورت نہیں ہے ربینہ نے سخت لہجے میں کہا تو

زرینہ نے انہیں حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔مام وہ تکلیف میں ہیں ہمیں انکے ساتھ ہونا چاہیے بھلے

وہ جیسے بھی ہیں۔۔۔۔۔۔لیکن آپکے بھائی ہیں وہ۔۔۔۔۔۔۔بلکہ آپ بھی میرے ساتھ

چلیں۔۔۔۔۔۔زرینہ نے تجویز پیش کی۔۔۔۔۔۔۔۔اشفاق احمد بھی ساتھ ہوئے ہاں ربینہ ہماری بیٹی

سہی کہہ رہی ہے ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔نہیں اشفاق میں نہیں جاوٗ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ربینہ

نے صاف انکار کیا تو زرینہ کا منہ لٹک گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جیسی آپکی مرضی وہ یہ کہہ

کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور باہر کی جانب جانے لگی۔۔۔۔۔تو سامنے فیضان صاحب

کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔ماموں جان۔۔۔۔۔۔اس نے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔تو ربینہ

بیگم نے بھی اسکی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے فیضان پر نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔۔۔آپا

معاف کر دیں مجھے پلیز مجھے نہیں بولنا چاہیے تھا زرینہ کو کچھ میں بہت برا ہوں مجھے

معاف کر دیں آپا۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔آج میں اپنا سب کچھ کھو چکا ہوا اپنی

عزت اپنا بیٹا سب مجھے معاف کر دیں شاید یہ میرے گناہوں کی سزا ہے جو مجھے ملی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عورت کا دل تو ہوتا ہی نرم ہے فیزان کے آنسو سے انکا دل نرم پڑا میرا بھائی یہ

کہہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔تو زرینہ اور اشفاق ایک دوسرے کو دیکھ کر

مسکرانے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ بیٹا تم بھی مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے زرینہ کو

دیکھا۔۔۔۔۔نہیں ماموں ایسے نہیں کریں اس نے انکے ہاتھ پکڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔غلطیاں انسانوں سے ہی

ہوتی ہیں بہترین انسان وہ ہے جو اپنی غلطیوں کا احساس کرے اور دوبارہ وہ ایسی غلطی نہ کرے۔۔۔۔۔آج

سب نے زرینہ کا ایک نیا روپ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔جو بہت سمجھدار سی زرینہ

لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم لوگ میرے گھر چلو آج میں اپنے داماد کو اپنے گھر کھانا کھلاو گا فیزان

نے اسرار کیا تو زرینہ منع نہیں کر پائی۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ عیسیٰ باہر کسی سے فون پر بات کر رہا

تھا۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ جب وہاں پہنچی تو سامنے کھڑے شاہ کو دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھیلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ

اسنے اسے دیکھا جو زرینہ کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔۔عیسی اپنے تو کہا

تھا۔۔۔۔۔۔بات ادھوری رہی جن سے محبت کی جاتی ہے نہ انکی باتوں کا مان رکھا جاتا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ویسے بھی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہی کافی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔آج زرینہ کو عیسیٰ پر بہت پیار آیا۔۔۔۔۔۔۔۔اور عیسیٰ کی عزت مزید دل میں

بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی زندگی بہت خوبصورت تھی

اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔اب معلوم ہے پیارا ہوں ایسے دیکھو گی تو نظر لگ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے کان میں سرگوشی کی توزرینہ مسکرا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔بہت چھچھورے ہیں آپ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے عیسیٰ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔آپ نے بنا دیا یہ کہہ اسنے آنکھ دبائی

توزرینہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محبت تو بے حد ہوتی ہے عیسیٰ نے

حاضر جوابی میں بولا۔۔۔۔۔۔۔آپ سے بحث میں نہیں جیت سکتی میں۔۔۔۔۔۔۔۔جیتنے

بھی نہیں دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔افففف میں جا رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا چلی جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں کبھی نہیں وہ بھی جواب میں بولی۔۔۔۔۔۔تو ابھی ایسا کیوں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ماموں بلا رہیں ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے کھسکنے میں عافیت جانی کیونکہ وہ جانتی تھی یہ بحث کبھی

ختم نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسیٰ بھی مسکراہٹ دبا کر وہاں سے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

کیا تم نے مجھے معاف کر دیا زرینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے اس سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ہمم اسنے

اتنا کہا اور جانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ مجھے معاف کر دو میں غلط تھا محبت زبردستی

حاصل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے سمجھ آگیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا ہوا جلد سمجھ گئے

تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے اس رویے کہ باوجود عیسیٰ نے مجھے آزاد کیا۔۔۔۔۔۔۔شرمندہ ہوں

میں اور شکرگذار بھی۔۔۔۔۔۔۔شکریہ اس رب کا ادا کرو جس نے عیسیٰ کے دل میں رحم

ڈالا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔تو شاہ نے نظریں نیچے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب میں پاکستان

میں مزید نہیں رہوں گا میں جا رہا ہو لندن۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے سارے رویوں کی معافی

چاہتا ہوں اور شرمندہ ہو میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن میں چاہوں گا کہ ہمارے درمیان جو کزن والا

رشتہ ہے وہ برقرار رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں میں اس لائق نہیں ہوں لیکن زرینہ

تم مجھے معاف نہیں کر سکتی کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے لہجے میں درد واضح تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم وعدہ

کرو کہ بہت جلد تم شادی کر لوگے کسی سے اور اپنی زندگی میں خوش رہو گے زرینہ نے

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وعدہ۔۔۔۔۔۔شاہمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر ٹھیک ہے

شاہمیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے کہا۔۔۔۔۔۔۔بھائی کون بولے گا۔۔۔۔۔۔۔شاہ نے سوال

کیا۔۔۔۔۔۔مجھے معلوم ہے میرے بہنوئی کو نہیں پسند کے تم مجھے نام سے پکارو شاہمیر بھائی

بولنا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہمیر نے کہا تو زرینہ نے بھی ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلا

دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ وہاں سے چلی گئی تب ایک آنسو شاہ کی آنکھ میں آیا اس نے آنسو

صاف کیا اور مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ بیڈ پر بیٹھا لیپٹاپ میں کچھ کام کر رہا تھا زرینہ اسکے برابر میں آکر بیٹھی تو اسے دیکھ کر اس نے

لیپ ٹاپ سائڈ میں رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ میں نے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ہم

کہیں۔۔۔۔۔۔زرینہ نے بھی فرمانبرداری دیکھائی۔۔۔۔۔۔۔زرینہ میں چاہتا ہوں کہ

زینیہ اس گھر میں آئے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے کہا۔۔۔۔۔کیا مطلب آپ کا ہاں۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ نے شک بھری آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔او ہو بھئی ایک میں تھوڑی ہوں گھر میں ہارون

کے لیے کہہ رہا ہوں عیسی اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے اپنی بات کہی۔۔۔۔۔۔۔۔آپکا یہ فیصلہ

تو بہت اچھا ہے میں کل ہی بی جان سے اس بارے میں بات کروں گی۔۔۔۔۔۔۔اس نے

اظہار خیال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے عیسی سب آپ جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں مجھے یہ سمجھ

نہیں آتا آپ نے پولیس فورس جوائن کیوں کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو جواباً

عیسی نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔زرینہ مجھے اس دولت سے کوئی لگاؤ نہیں ہے میں ہمیشہ سے نارمل

لائف گزارنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔تبھی میں نے سی ایس ایس کر کے یہ جاب جوائن

کی۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے سوچا تھا شادی کے بعد میں اپنی بیوی سمیت ایک چھوٹے سے گھر

میں رہو گا ایک عام آدمی کی طرح۔۔۔۔۔۔۔جہاں وہ میرا انتظار کرے گی میں اسکے لیے

گجرے لے آؤ گا پھر ویک اینڈ پر ہم دونوں واٹر فال کی جانب جائیں گے۔۔۔۔۔۔تمہیں

معلوم ہے مجھے بچپن سے واٹر فال بہت پسند ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں ایک الگ سکون ہوتا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ایسا سکون جو روح میں اترتا ہے پانی جب پتھر پر پڑتا ہے تو وہ آواز مجھے سکون دیتی

ہے وہاں موجود ہریالی مجھے اپنی طرف بلاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں پرندو کی آواز بہت حسین لگتی

ہے۔۔۔۔۔۔میں اس بات کا ذکر اس سے بھی کیا تھا مگر ساحرہ نے اس بات کا کوئی

جواب ہی نہیں دیا۔۔۔۔۔۔اور پھر یہ بات وہیں ختم ہو گئی تو میں نے وہ جاب بھی چھوڑ دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو کیا ایسا اب نہیں ہو سکتا زرینہ نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا تم رہ لو گی۔۔۔۔۔۔۔ تم بچپن سے ہی عیش و آرام کی طرز زندگی گزارتی آئی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا تم رہ لو گی مڈل کلاس بن کے۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپکے ساتھ تو میں کہیں بھی رہ لو گی اسنے عیسیٰ کے کاندھے پر سر رکھا۔۔۔۔۔۔۔ تم پہلی ایسی لڑکی ہو جو دولت سے دور جا رہی ہو۔۔۔لڑکیاں تو امیر ہونے خواہش کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ پاگل ہوتی ہیں اصل سکون دولت نہیں ہے ہم دولت سے وہ سکون نہیں خرید سکتے جو سکون اللہ نے رشتوں کے بیچ دیا ہے ان چیزوں کو دولت کے ترازو میں نہیں تولتے۔۔۔۔۔۔۔اور عیسیٰ میرا سکون اللہ نے آپکو بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ جہاں خوش ہونگے وہاں ہی میں خوش ہونگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپکی خوشی ہی میرے لیے سب کچھ ہے نا جانے کیوں کب کہاں کیسے اتنی دیوانوں کی طرح محبت ہو گئی آپ سے میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بنگلے یہ گاڑیاں مجھے سکون نہیں دیتے آپکی چہرے کی مسکراہٹ مجھے سکون دیتی ہے یہ کہہ کر اسنے عیسیٰ کے سینے پر سر رکھ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری کن نیکیوں کا صلہ ہو تم میں نہیں جانتا لیکن میں اپنے اللہ کا شکر گزار ہوں اسنے تم جیسا ہمسفر مجھے دیا میں جنت میں بھی اپنے اللہ سے تمہارا ساتھ مانگو گا۔۔۔۔۔۔ تم میرے لیے اب سب کچھ ہو تم ایک بہترین تحفہ ہو جو اللہ نے مجھے دیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری ہمیشہ حفاظت کروں گا اور کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسوں کا سبب

نہیں بنوں گا یہ کہہ کر اسنے حصار مظبوط کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو زرینہ بھی مسکرا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

(پانچ سال بعد)

ڈیڈ ڈیڈ حیا نے مجھے مارا ہے عباس روتا ہوا آیا۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ جو کام پر سے آیا تھا اب اپنے بچوں کی

لڑائیاں سلجھانے بیٹھا تھا نو۔۔۔۔ ڈیڈ پہلے عباس بھائی نے میرے بال کھینچے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دو سال کی حیا بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں بھئی عباس اپنے میری لاڈلی کو کیوں مارا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ

مصنوعی غصے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں ہمیشہ آپ اپنی لاڈلی کا ہی ساتھ دیں زرینہ پانی لیکر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بھئی میری لاڈلی ہے یہ اسکا تو ساتھ دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور تم اپنے عباس کا ساتھ دیتی ہو

ہمیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر زرینہ عباس کے پاس آئی اور اسے گود میں

بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انکے دو بچے تھے حیا اور عباس۔۔۔۔۔۔ حیا دو سال کی تھی جبکہ عباس چار

سال کا۔۔۔۔۔۔ آپکو پتہ ہے نہ آج مام نے بلایا ہے بی جان ہارون اور زینیہ آئے ہونگے

گھر۔۔۔۔۔۔۔ ہمیں بھی جانا ہے۔۔۔۔۔۔ ماما وہاں رحاب بھی ہو گی عباس نے سوال

کیا۔۔۔۔۔ ہاں ماما کی جان اسنے عباس کے گال کو چوما۔۔۔۔۔۔۔

رحاب ہارون اور زینیہ کی تین سالہ بیٹی تھی۔۔۔۔۔۔اپنے خاور کو بولا تھا زرینہ نے سوال

کیا۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔کیوں وہ آپکا بزنس سنبھالنے کی حد تک ہے کیا زرینہ غصہ

ہوئی۔۔۔۔۔۔۔نہیں بھئی اسکی نئی نئی شادی ہوئی ہے میں نے اسے ساؤتھ کوریا بھیجا ہے گھومنے

پھرنے کے لیے سنا تھا بھابھی کورین ڈرامے دیکھتی ہیں تبھی اسکو ادھر بھیج دیا۔۔۔۔۔۔اس نے

تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔۔او اچھا۔۔۔۔۔۔زرینہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔ایک تو تم بنا بات مجھ پر غصہ

ہوتی ہو اسنے بیچارا سا منہ بنایا۔۔۔۔۔۔۔تو زرینہ ہنس دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عیسیٰ کی خواہش

کے مطابق اب ویسے ہی لائف اسٹائل گزارتے جس میں وہ بہت پرسکون اور خوش

تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بات تو یقینی ہے اصل خوشیاں پیسوں سے نہیں ملتی۔۔۔۔۔۔اب چلیں

دیر ہو رہی ہے ویسے بھی تیار ہو جائیں۔۔۔۔۔اس نے عباس کو گود سے اتارا اور حیا کو بھی اور تیار

ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔تابش کو پانچ سال کی سزا ہوئی تھی اور وہ جیل کی رہائی کے بعد امریکا شفٹ

ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔جبکہ منظور خان کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔حمزہ کو اسکی

جاب سے نکال دیا گیا تھا اور ایک لاکھ جرمانہ کے ساتھ تین سال کی سزا ہوئی

تھی۔۔۔۔۔۔۔طاہر صاحب کی دونوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی اور طاہر صاحب زیادہ تر بزنس

کے سلسلے میں باہر رہتے تھے۔۔۔۔۔۔بی جان ہارون اور زینیہ کے ساتھ رہتی تھیں عیسی اور زرینہ ہر

روز وہاں کا چکر لگایا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہمیر نے کلثوم سے شادی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور انکی ایک

سال کی بیٹی تھی جسکا نام انہوں نے علمیرہ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ بھی اپنی زندگی میں بہت خوش تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔علمیرہ میں تو اسکی جان بستی تھی۔۔۔۔۔۔آج زندگی خوشیوں سے بھری تھی۔۔۔۔۔۔۔بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔چلیں اب دیر ہو رہی ہے وہ تیار ہو کر بولی۔۔۔۔۔۔جبکہ عیسیٰ اب بھی بچوں کے ساتھ بچہ بنا کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عیسی آپ بھی بچے بن جاتے ہیں میں نے انکو تیار کیا تھا آپ نے سارے کپڑے خراب کر دیے وہ عیسیٰ پر غصہ ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور دیکھیں دیر ہو رہی ہے چلیں اب اپنے وردی بھی چینج نہیں کی افففف اللہ کیا کرو آپکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے عباس کے بال ٹھیک اور حیا کے کپڑے ماماڈیڈ کو نا ڈانٹے حیا نے فورن باپ کی سائڈلی۔۔۔۔۔۔۔لو آگئی باپ چمچی۔۔۔۔۔۔۔اسکی بات پر عیسیٰ نے کہا اور میں آپکا چمچہ زرینہ نے اسکا ہاتھ پکڑا چلیں جائیں اور چینج کریں اسے دھکا دیتی واشروم کی جانب لے گئی۔۔۔۔۔۔۔اور گیٹ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔اور حیا اور عباس کا بگڑا حلیہ سدھارنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اور سب آپس میں باتیں کر رہے تھے بی جان بھی بہت خوش تھیں۔۔۔۔۔۔اج زندگیوں میں خوشیاں تھیں سکون تھا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بجے سو چکے تھے وہ بالکونی میں کھڑی تھی جب ساتھ عیسیٰ بھی آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔میں آج اللہ کا بہت شکر گزار ہوں۔۔۔۔۔مجھے اس نے وہ سب دیا جسکا میں خواہشمند تھا۔۔۔۔۔۔میری زندگی

میں سکون ہے خوشیاں ہے اور سب سے بڑھ کر تم ہو میری محبت دن بہ دن تم سے بڑھتی جارہی

ہے تم نے مجھے مکمل کر دیا ہے زرینہ۔۔۔۔۔۔ اسنے عیسیٰ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ اپ یہ بات مجھے روز

کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ اپنے مجھے مکمل کیا ہے مجھے

کوئلے سے ہیرہ بنایا ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں آپکی بیوی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اور آپکے بچوں کی ماں

ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنا سر عیسی کے سینے سے ٹکایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جب تک یہ زندگی میں

آپ سے وفا کروں گی آپ پہلے اور آخری انسان ہیں جو میری زندگی میں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ تم بھی

اپنے لیے میرے یہی جزبات سمجھو عیسیٰ نے پیار سے کہا اور اپنا حصار مظبوط

کر دیا۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ اور عیسیٰ کی کہانی مکمل ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کچھ نہیں دینے کو تمہیں چلو۔۔۔۔۔

یہ وفائیں تمہارے نام کرتے ہیں۔۔۔۔۔

سانسوں میں روانی ہے جب تک۔۔۔۔۔

تب تک نام رہے میرے دل پر تیرا۔۔۔۔۔۔

چلو یہ آرزو بھی تم سے بیاں کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

تم دنیا کی بات کرتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم جنت میں جانے کی خواہش بھی تیرے ساتھ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو ہی ہے جو نظروں کو بھا گیا۔۔۔۔۔

اب تو ہی نگران ہے ان نگاہوں کا۔۔۔۔۔۔۔

نہ تجھ سے پہلے کوئی تھا زندگی میں۔۔۔۔۔۔۔

نہ تیرے بعد کوئی ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو یہ عہد بھی آج تیرے نام کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

تیرے لبوں کی مسکراہٹ ہے سکوں میرا۔۔۔۔۔۔

تیرا یوں سینے سے لگانا ہے زندگی میری۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے ساتھ جینے کی آرزو رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

میرے دل کی ہر شام کو تیرے نام رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

یہ ساری وفائیں تیرے نام کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از قلم لائبہ سمیع۔۔۔۔۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔۔۔۔